نعت رنگ

کتابی سلسلہ

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

١٤١٠

نعت رنگ

نعتیہ ادب کی کتابی سلسلہ

شمارہ ۱۳

دسمبر ۲۰۰۲ء

اس شمارے کی قیمت

پاکستان : ۱۵۰/روپے

بیرون ملک

(بذریعہ ایئرمیل)

سعودی عرب	:	38 ریال
یو اے ای	:	45 درہم
امریکا	:	12 ڈالر
برطانیہ	:	8 پاؤنڈ

سرورق پر نمونۂ خطاطی

اُستاد شفیق الزماں

خطاط مسجد نبویؐ شریف

ناشر

اقلیم نعت

CONTACT

E-201, Saima Avenue,
Sector 14-B, Shadman Town No.2,
North Karachi, Pakistan.
Ph: 92-21-6901212 Fax: 2571688
emails:
naatrang@yahoo.com
iqleemnaat@cyber.net.pk
sabeehrehmani@hotmail.com

مرتب و ناشر صبیح رحمانی نے فضلی سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ سے چھپوا کر مرکزی دفتر اقلیم نعت

۲۰۱۔ ای، صائمہ ایونیو، سیکٹر ۱۴ بی، شادمان ٹاؤن نمبر ۲، شمالی کراچی ۷۵۸۵۰ سے شائع کیا۔

نعت دستاویز

پاکستان میں نعت گوئی کے پچاس برسوں کا آئینہ خانہ

ایک ذمہ دارانہ انتخاب

مرتبین

ڈاکٹر سید محمد ابوالخیر کشفی

پروفیسر حفیظ تائب

ڈاکٹر عاصی کرنالی

پروفیسر محمد اقبال جاوید

عزیز احسن

صبیح رحمانی

رابطہ

اقلیم نعت

E-201, Saima Avenue, Sector 14-B, Shadman Town No.2,
North Karachi, Pakistan. Ph:92-21-6901212,
E-mail:iqleemnaat@cyber.net.pk
E-mail : sabeehrehmani@hotmail.com

ڈاکٹر عاصی کرنالی

ڈاکٹر سیّد یحییٰ نشیط

ڈاکٹر محمد اسماعیل آزاد فتح پوری

ڈاکٹر سیّد شمیم گوہر

ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی (شہید)

ڈاکٹر محمد مظفر عالم جاوید صدیقی

ڈاکٹر شاہ رشاد عثمانی

ڈاکٹر سراج احمد بستوی

اور

پروفیسر محمد اکرم رضا

کی نعت شناسی کے نام

جن لوگوں پہ ہے انعام ترا ان لوگوں میں لکھ دے نام مرا
محشر میں مرا رہ جائے بھرم اللہ کرم اللہ کرم

(صبیح رحمانی)

منجانب

کیپٹن (ر) وارث النبی اعوان (کراچی)

دھنک

مقالات و مضامین

نعتیں ۲۲۶

خطوط ۲۴۲

حفیظ الرحمٰن احسن (لاہور)

پیرایۂ حمد (قصیدہ نما)

فلک کے ٹوٹتے تارے نے کھینچ دی جو لکیر
شکستِ خوابِ تمنا کی بن گئی تصویر!
کچھ اِس کے حالِ زبوں کا بھی تذکرہ ہو کہیں
دلِ خراب، کہ رکھتا ہے حسرتِ تعمیر!
یہ بامِ چرخ پہ ہے آج کون جلوہ فروش
بھڑک رہا ہے جو یوں شمع دانِ طاقِ اثیر
فلک پہ کیوں ہے ستاروں کی بزم آرائی
یہ کس حسیں کے پرستاروں کا ہے جمِ غفیر؟
اسیر کس کے ہیں خورشید ماہتاب و نجوم
ہے دیکھنے میں فضائے فلک تو بے زنجیر!
مہ و نجوم نے کیا سیرگاہ ڈھونڈی ہے
کہ زیرِ گام ہے اُن کے فضائے چرخِ اثیر
وہ گل ہوں گوہرِ شبنم کہ تتلیوں کی قطار
طلسمِ حسن ہے فطرت کی ہر حسیں تصویر
غبارِ پائے خزاں بن رہا ہے غازۂ گل
صبا کے لمس سے ہنستا ہے غنچۂ دل گیر
بہار کی رگِ جاں ہے گلوں کی دل جمعی
لطافتوں کا ہے شیرازہ بند تارِ حریر
خزاں جو کرتی ہے دستِ بہار پر بیعت
تو وجد کرتا ہے کنجِ قفس میں مرغِ اسیر

سماعتوں کا ہے اپنا عیارِ اخذ و قبول
وہ بلبلوں کی نوا ہو کہ جھینگروں کی نفیر!
فضا میں کس نے پرندوں کو تھام رکھا ہے
کیا ہے کس نے زمیں کی کشش کو بے تاثیر!
ہوائیں پرچم وحدت اُٹھائے پھرتی ہیں
فضا میں جب بھی اُبھرتا ہے نعرۂ تکبیر
قلم سے بندۂ مومن کے ہے تراوشِ گل
اُسی کے ہاتھ میں کھلتا ہے جوہر شمشیر!
صفائے فکر و نظر سے ہے تزکیہ دل کا
فروغِ حسنِ عمل سے ہے رُوح کی تطہیر
وقار اُن کا گھٹائیں گے کیسے اہلِ ہوس
خدا کے ہاتھ میں اہلِ صفا کی ہے توقیر
سب اُس کی بارگہِ حمد میں ہیں مہر بہ لب
وہ باکمال سخن ور ہوں یا ادیبِ شہیر
عجیب چیز ہے یہ باوجودِ عجزِ بیاں
ثنا کا لطف اُٹھاتی ہے حسرتِ تقریر
اُسی کے در پہ سر افگندہ ہے مری تدبیر
کہ جس کے ہاتھ میں ہر ذی نفس کی ہے تقدیر
اُسی کے لطف کی سائل ہے میری ہر لغزش
اُسی کے عفو کی طالب ہے میری ہر تقصیر
اگر ہے شکوۂ غم کوئی تو اُسی سے ہے
جو راز داں ہے دلوں کا، جو ہے سمیع و بصیر
اُسی کے سامنے پھیلا ہے سب کا دستِ سوال
اُسی کے در کے سوالی ہیں سب فقیر و امیر

وہی ہے رنج و مصائب کو ٹالنے والے
وہی تو ہر کس و ناکس کا ہے ولی و نصیر
اُسی کے لطف و عطا کے ہیں منتظر سارے
وہ مفلس و تہی داماں ہوں یا امیر و کبیر
اُسی کے در کی جبیں سائی پر ہے ناز اُن کو
اُسی کے والہ و شیدا ہیں بندگانِ اثیر
رہِ حیات میں ہر لحظہ ساتھ ہے اُس کا
وہی ہے خلوت و جلوت کا راز دار و مشیر
اُسی کی یاد جلاتی ہے ظلمتوں میں چراغ
اُسی کا ذکر شبِ غم میں ہے سراجِ منیر
اُسی کا حرفِ تسلی پناہِ دل زدگاں
اُسی کا لطف و کرم غم کا نسخۂ اکسیر
اُسی کے نام ہیں سب سلسلے ثناؤں کے
اُسی کا مژدۂ بخشش سنائے لحنِ صریر
لکھا ہوا ہے سرِ عرش رحمتی وسعت
اُسی کی ضو سے درخشندہ ہے جہانِ ضمیر
اُسی کے نور سے روشن ہے کائناتِ وجود
اُسی کے حسن کی پھیلی ہے چارسو تنویر
اُسی کے جلوے اُفق تا اُفق بسیط و محیط
ثریٰ سے تا بہ ثریا اُسی کا ملکِ کبیر
اُسی کا سکہ رواں ہے زمیں سے تا بہ فلک
وہی بدیع جہاں ہے، وہی خدائے قدیر
اُسی کی صبحِ ازل ہے اُسی کی شامِ ابد
ہیں تخم و کشت اُسی کے اُسی کا ابرِ مطیر

اُسی کا فیضِ نمو تازہ کارِ برگ و شجر
اُسی کے اِذن سے طوفان بکف ہے سیل کبیر
وہ تلخیاں ہوں کہ شیرینیاں، اُسی کا ظہور
عسل بھی اُس کا ہے، سم اُس کا، اُسی کے حنظل وشیر
وہ ذرّہ ہو کہ ہو خورشید، بیج ہو کہ ثمر
اُسی کے خلق کے مظہر، عظیم ہوں کہ حقیر
شرارِ سنگ بھی اُس کا، اُسی کا شعلۂ رنگ
شمیم گل بھی اُسی کی، اُسی کے مشک و عبیر
اُسی نے حسن کو سحر آفریں بنایا ہے
اُسی نے عشق کو بخشی ہے قوتِ تسخیر!
اُسی نے شوق کو دی ہے متاعِ سوزِ دروں
اُسی نے عقل کو بخشی ہے دولتِ تفکیر
اُسی کا پرتوِ تخلیق فکر و فن کا جمال
اُسی کی آئنہ بردار ندرتِ تحریر
وہ جس کی دین ہے احسنؔ جنوں کی خوئے وفا
اُسی کہ ہاتھ میں ہے تیرے خواب کی تعبیر
یہ ساری زمزمہ پرائیاں ہیں کس کے لیے
وہ قہقہے ہوں کہ ہوں چہچہے، کہ صوتِ و صفیر
وحید و واحد و یکتا و منفرد ہے وہ
کوئی مثال ہے اُس کی، نہ کوئی اُس کی نظیر
ہے کائنات کا ہرگوشہ اُس کے زیرنگیں
ملائکہ ہیں تمام اُس کی سلطنت کے دبیر
خطا و عیب و خلل سے ہے پاک اُس کا نظام
ہے اپنی ذات میں محمود وہ عزیز و قدیر

رِدائے چرخِ بریں میں نہ کوئی بل ہے نہ چاک
گواہ اِس پہ تماشائی کی ہے چشمِ حسیر

وہ بے نیاز ہے، دیتا ہے جس کو جو چاہے
کسی کو جز سمین اور کسی کو نانِ شعیر

کرے وہ صاحبِ اورنگ بے نواؤں کو
ہوں پل میں خاک نشیں صاحبانِ تاج و سریر

اُتارتا ہے وہ پیاسی زمیں پہ ابرِ کرم
خنک ہوا کو بناتا ہے رحمتوں کی سفیر

جہاں پناہ کی خوئے عطا ہے بے تخصیص
نگاہِ لطف میں یکساں ہیں سب صغیر و کبیر

بہار اُس کی ہے، گل اُس کے، تتلیاں اُس کی
سبھی ہیں اُس کے جمالِ نمود کی تفسیر

شجر قلم ہوں، سمندر ہوں روشنائی تمام
رقم نہ اُس کی ثنا کا ہو پھر بھی عشر عشیر

ڈرو عذاب سے اُمیدِ مغفرت بھی رکھو
جزا سزا کا ہے مالک، وہ ہے نذیر و بشیر

حضورِ حق میں سبھی پیش ہونے والے ہیں
وہ متقی ہوں کہ طاغی، شریف ہوں کہ شریر

وہ دیر گیر ہے، لیکن ہے سخت گیر بھی وہ
گواہ اِس پہ ہے فرمان کیف کان نکیر؟☆[۱۲]

نظر میں عالم ہستی کا رنگ ہے کچھ اور
کہ بحر و بر میں بپا ہے فسادِ عالمگیر

رہینِ یاس ہیں صبحیں، اُداس ہیں شامیں
بنی ہے بزمِ جہاں حزن و خوف کی تصویر

دل و نگاہ ہیں تہذیب نو کے نوحہ کناں
بنائے خیر سے محروم اس کی ہے تعمیر
وبالِ جاں ہوئی آسائشوں کی ارزانی
قرارِ جاں نہ بنی برق و باد کی تسخیر!
اِدھر ترستے ہیں نانِ جویں کو فاقہ نصیب
اُدھر عروج پہ ہے مترفین کی تبذیر
فسانہ بن گئیں صدق و صفا کی سب قدریں
ملی ہے خاک میں توقیرِ نالۂ شب گیر
فروغِ فسق و فجور و جحود اس کی سرشت
سیاست اِس کی مرکب بہ فتنہ و تزویر
درونِ در تو ہے منشور اس کا امن و فلاح
نکل کے گھر سے عناد و فساد کی شمشیر!
مثل یہ سچ ہے کہ خودکردہ را علاج نیست
گرہ کشائی کرے کس کا ناخنِ تدبیر
چراغِ وحیِ مبیں کی ضیا ہے زیرِ حجاب
جہانِ عقل و خرد ہے تمام بے تنویر!
جزا کے دن سے نہ غافل ہوں بندگانِ ہوس
وہ دن ہے سخت علی الکافرین غیر یسیر [☆۲]
حریصِ فضل ہوں اُس کا، اور اُن سے ہوں بیزار
کہ جن کا حال ہے لایملکون من قطمیر! [☆۳]
اگر ہے موج زن اُس کا محیطِ جود و کرم
ہے مجھ فقیر کو بھی احتیاجِ خیر کثیر!
یہ التجا ہے مری ربِّ مہرباں کے حضور
اگر حساب ہو میرا تو ہو حسابِ یسیر [☆۴]

نصیب مژدہ بخشش ہو اُس کی رحمت سے
ہے میری شامتِ اعمال میری دامن گیر!
اب اُس کی شانِ کرم اذن دے رہائی کا
ہوں ایک عمر سے زندانِ درد و غم کا اسیر!

حواشی

☆۱۔ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِہ۔ سورۃ الحج آیت ۴۴، ''اُن سب منکرینِ حق کو میں نے پہلے مہلت دی، پھر پکڑ لیا۔ اب دیکھ لو کہ میری عقوبت کیسی تھی!'' (مزید دیکھئے، سبا آیت ۴۵، فاطر آیت ۲۶)

☆۲۔ عَلَى الْكَافِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ۔ سورۃ المدثر، آیت ۹، ۱۰، ''وہ دن بڑا ہی سخت ہوگا، کافروں کے لیے ہلکا نہ ہوگا۔'' (غیر یسیر: جو ہلکا نہ ہو، سخت ہو)

☆۳۔ لَايَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ۔ سورہ فاطر، آیت ۱۳، ''بادشاہی اُسی کی ہے۔ اسے چھوڑ کر جن دوسروں کو تم پکارتے ہو وہ ایک پرِ کاہ کے بھی مالک نہیں ہیں۔'' (قطمیر: کھجور کی گٹھلی کی باریک جھلی)

☆۴۔ حِسَابًا يَسِيْرًا۔ سورہ انشقاق کی آیت ۷، ۸، کی طرف اشارہ ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ ''پھر جس کا نامۂ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا گیا، اُس سے ہلکا حساب لیا جائے گا۔'' (حسابِ یسیر: ہلکا حساب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

اس بار باوجود کوشش اور خواہش کے ''نعت رنگ'' کی اشاعت تاخیر کا شکار ہوتی چلی گئی۔ اسباب چند در چند رہے، تاہم یہاں ان کا تذکرہ بے جا طوالت کا باعث ہوگا۔ بس اتنا عرض کروں گا کہ ''نعت رنگ'' کی اشاعت میں گو کہ تاخیر ہوئی لیکن میں نعت اور فروغِ نعت کے کاموں سے کسی لمحے غافل نہیں رہا، بلکہ کچھ ایسے امور اور اسباب پر توجہ رہی جو نعت گوئی، نعت خوانی اور مطالعۂ نعت کے ضمن میں آگے چل کر زیادہ بہتر نتائج کا باعث ہوسکتے ہیں۔

اس عرصے میں ''نعت رنگ'' کے لیے جو نگارشات موصول ہوئیں، ان کی مقدار کو دیکھتے ہوئے مناسب معلوم ہوا کہ پرچے کو دو الگ اور اپنی جگہ مکمل حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ چناں چہ ''نعت رنگ'' کے دو شمارے (نمبر ۱۳ اور ۱۴) ایک ساتھ قارئین کو پیش کیے جارہے ہیں۔ کوشش یہ کی گئی ہے کہ دونوں پرچے قارئینِ نعت کے لیے فکر افروز نگارشات سے مالامال ہوں اور یوں اشاعت میں تاخیر کی جو کوفت قارئین نے اُٹھائی ہے اس کا کسی قدر ازالہ ہوسکے۔ ''نعت رنگ'' کے لیے نگارشات کی یہ فراہمی ہمارے لیے یقیناً طمانیت کا باعث ہے کہ ربِّ کریم نے اس کام میں برکت پیدا فرما دی۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ قارئینِ کرام کے لیے بھی یہ بات خوشی اور اطمینان کا باعث ہوگی۔

صبیح رحمانی

پروفیسر محمد اقبال جاوید

اسمِ محمد ﷺ... نعت کے آئینے میں

جہاں تک نبی کریم ﷺ کے اسمِ گرامی محمد ﷺ کا تعلق ہے، اس کے فیوض و برکات کے بارے میں اہلِ دل نے بہت کچھ محسوس کیا، ڈھونڈنے والوں نے بہت کچھ پایا اور اہلِ قلم نے بہت کچھ لکھا اور یہ ایک ایسی لذیذ حکایت ہے کہ روز بروز طویل تر ہوتی جا رہی ہے، ایک ایسا سلسلۃ الذہب ہے کہ لمحہ بہ لمحہ سوچوں میں ستارے ٹانکتا چلا جارہا ہے اور ایک ایسی تہ در تہ حقیقت ہے کہ نئے نئے رنگوں کے ساتھ، کُھلتی کِھلتی، پھلتی، پھولتی اور پھیلتی چلی جارہی ہے:

نیا ہے لیجیے جب نام اس کا
بہت وسعت ہے میری داستاں میں

رنگوں اور خوشبوؤں کی اس کائنات کو لفظوں میں سمیٹنا، کسی قلم کے بس کی بات نہیں ہے کہ حرف، موجِ نور کو زنجیر نہیں کر سکتے:

تھکی ہے فکرِ رسا اور مدح باقی ہے
قلم ہے آبلہ پا اور مدح باقی ہے
تمام عمر لکھا اور مدح باقی ہے
”ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحرِ بیکراں کے لیے“

پہلے تین مصرعے ناصرؔ کاظمی کے اور آخری دو غالبؔ کے ہیں۔ اور غالبؔ ہی نے

فارسی میں کہا تھا:

تا نام مے و ساقیِ کوثر بہ زبان رفت
صد رہ لبم از مہر ببوسید زباں را

اور اقبالؔ نے اسی اسمِ گرامی کو باعثِ تکوینِ کائنات یوں قرار دیا تھا:

خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے
نبضِ ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

اقبالؔ نے اسمِ محمد (ﷺ) سے نہ صرف خود کو سنوارا بلکہ اپنی شاعری کو بھی نکھارا اور درماندہ و پس ماندہ امتِ محمدیہ ﷺ کے لیے اس نام کو بطور ایک قوت اور وحدت کے استعمال کیا۔ اسی نام سے دلوں کو دھڑکنیں، نگاہوں کو وسعتیں اور ولولوں کو رفعتیں دیں۔ اس نام کی بدولت اس نے غزل ایسی بدنام صنفِ سخن کو نئی جہتیں اور نئے جہان بخش کر کعبہ آثار اور عرفات اساس بنا دیا۔ یہی وہ نام ہے جس کے فیض سے ہر دور کے شعور کو شائستگی، ہر عہد کی شاعری کو شگفتگی اور زندگی کے ہر شعار کو تابندگی ملتی رہی ہے۔ اقبالؔ کا یہ شعر جہت نما بھی ہے اور منزل نشاں بھی کہ:

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسمِ محمد (ﷺ) سے اجالا کردے

حضور ﷺ کے لیے محمد، عبدالمطلب کا مجوزہ نام ہے۔ سنتِ ابراہیمی کے مطابق ساتویں دن جب انھوں نے عقیقے کی دعوت کی تو مدعوئین نے جب وجہِ تسمیہ دریافت ک تو عبدالمطلب نے کہا کہ ''میں چاہتا ہوں کہ آسمان میں اللہ اور زمین میں اس کی مخلوق نومولود کی تعریف کرے۔'' آپ ﷺ کی والدہ نے کسی غیبی اشارے کے تحت آپ ﷺ کا نام احمد رکھا۔ قبل ازیں، تاریخ میں کسی شخص کا نام ''احمد'' منقول نہیں ہے۔ البتہ دورِ جاہلیت میں ''محمد'' نام کے چند لوگ ضرور ہوئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ لوگوں نے اہلِ کتاب سے سن رکھا تھا کہ اس نام کے ایک نبی عرب میں مبعوث ہونے والے ہیں۔ اس لیے انھوں نے از راہِ سعادت اپنے بچوں کے یہ نام رکھ لیے۔ مگر ان میں سے کسی نے بھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ یوں لگتا ہے کہ جناب عبدالمطلب کا ''محمد'' نام رکھنا، صرف لغوی اعتبار سے تھا کہ یہ بچہ ستودہ صفات اور حمیدہ خصائل ہو۔ گو یہ سب اہتمام فطرت ہی کی جانب سے ہو رہا تھا۔ کہیں بعد میں ابوطالب

کو یہ احساس ہوا ہوگا کہ اللہ تعالی محمود ہیں اور آپ محمد۔ اُن کے ایک نعتیہ شعر کا ترجمہ یوں ہے:

''اور اللہ تعالی نے آپ کا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ سو صاحب عرش محمود اور آپ محمد ہیں۔''

ایسے ہی جیسے صدیوں بعد استاد قمر جلالوی کو احساس ہوا کہ:

کیا ہو اللہ و محمد (ﷺ) میں تمیز حسن و عشق
کوئی اُس کے نام پر نقطہ، نہ ان کے نام پر

یہ دونوں غیر منقوط ایک دوسرے سے وابستہ بھی ہیں اور پیوستہ بھی۔ کلمہ طیبہ پر غور کرلیں، اللہ تعالی کو واوٗ عاطفہ کا فاصلہ اور بُعد بھی پسند نہیں ہے۔

قرآنِ پاک میں آپ ﷺ کے مقامِ رسالت کے سیاق و سباق میں ایک مرتبہ احمد اور چار بار محمد ﷺ کا لفظ بطور اسمِ گرامی آیا ہے۔ ''احمد'' تو سورۃ الصف کی چھٹی آیت میں ''نویدِ مسیحا'' کے طور پر آیا ہے کہ ''میں اس پیغمبر کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور جس کا نام احمد ہوگا۔'' جب یہودیوں نے حضرت مسیحؑ کو بار بار جھٹلایا اور انھوں نے ہر بار انھیں یقین دلایا کہ وہ کوئی نئی شریعت نہیں لائے بلکہ تورات ہی کے مصداق ہیں، تب انھوں نے اس عظیم صداقت کا اعلان فرمایا کہ ''میرے بعد ایک نبی احمد آئے گا جو حمد و ثنا کے نغموں کو دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچائے گا۔'' مگر 'احمد' کی شخصیت ظاہر ہوئی تو انھوں نے اُسے تسلیم کرنے سے اس لیے انکار کردیا کہ بنو اسماعیل کا یہ شرف انھیں پسند نہ تھا۔ یہ واضح رہے کہ تورات و انجیل میں واضح طور پر 'احمد' کے اسمِ پاک کے ساتھ یہ بشارت مذکور تھی اور تحریفات کے باوجود آج بھی منسوخ صحائف میں ایسے الفظ بطور بشارت موجود ہیں جو احمد اور محمد کے ہم معنی ہیں۔ 'محمد' کا لفظ آلِ عمران کی آیت ۱۴۴ میں، سورہ احزاب کی آیت ۴۵، سورۂ محمد کی آیت ۲ اور سورہ فتح کی آیت ۲۹ میں حضور ﷺ کی عظمت اور ختم المرسلین کی توثیق کے طور پر آیا ہے تاکہ یہ صداقت، بے غبار، واضح اور روشن رہے۔

محمد اور احمد، دونوں کا مادہ ''حمد'' ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ... کسی کے اخلاقِ حسنہ، اوصافِ حمیدہ، کمالاتِ جلیلہ اور فضائل و محاسن کو محبت، عقیدت اور عظمت کے ساتھ بیان کیا جائے۔ اسمِ پاک محمد مصدر تحمید (بابِ تفعیل) سے مشتق ہے۔ لفظ محمد اسی مصدر سے

اسم مفعول ہے اور اس سے مقصود وہ ذات بابرکات ہے جس کے حقیقی کمالات، ذاتی صفات اور اصلی محامد کو عقیدت ومحبت کے ساتھ بہ کثرت اور بار بار بیان کیا جائے۔ لفظ محمد میں یہ مفہوم بھی شامل ہے کہ وہ ذات ستودہ صفات جس میں خصائلِ محمودہ اور اوصافِ حمیدہ بدرجۂ کمال اور بہ کثرت موجود ہوں۔ اسی طرح ''احمد'' اسمِ تفضیل کا صیغہ ہے بعض اہلِ علم کے نزدیک یہ اسم فاعل کے معنی میں ہے اور بعض کے نزدیک اسمِ مفعول کے معنی میں۔ اسم فاعل کی صورت میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش کرنے والا اور مفعول کی صورت میں سب سے زیادہ تعریف کیا گیا اور سراہا گیا... گویا آپ وہ عظیم الشان انسان ہیں جن سے زیادہ کسی کی تعریف نہیں کی گئی اور جن سے زیادہ کسی نے اپنے خالق کی تعریف نہیں کی۔ اور حق یہ ہے کہ اوقاتِ عالم کا ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گزرتا کہ جب کہیں نہ کہیں نماز کا وقت نہ ہو اور کوئی نہ کوئی مسلمان نماز نہ پڑھ رہا ہو اور اپنے آقا اور محسن جناب محمد ﷺ پر درود نہ بھیج رہا ہو۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ آپ ہی کو سورہ ''الحمد'' عطا ہوئی۔ آپ ہی کو روزِ حشر 'لواء الحمد' دیا جائے گا۔ آپ ہی کو مقامِ محمود سے نوازا گیا اور آپ ہی کی اُمت کے مومنین کو ''حامدون'' کہا گیا۔ گویا آپ کو ہر وہ حثیت حاصل ہے جو سراپا وجۂ ستائش و نیائش ہے۔

حضور ﷺ کے صفاتی نام تو بے شمار ہیں مگر یہ دو ذاتی نام بھی لغوی اعتبار سے انتہائی بامعنی ہیں، ذات کے ساتھ صفات کی مکمل ہم آہنگی نظر آتی ہے۔ یہ ہم آہنگی بے مثال بھی ہے اور عدیم النظیر بھی۔ ان ناموں کی معنوی بلاغت اپنے اندر اعجاز آفرین صفاتی فصاحت سمیٹے ہوئے ہے اور اس نوع کی معجزانہ کیفیت اور کسی نبی کے نام کو نصیب نہیں ہے۔ خود آپ نے اپنے نام احمد کو سماوی اور محمد کو ارضی قرار دیا۔ گویا معلوم ہوا کہ آسمان پر یہ نام تھا اور زمین پر یہ نام ہے... گویا آپ تب بھی نبی تھے جب کوئی نبی آیا نہ تھا۔ نگاہِ عشق ومستی ہی میں نہیں، اربابِ عقل وشعور کے نزدیک بھی وہی اوّل ہیں، وہی آخر۔ اور وہ حدیث پاک اس خیال کی مؤید ہے جس میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں اولادِ آدم کا سیّد و سردار ہوں گا، میں پہلا شخص ہوں گا جس سے قبور کے شق ہونے کا آغاز ہوگا، میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں گا اور میں وہ پہلا ہوں گا جس کی شفاعت قبول ہوگی۔'' گویا بروزِ حشر، ہر دور محمد ﷺ میں سمٹا ہوا ملے گا کہ وہی نور میں سب سے اوّل اور ظہور میں سب سے

آخر ہیں۔ وہی باعثِ تکوینِ عالم ہیں۔ اسی لیے آغازِ قیامت بھی اسی وجودِ اوّل سے ہوگا اور حیاتِ ابدی کی ابتدا بھی اُسی سے ہوگی۔

حضور ﷺ کے اسم مبارک کے اسرار و رموز اور سعادات و برکات پر علم والوں اور دل والوں نے ایسے ایسے زاویوں سے روشنی ڈالی ہے کہ ان کے اجمالی تذکرے کا احاطہ بھی مشکل ہے۔ حال ہی میں جناب سیّد محمد متین خالد نے اس نوع کے بہت سے نادر اور بکھرے ہوئے مضامین یک جا کیے ہیں اور انھیں ''معرفتِ اسم محمد ﷺ'' کے نام سے کتابی شکل میں شائع بھی کردیا ہے۔ یہ کاوش جہاں اسم محمد ﷺ کی بے شمار فضیلتوں کا ایک دل آویز مرقع ہے۔ وہاں مرتب کی اپنی فکری صالحیتوں، علمی صلاحیتوں، قلبی نظافتوں اور روحانی لطافتوں کاایک واضح اظہار بھی ہے کہ اس میدان میں توفیقِ تدوین و ترتیب اور حوصلہ، تحریر و تسوید، رضائے ربانی اور تائیدِ گنبدِ خضریٰ کے بغیر نصیب نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ قلم بعد میں اٹھتا، زبان بعد میں حرکت کرتی اور منظوری پہلے ہوجایا کرتی ہے اور اب اسی خوب صورت تالیف سے ایک اقتباس کہ جناب طاہرالقادری کے قلم سے ہے:

> الفاظ مجموعۂ حروف ہوتے ہیں۔ اگر ان میں سے کسی ایک حرف کو حذف کردیا جائے تو بقیہ حروف اپنے معنی کھو بیٹھتے ہیں لیکن اس کلیے سے لفظ ''اللہ'' اور لفظ ''محمد ﷺ'' مستثنیٰ ہیں۔ اگر لفظ اللہ میں سے پہلا حرف الف کم کردیا جائے تو باقی ''للہ'' رہ جاتا ہے جس کا مطلب اللہ کے لیے۔ اگر لام کو بھی ہٹا دیا جائے تو باقی ''لہ'' رہ جاتا ہے جس کا مطلب ہے معبود اور اگر الف کو بھی الگ کردیا جائے تو باقی ''لہ'' رہ جاتا ہے جس کا مطلب ہے اللہ کے لیے۔ اگر لام کو بھی ہٹادیا جائے تو ''ہو'' باقی رہ جاتا ہے یعنی وہی۔ (اللہ)
>
> علیٰ ہٰذا القیاس، لفظ محمد کا حرف بھی بامقصد اور بامعنی ہے، مثلاً اگر شروع کا ''م'' ہٹا دیا جائے تو ''حمد'' رہ جاتا ہے یعنی مدد کرنے والا یا تعریف۔ اور ابتدائی میم کے بعد اگر ''ح'' کو بھی حذف کردیا جائے تو باقی ''مد'' رہ جائے گا جس کا مفہوم ہے، دراز اور بلند۔ یہ حضور ﷺ کی عظمت اور رفعت کی جانب اشارہ ہے اور اگر دوسرے میم کو بھی ہٹا

لیا جائے تو صرف دال رہ جاتا ہے جس کا مفہوم ہے، دلالت کرنے والا، یعنی اسمِ محمد ﷺ، اللہ کی واحدانیت پر دال ہے۔

بہرنوع اللہ بھی ایک مکمل لفظ ہے اور محمد ﷺ بھی... اور یہ ایک واضح صداقت ہے کہ نقشِ ناتمام، نقاش کی اپنی رسوائی کا سبب اور نقشِ بہترین، نقاش کی اپنی عظمت کا اظہار ہوا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرکزِ حسن ہیں، حسن اپنی دل آویزیوں کا نظارہ کرنے کے لیے ایک ایسے شفاف اور بے غبار آئینے کا آرزومند رہتا ہے جو اس کی جملہ ادائیں سمیٹنے کی صلاحیت رکھتا ہو، اور حسن ایسے آئینے کو بھی بچا بچا کے رکھتا ہے اور اس کی عکس برداری کی خوبیوں کو بھی کہ وہ آئینہ اس کی ذات اور صفات کا مظہر ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نقاشِ ازل ایک ایسا نقش بھی ہیں جو بہراعتبار اجمل و اکمل ہے اور ایک ایسا آئینہ بھی جو حسنِ حق کا عکاس ہے۔ اس نقش احسن کو دیکھ کر، نقاش کے جمال کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ گویا اب ذات محمد ﷺ ہی، ذاتِ حق کا بہترین تعارف ہے اور اس سے لو لگائے بغیر، عرفانِ حق ایک بے مفہوم لفظ اور بے سود تمنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ”طور پر تجلیوں کی بارش اسی وقت تک کے لیے تھی، جب تک قدرت کے فن کو اوجِ کمال نہ ملا تھا، یہ فن ذاتِ محمدی ﷺ کی صورت میں ظاہر ہوگیا اور تخلیق کو معراجِ کمال نصیب ہوگئی، تو اب فن کار کی بے حجابی کی ضرورت باقی نہ رہی، تخلیق بے حجاب ہوگئی اور خالق چھپ گیا کیوں کہ اب تخلیق، خالق کی معرفت کے لیے کافی تھی۔“

اک شخص سراپا رحمت ہے، اک ذات ہے یکسر نورِ خدا
ہم ارض و سما کو دیکھ چکے لیکن کوئی اس جیسا نہ ملا
اس ذات پہ حجت ختم ہوئی، نبیوں کی شہادت ختم ہوئی
یعنی کہ نبوت ختم ہوئی، پھر کوئی نہ اس کے بعد آیا
اس نورِ مجسم سے پہلے، اس ذاتِ مکرم سے ہٹ کر
تاریخ کے ظلمت زاروں میں جو عقدہ تھا عقدہ ہی رہا
سورج نے ضیا اس چشم سے لی، اس نطق سے غنچے پھول بنے
اٹھا تو ستارے فرش پہ تھے، بیٹھا تو زمین کو عرش کیا
بطحا کے مسافر دیکھ کے چل، یہ اس کے نقوشِ پا ہی تو ہیں
تاریخ کے لالہ زاروں میں از غارِ حرا تا کرب و بلا

اُس نام کی عظمت عرش پہ ہے، اس شخص کا چرچا فرش پہ ہے
وہ ذات نہیں تو کچھ بھی نہیں، قرآن کی ہر آیت سے کھلا

اُس نام (محمد ﷺ) کے ایک ایک حرف کو مفہوم مطالب کی ندرتوں اور وسعتوں سے آراستہ کرنے کے بعد فطرت نے اُس ذاتِ پاک (ﷺ) کو بھی اسم بامسمّٰی بنا دیا۔ نتیجہ معلوم کہ اس نام سے نئی نئی سعادتیں، نئی نئی حکمتیں اور نئی نئی نوازشیں پیہم ظاہر ہوتی چلی جارہی ہیں۔ یہ اسمِ گرامی، زاہدوں کی شب زندہ داریوں کا کیف، عالموں کی فکری عظمتوں کا ارتقا، شاعروں کی خیال آفرینیوں کا کمال، انشا پردازوں کے علوِ فکر کا جمال اور آبلہ پاؤں کی دشت نوردیوں کا حاصل ہے:

ہستی کی تمازت میں کیا نام نے تیرے
جو کام کہ ویرانے میں دیوار کرے ہے

الغرض اسمِ محمد ﷺ

ایک ایسی حقیقت ہے جس نے باطل کی دھجیاں فضائے عالم میں بکھیر دیں اور نقشِ توحید، جریدۂ عالم پر ثبت کردیا۔

ایک ایسی سیرت ہے کہ جس سے ہدایت و بصیرت کے قدیم چراغ بجھ گئے اور جس کا طلوع ہر غروب سے ناآشنا ہے۔

ایک ایسی سیادت ہے کہ ہر دور کی ہر قیادت کے لیے راستے کی مشعل اور سراج منیر کی حیثیت رکھتی ہے۔

ایک ایسی امامت ہے کہ اس کا ہر رخ، روح کے لیے تابندگی، دل کے لیے زندگی اور دماغ کے لیے رخشندگی کا باعث ہے۔

ایک ایسی عظمت ہے جو غلاموں، مظلوموں، یتیموں اور بیواؤں کے چہروں پر دمک اُٹھی اور جس نے گدائے راہ کو شکوہِ خسروی عطا کیا۔

ایک ایسی سطوت ہے جو شاہوں کو سرپائے استحقار سے ٹھکراتی اور خود اپنے فقر کو فخر سمجھتی رہی۔

ایک ایسی بصیرت ہے جس سے رشد و ہدایت کے ایوان اور قلب و نظر کی وادیاں بہ یک وقت جگمگا اٹھیں۔

ایک ایسی فضیلت ہے جس نے ہر دور کے انسان کو احساس دلایا کہ وہی اعتبارِ کائنات بھی ہے اور افتخارِ عبودیت بھی۔

ایک ایسی رفعت ہے جس نے ذرّوں کو آفتاب، قطروں کو قلزم اور خار زاروں کو گلستاں بنا دیا۔

ایک ایسی تربیت ہے جس نے علم کو وسعت، خیال کو ندرت اور عمل کو نظافت عطا کی۔

ایک ایسی رحمت ہے جس نے تمازتوں کو ٹھنڈک، عداوتوں کو محبت اور نفرتوں کو اخوت میں بدل دیا۔

ایک ایسی شجاعت ہے کہ شہادت ہی جس کا مقصودِ نظر ہو اور جس کے نزدیک جنت تلواروں کی چھاؤں میں ہو۔

ایک ایسی طلعت ہے کہ اُسکے جلووں کی بہار دل نوازیوں کا مرقع اور بے خزاں گلستانوں کا فخر ہے۔

ایک ایسی فصاحت ہے کہ لفظ لفظ صدہا صداقتوں کا صدف اور بات بات، باتوں کی پیغمبر ہے۔

ایک ایسی بلاغت ہے کہ خطیبوں کے ولولۂ خطابت کی آبرو اور ادیبوں کے افکارِ عالیہ کا حسن ہے۔

ایک ایسی مدحت ہے کہ اس کے طفیل خود شعر کو تقدس، بیان کو تاثر، ذہن کو عرفان اور جذبوں کو بقا ملی۔

ایک ایسی محبوبیت ہے کہ تب چاند اس کے رخ انور پر نگاہوں کا تار باندھتا تھا اور اب ہوا کی ہر موج اس کے آستانے کو بوسہ دے کر گزرتی ہے۔

ایک ایسی استقامت کہ سنگ وخشت کے سینوں میں گداز بن کر اتر گئی اور ہر جبر کو صبر سے برداشت کرنے کے اسلوب سکھاتی رہی۔

ایک ایسی لطافت ہے کہ اس سے راستے مہک اٹھتے اور ذروں میں ستاروں کی چمک آجاتی تھی۔

ایک ایسی موعظت ہے کہ اس کا انداز عالموں کا وقار، مبلغوں کا نکھار اور صوفیوں

کا اعتبار ہے۔

ایک ایسی مودّت ہے کہ الطافِ حق کا قاسم بن کر، جانی دشمنوں کے گھروں کو دارالامان قرار دے گئی۔

ایک ایسی اکملیت ہے کہ شر کو خیر، تخریب کو تہذیب، گمرہوں کو نشانِ منزل اور بت پرستوں کو باخدا بنا گئی۔

ایک ایسی شفاعت ہے کہ حرص کی حد تک گنہ گاہروں کے لیے بے چین اور اُمت مسلمہ کا واحد اُخروی سہارا ہے۔

ایک ایسی جامعیت ہے کہ جس میں حسنِ فطرت کی ہر آرائش اور انبیائے کرام کے جملہ انوار منتہائے کمال پر پہنچ کر ہم آہنگ ہیں۔

ایک ایسی مرکزیت ہے کہ جس کے گرد صبحِ ازل کی تابانیاں اور شامِ ابد کی تجلیاں گھومتی ہیں۔

ایک ایسی رسالت ہے کہ جس کا تسلسل ایک تاریخی حقیقت بن کے رہا اور جس کے بعد ہر دعوے دارِ نبوت غبارِ معصیت بن کر اڑ گیا۔

حضرت محمد ﷺ خاتم الانبیا بھی ہیں اور اشرف الانبیا بھی۔ تمام انبیائے کرام کا جمال و کمال اس ایک وجودِ اعظم و اطہر میں سمٹ گیا ہے۔ شمعِ محفل کا ذکر آتے ہی محفل کی جملہ رعنائیاں قلب و نظر کا احاطہ کرلیا کرتی ہیں۔ شاہِ خوباں کا نام آجائے تو ہر محبوب، حسن کی تمام اداؤں کے ساتھ تصور کو مہکا جایا کرتا ہے۔ دل میں شمعیں جھلملاتی اور نظر میں پھول مسکرانے لگ جاتے ہیں۔ سو (۱۰۰) کہہ دیں تو اس میں ایک بھی آجاتا ہے اور ننانوے بھی، اسی لیے عارفِ رومؒ نے کہا تھا:

نامِ احمد ﷺ، نامِ جملہ انبیا است　　　چونکہ صد آمد، نود ہم پیش ماست

راستہ راستہ چراغاں ہے، اُسی ایک نقشِ قدم سے، آئینہ آئینہ فروزاں ہے، اُسی ایک رُخِ تاباں سے، غنچہ غنچہ شگفتہ ہے، اسی ایک تبسمِ دل کشا سے اور سانس سانس آبرومند ہے اُسی کے درِ یتیم کے فیض سے۔

افسوس کہ اقبالؔ کا یہ شعر مساجد کی زینت تو بن گیا ہے مگر ہمارے دل کی انگشتری کا نگینہ نہیں بن سکا:

آبروئے ما ز نامِ مصطفیٰ ﷺ است　　　در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ ﷺ است

دیکھنا یہ ہے کہ جس نامِ پاک سے ہماری آبرو، ہر دوسرا میں قائم ہے، ہم خود اس نام کی آبرو کو کہاں تک قائم رکھے ہوئے ہیں اور ہمارے دلوں میں مقامِ مصطفیٰ ﷺ کی حیثیت و نوعیت کیا ہے؟ حضور ﷺ کی ذات اقدس اور آپ ﷺ کے اسمِ گرامی کی تعظیم کے آداب تو خود خدا نے ہمیں سکھائے ہیں۔ یہ اسی کا محبت بھرا تذکرہ ہے جس نے قرآن کو کتابِ نعت بنا رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن پانچ مقامات پر حضور ﷺ کو نام لے کر پکارا ہے، وہ حقائقِ نبوت کی تفہیم سے متعلق ہیں۔ باقی ہر مقام پر، تخاطب کے لے حضور ﷺ کی اداؤں ہی کو پیشِ نظر رکھا گیا کہ آپ تو تھے ہی ہر لحہ، اُن کی نگاہوں میں... یاد رہے کہ تخاطب کے پس منظر میں روابط کے غرور اور تعلقات کے فخر ہوا کرتے ہیں۔ اللہ واقعات کے تسلسل کو سمجھانے کے لیے، ان وادیوں اور راستوں کی قسم کھاتے ہیں جہاں محبوب کا خرامِ ناز، چاند ابھارتا، ستارے بکھیرتا اور پھول برساتا رہا ہے۔ وہ تو اپنا کلام بھی زبانِ محبوب ہی سے سننے کے شائق ہیں اور تاریخ شاہد ہے کہ جب کلام اللہ، زبانِ محمدی (ﷺ) سے ادا ہوا تو فصیحان تمرد خو، انگشت بدنداں رہ گئے اور سخن سنجان حجاز بے ساختہ پکار اٹھے کہ ''یہ زمین تو آسمان سے آئی معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جب عرب کے اس عظیم الشان قاری کے لب حرکت میں آئے تو:

دریا کا جوش رک گیا، طوفان تھم گیا　　جو تھا جہاں لرز کے، اُسی جا پہ جم گیا

اللہ تعالیٰ کو یہ بھی پسند نہیں کہ اُن کے حبیب (ﷺ) کو عام انداز سے پکارا جائے اور انھیں چار دیواری کے باہر سے آوازیں دی جائیں، اسی لیے یہ واضح کر دیا گیا کہ اُن کے رو بہ رو آواز کو اونچا کرنے سے حسنِ عمل کے سارے گلاب مٹی ہو جائیں گے جب کہ اُن کے حضور میں، آواز کی پستی کو دلیلِ تقویٰ قرار دیتے ہوئے، مغفرت اور اجرِ عظیم کی سند بنا دیا۔ مواجہ شریف پر سورہ الحجرات کی یہی آیت تحریر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں اہل دل، نفس گم کردہ آتے ہیں کہ:

لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام
آفاق کی اس کارگہ شیشہ گری کا

آج حضرت محمد ﷺ کی مبارک آواز، اُن کی سنت کے ایوانوں میں گونج رہی ہے اور وہ شخص انتہائی بدنصیب ہے جو اپنی رائے کو حضور ﷺ کے قول اور اپنے عمل کو سنتِ

رسول ﷺ پر ترجیح دیتا ہے۔ مسلمان، اپنی آواز کو رسول اللہ ﷺ کی آواز سے پست رکھنے کے سلسلے میں کل بھی مکلّف تھے اور آج بھی:

درِ دل پر صدائے اسم احمد ﷺ　　مرا دامان تر ہے اور میں ہوں
سکوت و صوت کی منزل سے آگے　　تقاضائے دگر ہے اور میں ہوں

مستثنیات ہر مقام پر ہوتی ہیں مگر حکم ہمیشہ اکثریت پر لگایا جاتا ہے۔ کیا آج ہم اس مقام تک نہیں پہنچ گئے جس کو قرآن کی بلیغ زبان من کفر بعد ذالك فاولك هم الفسقون سے تعبیر کرتی ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ہم مسلمان نہیں اور اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ حق کہ ہے کہ ہم صرف دل رکھتے، دل کے اندر محبوب نہیں رکھتے۔ اسی امر نے ہمیں سانس لینے والے مردے بنا رکھا ہے، ہمارا ایمان زناری اور ہماری دانش افرنگی ہے۔ زبان پر حب رسول ﷺ کے دعوے ہیں مگر روز و شب میں سنتِ رسول ﷺ کا نہ کوئی رنگ ہے نہ آہنگ۔ اقبالؔ مقامِ رسالت مآب ﷺ کی نزاکتوں سے کس قدر باخبر تھا کہ درود شریف پڑھتے ہوئے، ندامت میں ڈوب ڈوب جاتا ہے:

چوں بنامِ مصطفیٰ ﷺ خوانم درود　　از خجالت آب می گردد وجود
چوں نداری از محمد ﷺ رنگ و بو　　از درود خود میالا نام او ﷺ

اللہ تعالیٰ سے ہماری محبت کو شدید ترین ہوکر، مبالغ کی حدوں کو چھونا چاہیے اور اُن کے ذکر کو بھی بہر نوع باوقار ہونا چاہیے کہ یہی فرمانِ قرآنی ہے مگر ”طغیانِ ناز“ کا انداز دیکھیے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے گھر میں ہر ”دیوانہ“ منظور ہے، چیخ پکار کی ہر بلندی مطلوب ہے، گھومنے بھاگنے، لپٹنے چمٹنے اور ٹکرانے کا ہر پہلو پسندیدہ ہے مگر اپنے محبوب کے آستانے پر کسی آواز کا ہلکا سا اونچا ہوجانا بھی قبول نہیں ہے:

اے زائر درگاہ نبی ﷺ جائے ادب ہے　　آئے نہ ترے دل کے دھڑکنے کی صدا بھی

قدسیؒ نے حضور ﷺ کا اسمِ گرامی زبان پر لانے سے پہلے دہن کو ہزار بار مشک و گلاب سے دھونے کی تلقین بھی کی مگر پھر بھی اسے سوءِ ادب سمجھا، مگر ہم حضور ﷺ کا نام لینے اور نعت کہنے سے قبل سادہ پانی سے وضو کرنے کا تکلف بھی نہیں کرتے۔ فریب نفس اور شوکتِ نفس کی انتہا سمجھیے کہ ہم نعت گوئی کی محفلیں آراستہ کرتے ہیں، قریبی مساجد میں اذانیں بلند ہوتی رہتی ہیں مگر ہم محفل نعت کے تسلسل میں خلل نہیں آنے دیتے اور تصویر کشی کے بغیر کسی

محفل نعت کا حسن تکمیل کو نہیں پہنچتا۔ المیہ یہ ہے کہ ہم آئینہ رو بہ رو رکھ کر، سنت رسول ﷺ کو اپنے ہاتھوں ذبح کرنے کے بعد، اُس روئے رسول اکرم ﷺ کی مدحت کرتے ہیں جو فی الواقع رخِ جمالِ الٰہی کا آئینہ تھا۔ اور جس کی کیفیت کے اظہار کے لیے کوئی سی تشبیہ بھی کام نہیں دیتی کہ مشبہ سے برتر ہونا ضرور ہے۔ مگر یہاں ہر مشبہ بہ فروتر ہے بلکہ خود وقارِ جمال کا آرزو مند ہے:

تشبیہ دے کے قامتِ جاناں کو سرو سے　　　اونچا ہر ایک سرو کا قد ہم نے کردیا

تعلیانہ خود نمائیوں کی انتہا ہے کہ ہم گنبدِ خضریٰ کو پس منظر میں رکھ کر اپنے وجود کی تصویریں کھنچواتے ہیں، نہیں معلوم کہ حب رسول ﷺ اور اتباع سنت کا یہ کون سا رخ ہے جب کہ تصویر اور تصویر سازی کے بارے میں حضور ﷺ کی ناراضی واضح ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ زبان اور دل کے اسی بُعد کا نتیجہ ہے کہ ہماری ہر بات بے تاثیر، ہر عمل بے ثمر، ہر محفل بے کیف، ہر آرزو خام، ہر خاک بے رنگ اور ہر تعمیر نامکمل ہے اور ہمارے الفاظ کی خوش نمائی، ہمارے اعمال کی سیہ دلی کا ماتم کررہی ہے۔ الغرض جلوت کی ہی وہ ہوس ہے جس نے آئینۂ دل مکدر کر رکھا ہے:

بے چہرہ لوگ چہرہ دکھانے کے شوق میں
آئینے مانگ لائے ہیں حیرت کہاں سے لائیں

اللہ تعالیٰ نے بھی اسمِ محمد ﷺ کی تعظیم کا حکم دیا ہے اور خود حضرت محمد ﷺ نے بھی کہ محمد جس کا بھی نام رکھا جائے، اس کے لیے عزت و عظمت وقف رہے، اس اسم گرامی قدر کی توقیر و تعظیم صحابۂ کرامؓ بھی کرتے رہے اور اُن کے بعد آنے والے اہل اللہ بھی۔ نعت گوئی اُن کا بھی شعار تھا اور محافل نعت گوئی کا انعقاد اُن کا بھی دستور، ہمارے اسلاف کے یہ آداب بھی تاریخ میں محفوظ ہیں، ہمیں اُن کی روشنی میں اپنے شعار کو شعور عطا کرنا چاہیے...
دنیا بھر میں ہر سال نہیں بلکہ ہر روز محافل میلاد منعقد ہوتی رہتی ہیں اور بہ مصداق ذکر حبیب ﷺ کم نہیں، وصل حبیب ﷺ سے، حضور علیہ السلام کے تذکار سے مومنین دل و جان کے اطمینان کا سامان کرتے رہتے ہیں، لاکھوں شعرا، ہزاروں ادبا، سیکڑوں حکما اور فضلا شب و روز اپنی اپنی بساط کے مطابق حسن و جمال کے اس پیکر اتم، عرصۂ محشر کے اس شافعِ اُمم، ختم المرسلین، محبوب رب العالمین ﷺ کی بارگاہ ناز میں ہدیۂ نیاز پیش کرتے رہتے ہیں، اس کی

داستان حسین، دنیائے باطن کے لیے باعث تسکین اور عالم ظاہر کے لیے وجہِ تزئین ہے:

بہار عالم حنش دل و جاں زندہ می دارد
برنگ ارباب صورت راہ بہ بو ارباب معنی را

عالم شریعت میں اس کی اطاعت، عالم طریقت میں اس کی محبت اور عالم معرفت میں اس کی کیفیت مقصود مومن ہے۔ یہ ایک ہی حقیقت کی مختلف کیفیات میں اور ایک ہی صنعت کے مختلف نام ہیں، کچھ کہہ لیجیے بات ایک ہی ہے... کہ اس کی محبت ہی جان ایمان اور دین حق کی شرطِ اوّل ہے۔

لایومن احدکم حتی اکون احب الیه من والده و ولده والناس اجمعین۔(مسلم شریف) اس حقیقت کو جان لینے اور اس حکم کو مان لینے والوں کا اسلوب محبت، تاریخ میں محفوظ ہے۔ اس لیے عشق نبوی ﷺ کا اندازہ ان سے سیکھیں جن کے عشق کی تادیب خود حسن نے فرمائی۔ جہاں تکمیل حسن، ذاتِ پاک سرور کائنات ﷺ پر ہوئی وہاں تکمیل عشق کا مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ذات بابرکت کو نصیب ہوا:

تو انتہائے حسن ہے یہ انتہائے عشق دیکھے تجھے کہ ان کا تماشا کرے کوئی

یاد رکھنا چاہیے کہ محبت ہی ادب و توقیر سکھاتی ہے اور محبت ہی محبوب کی رضا کو ذاتی رضا پر غالب کرکے، کمال اطاعت تک لے جاتی ہے۔ محبت بغیر ادب و احترام کے ناتمام اور اطاعت بغیر محبت و عقیدت کے جسم بے جان سے زیادہ نہیں...

یہ کیسے لازم ہوگیا کہ چوں کہ دور نعت کا ہے اس لیے نعت کہنا چاہیے، حالاں کہ کسی دور کو نعت کے دور سے تعبیر کرنا ہی غلط ہے کہ ہر دور ہی نعت کا دور ہے کہ یہ صنفِ سخن "ازل انوار" بھی ہے اور "ابد آثار" بھی، غزل کو نعت اور بے کیفیتوں کو کیف بنانے سے کہیں بہتر ہے کہ صلوٰۃ و درود میں دل لگا کر، حضور ﷺ کے وسیلۂ جلیلہ سے روح القدس کی تائید مانگی جائے کہ:

نالہ ہے بلبل شوریدہ ترا خام ابھی اپنے سینے میں اسے اور ذرا تھام ابھی

عرفی جیسا صاحب قلم اور صاحب دل شاعر کہتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی نعت کہتے ہوئے ذرا دیکھ کر اور سنبھل کر چلو کہ تلوار کی دھار پر چل رہے ہو اور بیدل بھی حق آگاہ تھا کہ ہدایت کر گیا:

ز لافِ حمد و نعت اَولیٰ است بر خاکِ ادب خفتن
سجودے می تواں کردن، درودے می تواں گفتن

آج کتنے ثنا خوان محمد ﷺ ہیں جو ذکر رسول ﷺ سے پہلے فرمودات رسول ﷺ کو اپنے وجود اور اپنے متعلقین پر نافذ کرنے کی عملی سعی کرتے ہیں اور جنھیں علم ہے کہ ممدوحِ عظیم وجلیل ہم سے محض خراج عقیدت نہیں بلکہ خراج اطاعت لینے کے لیے تشریف لائے تھے۔ کتنے ہیں جو اپنی کہی ہوئی نعت انھیں سنانے کی سعی کرتے ہیں، جن ﷺ کے لیے وہ کہی گئی ہے، اس سعی کے قبول ہوجانے کے بعد، ''بیاض در بغل'' ہوکر محفلیں ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں رہتی بلکہ سننے والے اور جاننے والے، زنجیر درخود ہلایا کرتے ہیں:

رابطِ خاطر کی نزاکت کو سمجھ سکتا ہے کون
آرزو کی آپ نے، محوِ تجسس ہم رہے

کاش! ہم جناب سیّد محمد ابوالخیر کشفی کی طرح ''اسمِ محمد ﷺ'' رقم کرنے سے قبل اس توفیق کے آرزومند ہوں کہ:

ذہن کو اپنے سجالوں تو ترا ﷺ نام لکھوں
اپنے لمحوں کو اجالوں تو ترا ﷺ نام لکھوں
شہر طیبہ میں گزاری ہوئی ہر ساعت کی
یاد کو دل میں بسالوں تو ترا ﷺ نام لکھوں
گنبد سبز کے سائے میں وہ صدیوں کا خرام
اس کی تصویر بنالوں تو ترا ﷺ نام لکھوں
روضۂ پاک کے نظارے کو نغمے کی طرح
روح کے ساز پہ گالوں تو ترا ﷺ نام لکھوں
میرے مولا ﷺ! تری کملی سے ابھرتا سورج
اس کو آئینہ بنالوں تو ترا ﷺ نام لکھوں
حضرت سیّد اکبرؓ کی وفا کا نغمہ
آج دنیا کو سنالوں تو ترا نام لکھوں
صاحب عدل کہ فاروقؓ بنایا حق نے
ان کو الفاظ میں ڈھالوں تو ترا ﷺ نام لکھوں
جامع حرفِ الٰہی پہ درود اور سلام
اپنے آنسو کو سنبھالوں تو ترا ﷺ نام لکھوں

خواجۂ وسعت افلاک و زمیں تجھ پہ سلام
تیری لو دل میں بڑھا لوں تو ترا ﷺ نام لکھوں

اب ایک نظر دیکھیے کہ اسم محمد (ﷺ) اردو نعت کو کس کس انداز سے مہکا رہا ہے۔
(مقصد محض ایک جھلک دکھانا ہے، مکمل احاطہ کرنا نہیں)

اللہ اللہ نام حبیب خدا		کتنا شیریں اور کس قدر جاں فزا
پھول سے کھل گئے، لب سے لب مل گئے		جب زباں پر محمد ﷺ کا نام آگیا

☆

میری بینائی اور میرے ذہن سے محو ہوتا نہیں
میں نے روئے محمد ﷺ کو سوچ بہت اور چاہا بہت
میرے ہاتھوں سے اور میرے ہونٹوں سے خوشبوئیں جاتی نہیں
میں نے اسم محمد ﷺ کو لکھا بہت اور چوما بہت

☆

شاید کسی نے نام لیا ہے حضور ﷺ کا
ہر پنکھڑی گلاب کی خوش بو لٹائے ہے

☆

گلاب اسم احمد ﷺ کیا کھلا شاخ دل و جاں پر
چمن میں تذکرہ رہنے لگا ہے روز و شب میرا

☆

کوئی کرن نہ پھوٹے، کہیں روشنی نہ ہو
تیرا جو نام اذاں میں نہ ہو، صبح ہی نہ ہو
تیرا وجود پاک ہے معراج آدمی
ورنہ ہجوم خلق تو ہو، آدمی نہ ہو
دنیائے آب و گل میں کبھی ہو نہ رنگ و بو
گر روضے کی جالیوں سے کرن پھوٹتی نہ ہو

☆

مرغوب ہے کیا صل علیٰ نام محمد(ﷺ)
آنکھوں کی ضیا، دل کی جلا نام محمد(ﷺ)
اللہ رے، رفعت کہ سر عرش منانے
اپنے ید. قدرت سے لکھا نام محمد(ﷺ)
اوراق پہ طوبیٰ کے فرشتوں کی نگہ میں
کس شان سے منقوش ہوا نام محمد(ﷺ)
تکبیر میں، کلموں میں، نمازوں میں اذاں میں
ہے نام الٰہی سے ملا، نام محمد(ﷺ)
دن حشر کے جنت میں وہ جائے گا بلاریب
تعظیم سے یاں جس نے لیا نام محمد(ﷺ)
(ریاض حسین چودھری)

بلاؤں سے بچے جو نام لے دل سے محمد ﷺ کا
اثر میم مشدد میں ہے ذوالقرنین کی سد کا
(امیر مینائی)

دل کے سکوں کا راز ہے اتنا، جو پوچھے اس سے کہہ دینا
لیتے رہو بس نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم
یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا
بگڑے بھی بنا دیتا ہے بس نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم
(بہزاد لکھنوی)

زباں کو پاک جب تک کر نہ لیں اشک محبت سے
نبی ﷺ کا نام لب پر اہل دل لایا نہیں کرتے
(قمر انجم)

پریشانی میں نام ان کا دل صد چاک سے نکلا اجابت شانہ کرنے آئی گیسوئے توسل کو

☆

تعظیم جس نے کی ہے محمد ﷺ کے نام کی اللہ نے اس پر آتش دوزخ حرام کی

جملہ صفات حق کا یہ آئینہ دار ہے　　　اس نام سے خدا کا جلال آشکار ہے

☆

قائم اسی سے اہل رضا کا وقار ہے　　　یہ راز دار قدرت پروردگار ہے

☆

اٹھتا ہے شور اس پہ درود و سلام کا　　　یہ نام اک بہانہ ہے الطاف عام کا

☆

سب کو ہے شان اسم محمد ﷺ کا اعتراف　　　کرتی ہیں ساری عظمتیں اس نام کا طواف

☆

لیتے نہیں یہ نام، ہو جب تک زباں نہ صاف　　　یہ نام لو تو کرتی قدرت خطائیں معاف

☆

یہ اسم پاک چشمۂ فیضان عام ہے　　　نام خدا کے ساتھ یہی ایک نام ہے

(مولانا احمد رضا خاں)

اس نام سے لرزتے ہیں شاہانِ ذی حشم
اس نام سے فرشتے بھی ہوتے ہیں سر بہ خم
شیرازے اس سے دین و سیاست کے ہیں بہم
پنہاں اسی کی شرم میں ہے قسمت امم

☆

جتنی جہاں میں اس کی توصیف کی گئی
اتنی کسی کی بھی نہیں تعریف کی گئی

(محشر رسول نگری)

اداسی کے سفر میں جب ہوا رک رک کے چلتی ہے
سوار ہجر میں ہر آرزو چپ چاپ جلتی ہے
کسی نادیدہ غم کا کہر میں لپٹا ہوا سایہ
زمیں تا آسماں پھیلا ہوا محسوس ہوتا ہے
گزرتا وقت بھی ٹھہرا ہوا محسوس ہوتا ہے

تو ایسے میں تری خوشبو
محمد ﷺ مصطفیٰ صلی علیٰ کے نام کی خوشبو
دلِ حسرت زدہ کے ہاتھ پر یوں ہاتھ رکھتی ہے
تھکن کا کوہِ غم ہلتا ہوا محسوس ہوتا ہے
سفر کا راستہ کٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے
(امجد اسلام امجد)

اسم حضور ﷺ، طلعت نوع بشر کی روشنی
ذکر جمیل آپ کا قلب و نظر کی روشنی

☆

بنام احمد ﷺ ہم اہل ایماں ہیں اہل ایماں
مٹیں گے سب اپنے تفرقے بھی بنام احمد ﷺ
(جعفر بلوچ)

کیف و سرمستی کا ایک پیغام رنگیں ترا نام انبساط روح کی دعوت ترا ذکر جمیل

☆

اُس نام کی عظمت پہ میں سو جان سے قربان وہ نام کہ جو شامل تکبیر و اذاں ہے

☆

ترا نطق وحیِ یزداں، تری بات شرح قرآں ترا نام دل کی تسکیں، ترا ذکر راحتِ جاں
(ماہر القادری)

ہر دائرہ آواز کا لفظ محمد ﷺ بن گیا
میرے لیے تو قبلۂ صوت و صدا بھی آپ ہیں

☆

صرف ایک تیرا نام ہے وردِ زباں مدام میری دعا بھی تو ہے، مرا مدعا بھی تو

☆

مجھ کو تو اپنی جان سے بھی پیار ہے ان کا نام شب ہے اگر حیات ستارا ہے ان کا نام
تنہائی کس طرح مجھے محصور کر سکے جب میرے دل میں انجمن آرا ہے ان کا نام

ر شخص کے دکھوں کا مداوا ہے ان کی ذات — سب پاشکستگاں کا سہارا ہے ان کا نام
بے یاروں، بے کسوں کا اثاثہ ہے ان کی یاد — بے چارگانِ دہر کا چارا ہے ان کا نام
ب وا رہیں تو اسم محمد ﷺ ادا نہ ہو — اظہارِ مدعا کا اشارہ ہے ان کا نام
فظ محمد ﷺ اصل میں ہے نطق کا جمال — لحن خدا نے خود ہی سنوارا ہے ان کا نام
رآنِ پاک اُن پہ اتارا گیا ندیمؔ — اور میں نے اپنے دل میں اتارا ہے ان کا نام

☆

اعث کون و مکاں زینت قرآں یہ نام — ابر رحمت ہے جو کونین پہ چھا جاتا ہے
ردمندوں کے لیے درد کا درماں یہ نام — لوح جاں پر بھی یہی نقش نظر آتا ہے

☆

ک یہی نام تو ہے وجہ سکوں، وجہ قرار — اک یہی نام کہ جلتے ہوئے موسم میں اماں
ہے اسی نام کی تسبیح، فرشتوں کا شعار — فخر کرتی ہے اسی نام پہ نسل انساں

☆

ہے یہی نام تو میری شب یلدا کی سحر
جسم و جاں میں جو چراغاں ہے اسی نام کا ہے
بس اسی نام کی خوشبو ہے مرے ہونٹوں پر
بس یہی نام دو عالم میں بڑے کام کا ہے
(احمد ندیم قاسمی)

تمنا ہے کہ ہو وہ نام نامی آپ ﷺ کا آقا
میں جو لفظ آخری بولوں، میں جو لفظ آخری لکھوں

☆

عطر آسودہ فضا اور فضاؤں میں درود
خوشبوئے اسم محمد ﷺ کی حدیں لامحدود

☆

میں اپنی روح میں پہلے انھیں تصویر کرتا ہوں
پھر اس کے بعد، ان کے نام کو تحریر کرتا ہوں

مرے سینے میں تابانی ہے اسمائے محمد ﷺ کی
چراغوں سے نہیں ممکن چراغاں جو میں رکھتا ہوں

☆

جب بھی تیرا نام لیتا ہوں سر شام سخن
رقص کرتے ہیں مرے دل میں اجالے چمپئی

☆

ترا ہی نام دعائے خلیلؑ کی خوشبو ترے ہی نور سے پرنور ماہِ کنعانی

(صبیح رحمانی)

نبضِ دوراں اس کے اسم پاک سے چلنے لگی پھول مہکے، باغ مہکے، زندگی ہنسنے لگی
مری روح پر پھول برسا دیے خیالوں کے گلزار مہکا دیے
کہ اسم محمد ﷺ نے بکھرا دیے نفس تا نفس، عنبر و مشک و عود
بنام محمد سلام و درود

(صہبا اختر)

اسم محمد ﷺ سے اندھیروں میں جلائی قندیل برق تابندہ ہے کتنی کی زباں تو دیکھو

☆

ہر مطلع انوار اسی نام سے روشن خورشید کو خیرات ملی اس کی جبیں سے
ہاں اسم محمد ﷺ ہے مرے نطق کی توقیر الفاظ کو مفہوم ملا سرور ﷺ دیں سے

☆

مرا وجود محمد ﷺ کے نام سے قائم چراغ کعبہ سے روشن ہیں سب شجر میرے
جہاں مسافتیں منزل، غبار نور سحر خیال وخواب میں بستے ہیں وہ نگر☆ میرے

☆ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ

اب گنبد خضریٰ کے سوا عکس نہ منظر
آنکھوں میں محبت کا بیاں لے کے چلا ہوں
نام ان ﷺ کا مرے واسطے ہے محضر برأت
میں صاحب کوثر سے اماں لے کے چلا ہوں

طیبہ کی ہر اک رہ مری راہ نما ہے
سرکار ﷺ کے قدموں کے نشاں لے کے چلا ہوں

☆

آپ ﷺ کے نام میں ہر لفظ کا مفہوم ملے		میرے سرکار ﷺ ہیں ہر دور کی زندہ فرہنگ

☆

نام سے ان کے بدل جاتا ہے انساں کا وجود
ربِ کعبہ کا کرم ان کی عطا میں شامل

☆

ظلمت نے چراغ اپنے بجھائے تو ہیں لیکن		اک اسم محمد ﷺ تو اجالے کے لیے ہے

☆

یہ سلسلۂ صدق و صفا کس سے ملا ہے		افکار کو اندازِ حیا کس سے ملا ہے؟
کس نام سے ملتی ہے شفا اہل جہاں کو۔		کونین کو یہ حرفِ دعا کس سے ملا ہے؟

☆

ستاروں کا یہ جھرمٹ
ایک تحریر مرصع ہے
ستاروں کا یہ جھرمٹ لکھ رہا ہے خط کوفی میں
محمد ﷺ کے وہ سارے نام
جو خوابوں میں
جو آنکھوں میں
ہواؤں میں پرافشاں ہیں
وہ عاقب ہے
وہ حامد ہے، وہ قاسم ہے، وہ خاتم ہے
وہی حاشر، وہی یٰسین، وہی طٰہٰ
وہی برہاں، وہی مومن، وہی ناطق
وہی صاحب خدا کا اور حجازی اہل عالم کا

وہی عالم، وہی طیب، وہی طاہر
وہی سیّد، وہی سابق، وہی اوّل، وہی آخر
حقیقت کا وہی ظاہر، حقیقت کا وہی باطن
محمد ﷺ اپنا اولیٰ☆ ہے، رگِ جاں ہے
اسی شہ رگ کے مسکن میں خدا ہے
محمد ﷺ کا جو صاحب ہے
(☆۔ قریب، بہت دوست، محب، خیرخواہ)

☆

یہ ایک نام کسینہ بھی ہے نجات بھی ہے
سمندروں میں جہازوں کو تم نے دیکھا ہے؟
یہ ایک نام سفینہ ہے اہل دل کے لیے
یہ ایک نام اندھیروں میں روشنی کا سفیر
خدائے ہر دو جہاں نور ہے جہانوں کا
یہ آدمی جو ہمارا... نور کا پیکر
فصیل زیست پہ مثل چراغ روشن ہے
دل و نگاہ میں شعلہ اسی کا روشن ہے
خدا بھی نور ہے، احمد بھی نور کا مرکز
کتاب راہ ہدایت بھی نور کی قندیل
حضور ﷺ! حجرۂ تاریک میں مری آنکھیں
قلم کو صفحۂ کاغذ پہ دیکھ کر رقصاں
نئی بصارت و توفیق کی شہادت ہیں

☆

اک اسم محمد ﷺ کے سوا لوح ابد پر	دیوار و در بام حرم کچھ نہیں لکھتے

☆

وہ ایک نام جو آبِ حیات ہے لوگو	مرے لہو میں، مری آرزو میں زندہ ہے

☆

عاصی ہوں مگر اُن کی شفاعت پہ نظر ہے　　　اُس نام سے وابستہ ہوں، نسبت پہ نظر ہے

☆

آباد رہوں اسم محمد ﷺ کی فضا میں　　　ہو نام ترا، میرا نگر سیّد عالم (ﷺ)

(سیّد محمد ابوالخیر کشفی)

جس نام کے صدقے میں ملی دولت کونین　　　وہ نام مرے صل علیٰ ورد زباں ہے

☆

اس لیے آرزو ہے جینے کی　　　دیکھ لوں پھر زمیں مدینے کی
نام جب ان کا آگیا لب پر　　　ہر کدورت دھلی ہے سینے کی
راہِ طیبہ میں جو گزر جائے　　　زندگی ہے وہی قرینے کی

(محمد ذکی کیفی)

یہ لوح و قلم، ارض و سما سب ترے ممنون
یہ سرو و سمن، کشت و چمن سب ترے دم سے
اے روحِ ازل، تیرے قدم بوس کی خاطر
گزری ہوئی صدیاں پلٹ آئی ہیں عدم سے
اے جانِ ابد، تیرے تلطف کی طلب میں
آئندہ زمانے لگے بیٹھے ہیں قدم سے
تحریر کیا پہلے ترا اسمِ گرامی
جب کام مشیت نے لیا لوح و قلم سے

(عاصی کرنالی)

نہیں غافل ہے ان ﷺ کی یاد سے کوئی غلام ان ﷺ کا
کسی کے لب پہ نام ان ﷺ کا، کسی کے دل میں نام ان ﷺ کا

(فیروز نظامی)

قربان جان و مال محمد ﷺ کے نام پر
میرے لیے یہ نام ہے سرمایۂ حیات

جب تک جہاں ہے نام محمد ﷺ رہے بلند
جب تک خدا ہے باقی و کافی ہے ان کی ذات
(احمد شجاع ساحر)

ہے میری چشم شوق ترے حسن پر فدا
ہے میری جان زار ترے نام پر نثار
(نظیر لدھیانوی)

جس میں ہو ترا ذکر وہی بزم ہے رنگیں
جس میں ہو ترا نام وہی بات حسیں ہے
(صوفی غلام مصطفیٰ تبسم)

کبھی تھے دار کے قابل، کبھی سر مقتل
سروں کو نام محمد ﷺ پہ وارنے والے
(ساغر صدیقی)

پیمبروں کے بیانوں میں گونجنے والا
وہ نام سارے زمانوں میں گونجنے والا
بس ایک نام انھی ﷺ کا، خدا کے نام کے بعد
مؤذنوں کی اذانوں میں گونجنے والا
ہے اسم سیّد و سالار و سرورِ عالم ﷺ
دلوں میں، ذہنوں میں، جانوں میں گونجنے والا
بہ شکل مدحت و نعت و قصیدہ و توصیف
وہ نام ساری زبانوں میں گونجنے والا
وہ دخترانِ سر بام و دف بکف، نور
وہ نام ان کے ترانوں میں گونجنے والا
(انور مسعود)

دلوں پہ زنگ فرنگ اور لبوں پہ نام ترا
اس انتشار میں تیرا نظام بھول گئے

☆

وہ نام اپنی حمد پہ خود ہی ہوا گواہ
وہ ذات اپنے وصف میں بھی بے حدود ہے

☆

نام نامی کا ہر اک حرف تسلی بن کر
روح میں جذب ہوا، قلب و نظر تک پہنچا

وہ نام مرے ورد زباں تھا کہ نظر آئے — انوار مدینہ بھی در و بام حرم پر

(انجم رومانی)

مرتبہ ہے یہ خیرالانام آپ ﷺ کا — ہے کلامِ الٰہی، کلام آپ کا
ذکر کرتے ہیں سب خاص وعام آپ ﷺ کا — ورد کرتا ہوں میں صبح و شام آپ ﷺ کا
واقعی اسم اعظم ہے نام آپ ﷺ کا

خیر ہیں، خیر کی آخری حد بھی ہیں — باعث کن بھی ہی، کن کا مقصد بھی ہیں
خود بھی حامد ہیں، ممدوح سرمد بھی ہیں — آپ ﷺ احمد بھی ہیں اور محمد ﷺ بھی ہیں
حمد ہے لازمی جزو نام آپ ﷺ کا

بے قرارئ قلب و نظر کے لیے — درد دل کے لیے چشم تر کے لیے
عاصیوں کی دعا میں اثر کے لیے — دفع شر اور دفاع بشر کے لیے
نام کافی ہے خیرالانام آپ ﷺ کا

(حنیف اسعدی)

تسکین قلب و روح کی خاطر، ترا ہی نام — ہے مرہم جراحت حاضر، ترا ہی نام
جائیں تلاش ہست میں جتنی بھی دور تک — پس منظر وجود میں ظاہر، ترا ہی نام
در اور کون سا ہے کھلے جو جناں کی سمت — دکھلائے ماورا کے مناظر، ترا ہی نام
مہبط اسی کے ذکر سے دل نور کا بنے — بخشے تجلیوں کے ذخائر، ترا ہی نام
اللہ کے حضور، شفاعت کے واسطے — ہو حشر میں بھی حامی و ناصر، ترا ہی نام
کرتی ہے پاک خلق کو بھی تیری ذات پاک — لاریب، ہے مطہر و طاہر، ترا ہی نام
یہ ہی دعا ہے، یہ ہی طلب، یہ ہی التجا — ورد زباں رہے دم آخر، ترا ہی نام
آقا ﷺ، دل ریاضؔ کا ترے سوا ہے کون — مشکل کے وقت لے ترا شاعر، ترا ہی نام

☆

رسالت و بشریت کی آخری حد پر — نثار کون مکاں، ایک لفظ احمد پر

☆

ابھی جو اسم محمد ﷺ زبان پر آیا — تو میرے دل میں اجالا سا اک اتر آیا
وہ ہر مقام مری جنت نگاہ بنا — جہاں جہاں بھی ترا نقش پا نظر آیا

یہ گرفت ہے مری سوچ کی کہ مرے گمان کی دسترس
ترا نام آیا زبان پر تو مہک اٹھا ہے نفس نفس
جو حریم جاں میں خزاں بھی ہو تو مرے لیے وہ بہار ہے
جو کبھی چلے ترا ذکر تو مجھے سبزہ سبزہ ہے خار و خس
یہی آرزو ہے کہ دہر میں ترا نام رنگ بکھیر دے
ترے در پہ جان بھی وار دیں، ترے حکم پہ کسے پیش و پس
(ریاض مجید)

اسی کے نام کی برکت سے رحمتوں کا جواز		وہی خلوص مجسم، وہی سحاب کرم
نقیب صدق و صفا، آبروئے نوع بشر		اسی کے نام سے قائم ہے عظمت آدم
(سمیع اللہ قریشی)

زباں پر نام احمد ﷺ جب بھی آئے پھول کھلتے ہیں
ہوا نغمے جو بطحا کے سنائے، پھول کھلتے ہیں
خدا کے بعد ان کی ذات ہے وجہ سکون دل
کہ ان کی یاد دل میں جب بھی آئے، پھول کھلتے ہیں
دریچے دل کے کھلتے ہیں بنام مصطفیٰ ﷺ خالدؔ
صبا طیبہ سے جب پیغام لائے، پھول کھلتے ہیں
(خالد شفیق)

لطف اسم مصطفیٰ آتا رہا		صحن جاں میں چاند لہراتا رہا
یاد طیبہ اس طرح آتی رہی		دل تڑپ کر بھی سکوں پاتا رہا
رازؔ تنہائی میں ان ذکر خیر		رنگ، خوشبو، نور برساتا رہا
(راز کاشمیری)

نام رسول ﷺ سے ہے نمود کمال فن		اس نقش نے نکھار دیا ہے جمال فن

☆

مری تسکیں، مری بخشش، مری توقیر کے ضامن
محمد ﷺ ہیں محمد ﷺ، برملا کہیے، بجا کہیے

سرِ تسلیم خم کیجیے نبی ﷺ کے حکم پر تائب
نبی ﷺ کے نام پر صلِ علیٰ کہیے بجا کہیے
(حفیظ تائب)

وہ ایک نام ﷺ کہ تسکین جان و تن ٹھہرا
اسی کے فیض سے گلشن میں عطر بیزی ہے
کبھی گلاب کبھی سرو یا سمن ٹھہرا
ہوا کے دوش پہ یوسفؑ کا پیرہن ٹھہرا
وہ ایک نام کہ تسکین جان و تن ٹھہرا
وہ ایک نام کہ جس سے سکون ملتا ہے
غموں کی دھوپ میں سایہ گھنے شجر کا ہے
شفیق و مونس و غم خوار ہر بشر کا ہے
وہی دعائے مسیحا، وہی دوائے الم
اُسی کے ذکر سے بزمِ حیات زندہ ہے
وہ ایک نام کہ تسکین جان و تن ٹھہرا
(سعید وارثی)

اسم احمد ﷺ، باغ دل میں تازگی آثار ہے		دشت دنیا میں یہی گلریز و گلبہار ہے
(لالہ صحرائی)

اس دلربا کے نام میں کتنی مٹھاس ہے		بعد خدا جو درخور حمد و سپاس ہے
(عبدالعزیز خالد)

اے صلِ علیٰ نام ترا کتنا حسیں ہے		سیرت ہے کہ خود بولتا قرآن مبیں ہے
(عبدالغنی تائب)

نام پر آقا ﷺ کے تحریک ثنا دیتے رہے		ہم قلم کو چوکر داد وفا دیتے رہے
(سجاد سخن)

بس ایک رسم ہے جس کو نباہنے کے لیے		تکلفات سے بزم سخن سجانی ہے
ہمارا شعر کہاں، دولت خلوص کہاں		سخن فروش ہیں، داد ہنر کمائی ہے

نہ سوز ہے دل میں، نہ آنکھ میں آنسو
کھلے ہوئے ہیں عقیدت کے پھول بے خوشبو

حضور ﷺ! پھر بھی یہ اشعار پیش خدمت ہیں — اگرچہ ہدیۂ ناچیز کم عیار سہی
برائے نام سی نسبت تو تم سے باقی ہے — ہزار دامن ایماں تار تار سہی

تمھارا نام ہے تسکین روح و جاں اب بھی
تمھاری یاد سے ہوتا ہے دل جواں اب بھی
(عامر عثمانی)

کتاب فطرت کے سرورق پر جو نام احمد رقم نہ ہوتا
نقوش ہستی ابھر نہ سکتے وجود لوح و قلم نہ ہوتا
(اقبال سہیل)

محمد ﷺ ایک لفظ مختصر ہے — مگر پھیلاؤ اس کا کس قدر ہے
(سرفراز ابد)

گزریں گے پل صراط سے لے کر نبی کا نام
ہوگا ہمارا مونس و یاور نبی کا نام
آتی ہے جب بھی گردش ایام سامنے
آتا ہے بے محابہ لبوں پر نبی کا نام
محشر میں نعت پاک کریمی سناؤں گا
لوں گا میں پیش داور محشر نبی کا نام
(آفتاب کریمی)

زباں پر جب محمد ﷺ مصطفیٰ کا نام آتا ہے
بڑی تسکین ہوتی ہے بڑا آرام آتا ہے
محمد ﷺ مصطفیٰ کے نام کو ورد زبان کرلو
مصیبت میں یہی اک نام ہے جو کام آتا ہے

☆

میں جہاں جہاں ہوا ہوں ترے نام سے سوالی
تیری رحمتوں نے بڑھ کر میری آبرو بچالی

جو کام کر نہ سکیں گی جہاں کی تدبیریں
وہ ورد نام رسالت مآب کر دے گا
(ساحرصدیقی)

جب ملی عرش کو اک صورت زیبا و جمیل
نام احمد ﷺ کا بنا عرش ۔۔۔ کی قندیل

☆

میں فدا، جب بھی ترا نام لیا ہے میں نے
دل بھی تڑپا ہے مری آنکھ بھی بھر آئی ہے

☆

جز نام مصطفیٰ ﷺ نہیں کوئی علاج غم
جز ذکر خیر، کوئی مداوائے غم نہیں

☆

وہ تھے رسول بھی محمود بھی، محمد ﷺ بھی
ابھی وجود جہاں پردہ عدم میں تھا

☆

آیا ہے لب پہ جب بھی حبیب ﷺ خدا کا نام
میری جبیں نیاز سے خم ہو کے رہ گئی
(حافظ مظہرالدین)

خدا کے بعد نکلتا ہے منھ سے نام ترا
وظیفہ پڑھتی ہے مخلوق صبح و شام ترا
جو تجھ سے پہلے کوئی نام ہے تو نام خدا
خدا کے بعد کوئی نام ہے تو نام ترا
یہ قرب خاص کہ خالق نے اپنے نام کے ساتھ
در قبول پہ لکھا ہے صرف نام ترا

☆

ناز کرتی ہے ترے نام پہ والا حسبی
فخر کرتی ہے تری ذات پہ عالی نسبی

☆

وہ تو کہیے وقت مردن لب پہ ان کا نام تھا
موت کا ہنگام ورنہ موت کا ہنگام تھا
(منور بدایونی)

عجب اک سرور سا چھا گیا، روح و دل میں سما گیا
ترا نام ناز سے آگیا مرے لب پہ جب بھی نماز میں
(اختر شیرانی)

زبان ولب پہ مرے جب سے ان ﷺ کا نام آیا
مرا کلام ہوا تب سے رشکِ قند و نبات

☆

میم تری سے سرفراز، پرچم سطوت احد　　تیری ضیا سے پر جلا، چہرۂ مہر خاوری
(سیّد منظور احمد مہجور)

مجھ سے ہو یہ کرم بیش بہا کیسے رقم　　کہ لب خامہ پہ ہے نام رسول ﷺ اکرم
رحمت عالمیاں جس کا وجود اقدس　　غایت کن فیکوں، اصل ظہور آدم

☆

جاں فدائے احمد ﷺ ہے، کیا حسیں ہے نام اس کا
آنکھ میں قیام اس کا، دل میں احترام اس کا

☆

اسم احمد ﷺ ہے تاثیر میں اسم اعظم　　باب رحمت فقیر اس کی برکت سے وا ہے
(حافظ محمد افضل فقیر)

رحمت کی ابر ذہن پہ چھاتا چلا گیا　　ہونٹوں پہ نام آپ ﷺ کا آتا چلا گیا
کیسا سرور اسم محمد ﷺ میں ہے نہاں　　ہم کو مئے الست پلاتا چلا گیا
سجادؔ جب بھی اسم محمد ﷺ رقم کیا　　اک شمع نور دل میں جلاتا چلا گیا

☆

ہے صبح و شام میرا وظیفہ اُسی کا نام　　لب پہ برنگ حرف دعا ہے حرا کا چاند

☆

قرطاس دل پر نام نبی ﷺ جب رقم کریں　　تخت شہی کے سامنے کیوں سر کو خم کریں

☆

سنا جب بھی اسم محمد ﷺ تو میرے　　لبوں پر درود و سلام آگیا ہے

لوحِ دل پر آپ ﷺ کا نام لکھا ہے جب سے اسمِ پاک
روح میں بھی تازگی، شاہِ امم ﷺ پاتا ہوں میں
میرے ہونٹوں پر مہکتے ہیں درودوں کے گلاب
گوشۂ چشمِ تمنا کو جو نم پاتا ہوں میں
(سجاد مرزا)

فضا صلِ علیٰ سے گونج گونج اٹھی
مرے ہونٹوں پہ جب بھی سرورِ ﷺ دوراں کا نام آیا

☆

جب بھی پوچھا کسی نے ہو کس کے غلام؟
آ گیا میرے ہونٹوں پہ نام آپ ﷺ کا
(رفیع الدین ذکی قریشی)

نشاطِ روح کا ساماں ترا نام
علاجِ تلخیِ دوراں ترا نام
کتابِ حسن کا تو حرفِ آغاز
حدیثِ عشق کا عنواں ترا نام
دوائے دردِ مہجوراں ترا ذکر
انیسِ جانِ مشتاقاں ترا نام
حریمِ دل میں ضو افگن تری یاد
سوادِ جاں میں مشک افشاں ترا نام
رہا محفوظ وہ ہر ابتلا سے
بنایا جس نے حرزِ جاں ترا نام
نہ سمجھیں ہم اسے کیوں اسمِ اعظم
کرے سب مشکلیں آساں ترا نام
رکھیں وردِ زباں اس کو نہ کیوں ہم
کہ ہے ہر درد کا درماں ترا نام
رہے گا تا ابد روشن جہاں میں
مثالِ نیرِ تاباں ترا نام

☆

اُترتی جا رہی ہے اک حلاوت سی رگ و پے میں
ضیا کس کا مبارک نام لب پر بار بار آیا

☆

تاریخ کے ماتھے پہ رقم ہے تری عظمت
تعظیم ترے نام کی ہوگی نہ کبھی کم
پاتا ہے دلِ زار تری یاد سے تسکیں
لیتا ہوں ترا نام مٹ جاتے ہیں غم

☆

وہ ہے محمد ﷺ اور ہے حامد، کس سے بیاں ہوں اسی کے محامد
اس پہ درود اور اس پہ تحیت صلی اللہ علیہ وسلم

☆

سیّد و سرور ﷺ انام تو ہے مطاع خاص و عام
راحت دل ہے تیرا ذکر مونس جاں ہے تیرا نام
تجھ پہ ہزارہا درود تجھ پہ ہزار ہا سلام

(ضیا محمد ضیا)

کلیم آئے زمانے میں اور کلام آیا سکوت چھا گیا لب پر جب ان ﷺ کا نام آیا

☆

ہو شاد کام دم واپسیں غلام ان کا نظر میں
روئے مبیں ہو، زباں پر نام ان ﷺ پر

☆

حسن مخلوق جو سمٹا تو بنا آپ ﷺ کا نام
حمد رب پھیل گئی جب بھی لیا آپ ﷺ کا نام
بلبلیں نغمہ سراہوں گی چمن پھولیں گے
لے کے جائے گی جہاں جب بھی صبا آپ ﷺ کا نام

☆

عالم شوق میں جب لب پہ وہ نام آتا ہے
سرمدی کیف لیے وجد میں جام آتا ہے

(سیّد حمیدالدین احمد حمید)

نبی ﷺ کے نام سے مہکی کرن کرن خوشبو
رچی ہے آپ ﷺ کے دم سے زمن زمن خوشبو
انھی کے اسم معبر کے فیض کے باعث
فضا فضا میں اُجالا، دمن دمن خوشبو

☆

بہار اسم محمد ﷺ کا ہے اثر نازش	روش روش پہ طراوت چمن چمن خوشبو
(محمد حنیف نازش قادری)

کلی کلی کی زباں پر یہ نام کس کا ہے	نسیم صبح! بتا ذکر عام کس کا ہے
(نذر صابری)

صیغۂ حمد سے وہ اسم شریف	ابدی استعارۂ توصیف
حق ادا کیا ہو ان کی نسبت کا	نام جن کے ہے زیست کی تصنیف

☆

پڑھتا ہوا درود پاک اٹھوں بروز محشر میں	نام نبی ﷺ لبوں پہ ہو ٹوٹے جو دم کا سلسلہ

☆

اسم سرکار ﷺ ہونٹوں پہ آیا مرے	آنکھ پرنم ہوئی سر بھی خم ہوگیا
سیل اشک ندامت میں وہ زور تھا	دفتر معصیت کالعدم ہوگیا
(حفیظ تائب)

لبوں پہ آئے تو تحسین سے رہے مشروط	تمام ناموں کا حاصل ہے ایک نام ترا

☆

ہر بار جس سے پائے زباں ذائقہ نیا	اس حرف دل نواز کی تکرار آپ ﷺ میں

☆

جب یاد کروں تجھ کو، جھلک جائے مری آنکھ
جب نام ترا لوں تو مری روح پگھل جائے

☆

تو رنگ ہے، خوشبو ہے، حلاوت ہے، نمو ہے
تو حسن چمن بن کے مری آنکھ میں لہرائے
(عارف عبدالمتین)

سارے کمال اس کے سبب سے ہیں ضوفگن
سارے جمال اسم محمد ﷺ کا نور ہیں
کیا نام ہے، جس نام کا ہر چاہنے والا
بن جاتا ہے اک عکس جمال شہ والا

اعزاز دیکھنا یہ محمد ﷺ کے نام کا
اللہ کو ہے شوق درود و سلام کا

☆

نہیں ہے نام یہ اک معجزہ ہے
محمد ﷺ اسم اعظم برملا ہے.

☆

نام نامی لیا جب کبھی آپ ﷺ کا
زندگی کو نئی آگہی مل گئی

☆

خالدؔ اسی کے نام سے نکلی وہ آبشار
جس نے ضمیر ذات کو سرشار کردیا

☆

یہ کائنات مہر محمد ﷺ کی میم ہے
ہر کن یہاں برائے رسول ﷺ کریم ہے

☆

کتنا عجیب میرے محمد ﷺ کا نام ہے
لکھا بغیر میم کے تو حمد ہوگیا

☆

ہیں جذب شش جہات محمد ﷺ کی میم میں
یہ میم لامکان و مکاں کو محیط ہے

☆

جسے دنیا سمجھتی ہے جہان رنگ و بو خالدؔ
اسے حرف محمد ﷺ ہی کی ہم تفسیر کہتے ہیں

☆

احمد جو ہیں فلک پہ محمد ﷺ زمیں پر
حجت ہیں وہ خدا کی تمام عالمین پر

☆

مہتاب ڈھل رہے تھے جہاں میں نئے نئے
اعلان ہورہا تھا محمد ﷺ کے نام کا

☆

میں غور کر رہا ہوں شفاعت کے باب میں
تصویر بن رہی ہے محمد ﷺ کے نام کی

☆

محمد ﷺ کی فضاؤں میں ہمیں تو
ازل بھی گم ابد بھی گم ملا ہے

☆

محمد اک سمندر ہے کہ جس میں
زمین و آسماں ڈوبے ہوئے ہیں

عجب تحقیق ہے علم جفر کی　　　　ہے ہر اک نام میں، نام محمد ﷺ

☆

شجر ایسا ہے یہ نام محمد ﷺ　　　　کہ جس کے سائے کی حد ہی نہیں ہے

☆

زمین و آسماں کی وسعتوں میں　　　　وہ اسم پاک ہی لکھا ہوا ہے

☆

یہی اسم محمد ﷺ ہے وہ جس کو　　　　بنایا تھا وسیلہ انبیا نے

☆

میم ہے جو مرے محمد ﷺ کی　　　　وہی بنیاد ہے محبت کی

(پروفیسر سیّد منصور احمد خالد)

تیری چاہت کا معجزہ دیکھوں
سانس ٹوٹے تو میرے ہونٹوں پر
نام تیرا ہو، جام تیرا ہو

☆

نام تیرا ازل کا سکہ ہے
تاقیامت اسی نے چلنا ہے
فیض اسی سے سبھی نے پایا ہے

☆

میری بخشش کا اک حوالہ ہے
کہ دعا میں اثر کی صورت ہے
نام تیرا ہی اسم اعظم ہے

☆

جب بھی آقا ﷺ کی نعت ہوتی ہے
میں قلم سے یہ بات کہتا ہوں
تم محمد ﷺ کو چوم کر لکھنا

آپ ﷺ کا نام کتنا پیارا ہے
یہ محبت کا استعارہ ہے
ہر سفینے کا یہ سہارا ہے

☆

آپ ﷺ کے نام سے مرے آقا ﷺ
دل دھڑکتا ہے نبض چلتی ہے
زندہ ہونے کی یہ علامت ہے

(محمد اقبال نجمی)

رحمت حق کا استعارا ہے — آپ ﷺ کا نام کتنا پیارا ہے

(ستار وارثیؒ)

جو نام اقدس حضور کا ہے وہی دوا ہے، وہی دعا ہے
میں اس کی نسبت سے معتبر ہوں کرم یہ میرے حضور ﷺ کا ہے

(سعید وارثی)

یہ ساری کائنات خدا کی ثنا کے بعد — تسبیح پڑھ رہی ہے محمد ﷺ کے نام کی

(رشید وارثیؒ)

تصویر کی تعریف مصور کی ثنا ہے — یوں نام محمد ﷺ سے عیاں حمد خدا ہے
بس نام محمد ﷺ ہے مرا مونس و یاور — بس نام محمد ﷺ ہی مرے دکھ کی دوا ہے

(رئیس وارثیؒ)

میں نے اوراق دعا پر لکھ لیا اسم رسول ﷺ
میری سانسوں سے درودوں کی مہک آنے لگی
جب سر محشر حساب نیک و بد ہونے لگا
یا محمد ﷺ، یا محمد ﷺ کی صدا آنے لگی

☆

رعنائی سحر کو سپرد قلم کریں — قرطاس جاں پہ اسم محمد ﷺ رقم کریں
اسم حضور ﷺ شاخ قلم پہ کھلا رہے — یارب ہر بھری مری کشت دعا رہے

لب پہ مہکے ہوں مرے، اسم گرامی کے گلاب　　　جب لحد سے مجھے محشر میں اٹھایا جائے

☆

فصیل شام و سحر پر چراغ جلتے ہیں　　　یہ کس کا اسم منور نفس نفس میں ہے

☆

شاخ صدا پہ پھول کھلا ان ﷺ کے نام کا　　　تا حشر جس کے واسطے کوئی خزاں نہیں

☆

ریاضؔ اسم محمد ﷺ تو خود اک نعت مسلسل ہے
ترے الفاظ کیا، تیرا قلم، تیرا زباں کیا ہے

☆

شاید کسی نے نام لیا ہے حضور ﷺ کا　　　ہر پنکھڑی گلاب کی خوشبو لٹائے ہے
ہر لفظ باوضو ہے مری نعت کا ریاضؔ　　　ہر لفظ لب پہ اس محمد ﷺ سجائے ہے

☆

گلاب اسم محمد ﷺ کیا کھلا شاخ دل و جاں پر
چمن میں تذکرہ رہنے لگا ہے روز و شب میرا

☆

تھکی ہوئی ساعتوں نے آنچل میں بھر لیے ہیں گلاب تازہ
لٹی ہوئی منزلوں سے کہہ دو، مرا اثاثہ ہے نام ان ﷺ کا

☆

محمد ﷺ، محمد ﷺ، محمد ﷺ، محمد ﷺ
صبا اس کا اسم مبارک نہ لے تو شفق روشنی کے پروں کو نہ کھولے
محمد ﷺ، محمد ﷺ، محمد ﷺ، محمد ﷺ
یہی نام ورد زبان قلم
یہی نام عرش معظم کی زینت
یہی نام ٹوٹے دلوں کا سہارا
یہی نام سرمایۂ دو جہاں ہے

یہی نام توقیر آدم کا باعث
یہی نام کونین کی آبرو ہے
یہی نام عظمت کی ہر اک بلندی کو تسخیر کرتا رہا ہے
یہی نام لولاک کی خلعتوں میں ازل سے ابد تک معطر رہے گا

☆

محمد ﷺ سر پنہاں میں نہاں ہے — محمد ﷺ عین اعیان عیاں ہے
محمد ﷺ فخر ہے پیغمبروں کا — محمد ﷺ مقتدائے مرسلاں ہے
محمد ﷺ ہے چراغ افروز ہستی — محمد ﷺ قالب عالم کی جاں ہے
محمد ﷺ ہے دوائے دردمنداں — محمد ﷺ چارۂ بے چارگاں ہے
محمد ﷺ سے ہوئی تکوین کونین — محمد ﷺ مدعائے کن فکاں ہے
محمد ﷺ ہے بہار باغ ایجاد — محمد ﷺ مقصد ہر این و آں ہے
محمد ﷺ ہر جراحت کا ہے مرہم — محمد ﷺ مونس دل خستگاں ہے
محمد ﷺ ہے محمد ﷺ ہے محمد ﷺ — فرشتوں کا یہی ورد زباں ہے

(غلام امام شہید)

خدا منہ چوم لیتا ہے شہیدیؔ کس محبت سے
زباں پر میرے جس دم نام آتا ہے محمد ﷺ کا
(کرامت علی شہیدیؔ)

شروع دفتر امکاں میں بسم اللہ کے بدلے
قلم نے نام لکھا لوح پر پہلے محمد ﷺ کا
ہوئے ہیں جمع امکان و قدم ذات مقدس میں
محمد ﷺ میں یہی مطلب تو ہے میم مشدد کا
(امیر مینائی)

تمھارا نام مصیبت میں جب لیا ہوگا — ہمارا بگڑا ہوا کام بن گیا ہوگا

☆

ظہور پاک سے پہلے بھی صدقے تھے نبی تم پر
تمھارے نام ہی کی روشنی تھی بزم امکاں میں
(حسن رضا خاں بریلویؒ)

درود لکھتا ہوں پیہم سلام لکھتا ہوں　　　ہر اک نبی کا رسول و امام لکھتا ہوں
کسی کو بھی کسی قیمت پہ بھی نہ دوں گا کبھی　　　میں جس قلم سے محمد ﷺ کا نام لکھتا ہوں
(محمد ہارون الرشید ارشد)

صد شکر مرے حافظہ و ذہن میں اب تک　　　رہتا نہیں کچھ نام محمد ﷺ کے سوا یاد

☆

ہوتی ہے مجھے نام محمد ﷺ سے تسلی　　　اب سانس کی رفتار زیادہ ہے نہ کم ہے
(احسان دانش)

محمد ﷺ سیّد الکونین محبوب خدا مقصود دو عالم　　　انھی کا اسم پاکیزہ وقار انجمن دیکھا

☆

دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالے کے لیے　　　شمع تذکارِ شہِ دین جلائی جائے

☆

جاں بڑی چیز ہے عشاق نبی ﷺ نے لیکن　　　حب احمد ﷺ کے مقابل میں یہ سستی دیکھی
روح غمگیں کو ملا اسم محمد ﷺ سے قرار　　　دل کی دنیا بھی اسی نام سے بستی دیکھی

☆

نعت کہنے میں رضاؔ وہ بھی مقام آتا ہے　　　مجھ پہ ہر آن فرشتوں کا سلام آتا ہے
ہونٹ کو ہونٹ لگے چومنے بہر تعظیم　　　میرے ہونٹوں پہ محمد ﷺ کا جو نام آتا ہے

☆

تھی چشم آرزو کو مری حاجت وضو　　　اسم حضور ﷺ دے گیا آنکھوں کا نم مجھے

☆

مری ناکام حسرت نے لیا نام محمد ﷺ جب　　　تو لطف زندگی مجھ کو ملا آہستہ آہستہ

☆

قلب میں اسم محمد ﷺ سے اجالا جو کرے　　　قبر میں اس کی بھلا کیسے اندھیرا ہوگا

☆

جب میں مروں تو لب پہ محمد ﷺ کا نام ہو
زندہ رہوں تو آپ ﷺ کا ارماں لیے ہوئے
(محمد اکرم رضا)

اردو نعت میں اسم محمد ﷺ کے اجالوں کا یہ پرلطف (مگر غیر مرتب، کہ موتی بکھرے بھی بھلے معلوم ہوتے ہیں) تذکرہ طویل ہوتا چلا جارہا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ اقلیم نعت میں قلب ونظر کے لیے جو کشش ہے وہ اسم محمد ﷺ ہی کی دین ہے۔ یہی وہ مبارک نام ہے جس کی بدولت قرطاس وقلم کی ظلمتیں جگمگا اٹھیں اور شعر و ادب میں فکری اعتبار سے لطف و لطافت اور فنی نقطۂ نظر سے وزن و وقار آگیا اور اسی نام کے فیض سے شاعر بے نام وادیوں میں بہکنے اور بھٹکنے سے بچ گیا اور اسے ایک واضح اور روشن منزل کا سراغ ملا۔ اسم محمد ﷺ فیض اور فیضان کا ایک غیر مختتم سلسلہ ہے جس کے خنک سائے میدان حشر کی جاں گداز تمازتوں تک پھیلے ہوئے ہیں، مرزا غالبؔ کے شاگرد ہرگوپال تفتہ کا ایک شعر نوک قلم پر مچلنے کے لیے بے چین ہے:

چوں دم محشر، ز محشر، برخود عرصہ تنگ دید
تفتہؔ گریاں آمد و دامان پیغمبر ﷺ گرفت

گویا اسم محمد ﷺ، دنیاوی شرف اور اخروی سرخ روئی کی واحد ضمانت ہے اور خود رسالت مآب ﷺ کی زبان صدق اظہار نے اس ضمانت کی یوں تصدیق فرمائی ہے:

☆ حدیث پاک الحمد للہ فضلنی علی جمیع النبیین حتی فی اسمی وصفتی (تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے مجھے جملہ انبیا پر فضیلت بخشی حتیٰ کہ میرے نام اور صفت میں۔ (شرح الشفا، القاری)

☆

☆ حضرت انس بن مالکؓ سے مرفوعاً روایت ہے، حضور ﷺ نے فرمایا استحی ان عذب بالنار من اسمہ اسم حبیبی یعنی ''اللہ شرم فرماتا ہے اس سے کہ اسے عذاب دے جس کا نام میرے حبیب ﷺ کے نام پر ہو۔''

☆ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''میرا نام قرآن میں محمد، انجیل میں احمد اور تورات میں احید ہے۔ مؤخر الذکر نام اس لیے رکھا گیا کہ میں اپنی امت کو دوزخ سے ہٹانے والا ہوں۔ (روایت، ابن عباسؓ)

☆

حضور ﷺ کے اسم مبارک کے لفظی اعجاز اور اس کی معنوی تاثیر کے بارے میں

اہلِ دل نے بہت کچھ لکھا ہے۔ آخر میں ان شخصیات کے چند اقتباس دیکھیے جو خاصانِ بارگاہ میں سے تھیں اور جنھیں اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے ممدوحِ عظیم و جلیل ﷺ کی ذات و صفات کا سچا عرفان بھی نصیب تھا اور دل کا وہ پکا ایمان بھی میسر تھا جو اُس عقیدت کا حامل تھا جو سراسر اطاعت کے گرد گھومتی تھی۔

☆ آپ ﷺ کے دونوں اسمائے مبارک یعنی محمد ﷺ اور احمد ﷺ حقیقت میں ایک اسم ہے جو حمد سے مشتق اور مبالغہ کے معنی میں مقید ہے۔ پہلا نام بہ اعتبار کیفیت ہے جب کہ دوسرا نام بہ اعتبار کمیت ہے۔ آپ ﷺ حق تعالیٰ کی حمد، افضل محامد سے کرتے ہیں اور دنیا و آخرت میں کثرت محامد سے آپ ﷺ کی حمد و ستائش کی گئی۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ)

☆

☆ محشر میں پہلے آپ ﷺ اللہ جل شانہ کی تعریف کریں گے اس لیے احمد ﷺ پہلے ہوں گے، پھر شفاعت کے بعد مخلوق آپ کی تعریف کرے گی اس لیے بعد محمد ﷺ ہوں گے... وجود کے اعتبار سے پہلے احمد ﷺ ہیں اور بعد میں محمد ﷺ بلکہ احمد ﷺ ہونے کی وجہ سے ہی آپ ﷺ محمد ﷺ ہوئے... غرض ازل سے ابد تک کی تاریخ بتاتی ہے کہ شانِ احمدی ﷺ، شانِ محمد ﷺ پر مقدم ہے۔ (مولانا بدر عالم مہاجر مدنیؒ)

☆

☆ حمد ہمیشہ آخر میں ہوتی ہے جب کام ختم ہو جاتا ہے تو حمد کرتے ہیں، جب سفر ختم کر کے واپس آتے ہیں تو حمد کرتے ہیں، اسی طرح جب دنیا کا طویل و عریض سفر ختم کر کے جنت میں داخل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے، اسی دستور کے مطابق مناسب تھا کہ جب سلسلہ رسالت ختم ہو تو یہاں بھی آخر میں اللہ جل شانہ کی حمد ہو، اسلیے جو نبی سب سے آخر میں آئے ان کا نام محمد ﷺ رکھا گیا۔ (شیخ اکبرؒ)

☆

... وہ کون ہے جس کا مقدس نام آج کروڑوں انسانوں کی زبان پر جاری اور قلوب پر نثاری ہے۔

... وہ کون ہے جس کے مقدس نام کی نوبت شاہانہ مساجد کے بلند ترین میناروں سے سامعہ نواز ہے۔

... وہ کون ہے جس کی سیرت پاک انسانی زندگی کے ہر لمحہ و ہر ساعت میں اور ہر درجہ اور ہر مقام پر رہنما ہے۔
... وہ کون ہے جو اپنے افعال میں محمود ہے۔
... وہ کون ہے جس کی رفعت فرش سے عرش تک ملی ہوئی ہے۔
... وہ کون ہے جس کی تعلیم کی وسعت بحر و بر پر چھائی ہوئی ہے۔
بے شک وہ محمد ﷺ ہیں۔ اسم بھی محمد ﷺ ہے اور مسمّٰی بھی محمد ﷺ ہے۔
(قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ)

☆

☆سکھ مذہب کے بانی گرو نانک کے مطابق از رہ حساب نورِ محمدی ﷺ کائنات کی ہر شے میں جھلکتا ہے اور دنیا کی کوئی بھی شے اسم محمد ﷺ کے انوار سے خالی نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں:
نام لیو جس پکش کا، کرو چوگناتا (ہر عدد کو چار گنا کرلو پھر اس میں دو بڑھا دو)
دو ملاؤ پنج گن کرو کاٹو بیس بنا (پورے جوڑ کر پانچ گنا کرلو، بیس سے تقسیم کر دو)
نانک جو بچے سو نو گنے دو اس میں ملا (جو باقی بچت ہے اسے نو گنا کرلو، اس میں پھر دو بڑھا دو اس بدھر کے نام سے نام محمد ﷺ

☆

☆ ہر نبی علیہ السلام مشکل اوقات میں اسم محمد ﷺ کے توسل سے پناہ مانگتا رہا۔
(محدث ابن جوزیؒ)

☆

محمد ﷺ کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ وہ جس کا حق پورا کردیا گیا ہو یعنی قدرت کی جانب سے نوع انسان کو جس سرحد کمال تک پہنچانا مقصود تھا اور انسان کا اپنے خالق پر جو حق تخلیق مقرر تھا، وہ محمد ﷺ پر پور کردیا گیا۔ (عبدالماجد دریابادیؒ)

☆

☆ اسم محمد ﷺ بار بار بیان ہوتا رہا، پہلے پل یہ نام حضرت سلیمانؑ کی تسبیحات میں آیا ہے جنھوں نے آپ ﷺ کی آمد کی خبر دیتے ہوئے فرمایا "خلو محمدیم زہ دودی زہ رعی۔" وہ

ٹھیک محمد ﷺ ہیں وہ میرے محبوب اور میری جان ہیں۔'' (مناظر احسن گیلانی)

مولانا عبدالرحمن ندوی نے ''نقوش'' رسول ﷺ نمبر جلد سوم میں اسم پاک محمد ﷺ کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے۔ جس میں وہ اس مبارک نام کے اسرار و رموز اور فضائل و برکات کی وسعتوں کو سمیٹنے کی یوں کوشش کرتے ہیں۔ ''اسلام کی تمام معنوی خوبیوں کے ساتھ ساتھ پیغمبر اسلام ﷺ کا نام مبارک بھی اپنے معانی کے لحاظ سے خوبیوں کا مرقع، بے شمار فضائل کا خلاصہ ہے۔ ایک طرف وہ اپنے مسمّٰی کے کام اور کام کے انجام کی پیش گوئی ہے۔ دوسری طرف اس کے کاموں کی تاریخ اور اس کی تعلیم کا لب لباب ہے۔''

محمد ﷺ ہی ایک ایسا لفظ ہے جس کے فیض نے اللہ، ملائکہ اور بندوں کو ہم زبان کر رکھا ہے کہ تینوں اس مبارک نام پر درود و سلام بھیجنے میں پیہم مصرف ہیں، ورنہ تینوں کے اپنے اپنے مقام اور اپنے اپنے مدارج ہیں، گویا یہی وہ حسن مجسم ہے جس کے انوار پر:

ہے شمع بھی پروانہ، پروانے کو کیا کہیے

اسم محمد (ﷺ) پر درود کا حکم، تعظیم و تکریم کی انتہا بھی ہے اور نقاشِ ازل کے نقشِ بہترین کی داد بھی... فن کار کا فن جب کمال کو پہنچ جاتا ہے تو دل سے قیمت وصول کرنے کی طلب مٹ جاتی ہے، اس وقت وہ داد چاہتا ہے، داد مل جائے تو وہ سمجھتا ہے کہ قیمت وصول ہوگئی۔ داد نہ ملے تو قیمت پانے کے بعد بھی ذوق کی سیرابی نہیں ہوتی، ذوق سیرابی صرف داد کرسکتی ہے اور اسی سے تسکین ملتی ہے۔ صحیح داد دینے والا مل جائے تو مصور یہ کہہ کر تصویر پیش کر دیتا ہے کہ آپ کو پسند ہے تو آپ کی نذر ہے۔ بسا اوقات جہاں لعل و جواہر کام نہیں دیتے، وہاں داد کام دے جاتی ہے۔ مصور کے فن کی قیمت ادا کرنے کی استطاعت نہ ہو تو داد کا فن سیکھنا چاہیے، داد دینے کی صلاحیت پیدا ہوجائے تو شاہکار جھولی میں آکر رہتا ہے... داد، اندھا کیا دے گا، وہی دے سکے گا جو سمجھنے والا دل اور پہچاننے والی آنکھ رکھتا ہے اور اسمِ محمد (ﷺ) کے اسرار و رموز اور فیوض و برکات بھی نصیب والوں پر کھلا کرتے ہیں، اُن پر نہیں جو دل کی باتوں کو ذہن کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری بصارت کو بصیرت، ہمارے ذوق کو سلامتی اور ہمارے شوق کو راستی عطا کرے تاکہ ہم زبان و دل سے اسم محمد (ﷺ) کے تقاضوں کو پورا کرنے کے قابل ہوسکیں۔ حافظ نے کہا تھا:

خوشا نماز نیاز کسے کہ از سر صدق
بآب دیدہ و خون جگر طہارت کرد

اسم محمد ﷺ ہو یا ذکر محمد ﷺ، "نمازِ نیاز ہی" تو ہے جس کے لیے صدقِ دل، آب دیدہ اور خونِ جگر کی ضرورت ہے۔ اہلِ نظر اور اہلِ دل نے انھیں کس کس انداز سے چاہا ہے، میں چاہوں بھی تو اُس چاہت کو بیان نہیں کرسکتا، عجز بیان ہی کو بیان سمجھ لیجیے:

اُن ﷺ کے، میرے درمیاں، حرفِ سخن کچھ اور ہے
اے زمانے، میرے اُن ﷺ کے درمیاں آہستہ بول

حرفِ اعتذار

انسان میں جو خوبی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی دَین ہے اور جو خرابی ہے وہ اس کی اپنی پیداکردہ ہے۔ غلطی لازمۂ بشریت ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ غلطی کو تسلیم کرلینا، غلطی کی اصلاح کرنا ہے اور غلطی کی تاویل کرنا، غلطی پر قائم رہنا ہے۔ اس اعتذار کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ احقر نے اپنے ایک مضمون (نعت اور آدابِ نعت گوئی، مطبوعہ "نعت رنگ") کو دوبارہ دیکھا تو کچھ مقامات محلِ نظر پائے۔ بالخصوص ایک مقام پر محض ادبی روا روی میں، تعبیر کے ساتھ خواب، تجسیم کے ساتھ تصور اور تکمیل کے ساتھ فکر کے الفاظ اللہ تعالیٰ کے ضمن میں سہواً قلم سے نکل گئے۔ دل بہرکیف غلط نہ تھا اور لغزشِ قلم سے بری ہونے کا دعویٰ کوئی بھی نہیں کرسکتا۔ احقر اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ بندہ نواز میں عفو گزار ہے، اس یقین کے ساتھ کہ وہاں عمل سے کہیں زیادہ نیت کی کیفیت دیکھی جاتی ہے۔

اللہ، اللہ! وہ رحمت ہے خطا کاروں پر
جو خطا ہونے سے پہلے ہی خطا پوش ہوئی

راجا رشید محمود

نعت میں ذکرِ میلادِ سرکار ﷺ

آقا حضور ﷺ ۱۲ ربیع الاوّل کو دنیائے آب و گل میں تشریف لائے۔ ربیع الاوّل گلستانِ جہاں میں جو بہار لایا، اس سے مزرعِ انسانیت میں سلامتی اور سکون و طمانیت کی فصل پھولی پھلی۔ دنیا نے ہمارے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثناء کے احسانات کے سائے میں سکھ کا سانس لیا، ہر کوئی سرکارِ دوعالم ﷺ کے فیوض و اکرام سے متمتع ہوا۔ لیکن حضور رسولِ انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ میلاد عالمین کی بہتری کے لیے تھا۔ عالمین کی تخلیق کا باعث جو میلاد تھا، وہ بہت پہلے... بہت پہلے ہوچکا تھا۔ وجہ تخلیق ہر عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

انا من نور اللہ تعالیٰ کل شئی من نوری[1] (میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور ہر شے کا ظہور میرے نور سے ہے)

حضور ﷺ نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا۔ یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ[2] (اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیا سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔)

حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک[3] سے ظاہر ہے کہ حضور سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کے لیے سب کچھ پیدا کیا گیا ہے، وہی باعث تخلیق ہر این و آں ہیں، انھیں پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو کچھ بھی پیدا نہ کیا جاتا۔

علمائے کرام نے ان احادیث پر مفصل بحث کی ہے۔[4] اور اسناد کے ساتھ نورِ محمدی (ﷺ) کی پیدائش اور مختلف مقامات پر اس کا قیام اور ہزاروں برس قیام و رکوع و قعود و سجود میں رہنا اور پھر نور سے پیغمبر و رُسل اور فرشتے اور عرش و کرسی و لوح و قلم اور بہت سی

دوسری چیزوں کا پیدا ہونا بیان کیا ہے۔☆۵

شعرائے کرام نے جہاں حضور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اس دنیا میں تشریف آوری کے موضوع پر خوشیاں منائی ہیں اور لوگوں کو اس عید کی تہنیت و تبریک پیش کی ہے، وہاں تخلیق نورِ محمدی ﷺ کے موضوع پر بھی قلم اٹھایا ہے۔ مثلاً حشمت یوسفی عید میلاد کے حوالے سے کہتے ہیں کہ سرکار ﷺ پہلے بھی ناپید نہیں تھے۔

خدا توفیق دے تجھ کو تو کر نورِ یقیں پیدا
کہاں ناپید تھے، ہوتے جو ختم المرسلیں ﷺ پیدا
ہوالاوّل، ہوالآخر، ہوالباطن، ہوالظاہر
محمد ﷺ ہی محمد ﷺ ہیں، کہیں پنہاں کہیں پیدا
خطابِ امرِ کن کس سے تھا، کون اس کا مخاطب تھا
ہوا ہے دورِ آخر میں وہ نورِ اوّلیں پیدا☆۶

نورِ سرکار ﷺ کا ظہور

میر فدا علی نثار لکھنوی نے ''معراج النثر'' کے کئی حصوں میں نورِ مصطفوی (ﷺ) کی پیدائش، اس کا مختلف پردوں میں رہنا، اس سے مختلف اشیا کا تخلیق ہونا، اس کا مختلف صفات سے متصف ہونا اور اس کا محبوبِ خداوندی ہونا بیان کیا ہے۔ ''معراج النثر'' کے تین حصوں سے ان کے مسدسوں کا ایک ایک بند پیش کرتا ہوں۔

نورِ حبیب ﷺ حق تھا عجب نور پر ضیا جس پر چمک تھی مہر منور کی بھی فدا
اس نور کی ضیا سے بخلاقِ دوسرا پیدا دوازدہ ہوئے پردے بصد صفا
یہ جاہ انبیا میں کسی کو ملا نہیں
پیغمبروں میں کوئی حبیبِ خدا نہیں☆۷

پھر نورِ شہ ﷺ سے انجم شمس و قمر بنے دن رات، نور و ظلمت و شام و سحر بنے
ناماں و حور، میوہ و گل ہائے تر بنے پست و بلند، جن و ملک یک دگر بنے
سب کچھ رسول ﷺ پاک کی تنویر نے کیا
دفتر درست کاتب تقدیر نے کیا☆۸

افلاک و عرش و لوح و قلم، ماہ و آفتاب حوا و آدمؑ و ملک و انجم و سحاب
فردوس و کوثر و ارم و موقف و حجاب بالا و پست و آتش و خاک و ہوا و آب
ان سب سے پہلے خلق کیا مصطفیٰ ﷺ کا نور
ہر نور سے فزوں ہے رسول ﷺ خدا کا نور ☆۹

"ظہورِ رحمت" شاد عظیم آبادی کا ۲۱۰ بند کا میلاد یہ مسدس ہے۔ پندرہ بندوں میں تخلیق نورِ نبوی (ﷺ) اور اس کے مراحل کا ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں۔

اصلابِ طیبہ سے یوں ہی نورِ مصطفےٰ ارحامِ طاہرہ کی طرف منتقل رہا
جب آمنہ کے بطن مبارک میں پائی جا وقت آ گیا ظہورِ جمال جناب ﷺ کا
خوش تھے ملک، زمانہ عیش و نشاط تھا
ارواحِ انبیا کو عجب انبساط تھا ☆۱۰

کتب سیرت کی طرح کتب نعت و مناقب میں بھی جب نورِ سرکار (ﷺ) کا ذکر خیر آیا تو جن اصلابِ طاہرہ میں وہ رہا، وہاں جو معجزات برپا ہوتے رہے، ان کا حوالہ شعر کے دامن میں بھی تھا۔ خبیر لکھنوی کے قصیدے کا ایک بند دیکھیے:

تھا نورِ پیمبر ﷺ کا خدا آپ نگہبان کیوں کر نہ خلیلؑ ان کے مراتب پہ ہوں قرباں
تھا صلب میں نور احمد ﷺ مرسل کا جو نہاں گل ہو کے ہوئی آتش نمرود گلستاں
اس نور کے اعجاز کی یہ جلوہ گری تھی
شعلوں کی لپک موجِ نسیم سحری تھی ☆۱۱

قصری کانپوری اپنے مسدس میں یوں زمزمہ سنج نظر آتے ہیں:

جو باعث تخلیق دوعالم تھا، وہی نور جو زینت پیشانیٔ آدمؑ تھا، وہی نور
اسرار و حجابات کا محرم تھا، وہی نور جو روزِ ازل ہی سے معظم تھا، وہی نور
پھیلا تو ہوئیں وسعتیں کونین کی محدود
سمٹا تو زمانے میں محمد ﷺ ہوئے موجود ☆۱۲

شاہ رؤف احمد رافت رامپوری (م۱۸۲۴ء) کہتے ہیں:

کرکے نور اس کا خدا نے پیدا پھر یہ چاہا کہ بنیں اور اشیا

عالم امر کا کھینچا نقشہ
ہوگیا کن سے جو کچھ ہونا تھا

واہ کیا کیا حق نے ظاہر
نور سے اس کے اسی کی خاطر [13]

سید حبیب احمد، میر افق کاظمی امروہوی اپنے ایک قصیدے میں کہتے ہیں:

وہ نور اللہ کی پہلی تجلی بزم امکاں میں
وہ آئینہ کمالات و صفاتِ حسن قدرت کا
نہ ہوتا نور آنحضرت ﷺ جو پیشانی میں آدمؑ کی
فرشتے حشر تک سجدہ نہ کرتے ان کو عظمت کا [14]

ان کا ایک قصیدہ "تخلیق نور از نور" مثنوی کی ہیئت میں اٹھارہ اشعار پر مشتمل ہے۔ تلخیصاً چند اشعار نقل کیے جاتے ہیں:

ازل میں ذات یکتائے خدا مخفی خزانہ تھا — نہیں تھی کوئی شے، بس اک وہی فرد و یگانہ تھا
ہوئی تحریک اس میں خود بخود ذوق تعارف کی — اور اپنے نور سے اک نور کی تخلیق فرمائی
کیے اس نور سے اللہ نے عرش و فلک پیدا — ہزاروں قسم کی مخلوق اور حور و ملک پیدا
خلیفہ اس زمیں میں اس نے جب آدمؑ کو فرمایا — امانت اس کی پیشانی میں وہ نورِ ازل رکھا
جہاں میں جس قدر بھی مرسلین و انبیاؑ آئے — اسی نورِ ازل کی تاب سے لے کر ضیا آئے
وہ نور برگزیدہ پرتو نورِ مجرد تھا — برنگ عقل اوّل جوہر ذات محمد ﷺ تھا [15]

کوکب شادانی نے مسدس کی صورت میں اس موضوع کو یوں بیان کیا:

خدا کو جب ہوئی تخلیق دو جہاں منظور — تو سب سے پہلے ہوا نورِ احمدی ﷺ کا ظہور
بقولِ حق، سبب امر کن فکاں ہے وہ نور — اسی کے عکس سے تاباں ہیں ظاہر و مستور
فلک پہ ہو کہ نہ آب و خاک ہو کوئی
نہ ہو وہ نور تو کیا تابناک ہو کوئی [16]

قصیدہ ہائے نور

اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضور حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والثنا کے نورِ پاک کے حوالے سے ۵۹ اشعار پر مشتمل ایک قصیدۂ نور لکھا جس میں

نورِ مصطفوی (ﷺ) کی اس دنیائے آب و گِل میں تشریف آوری کے متعلق بھی کئی اشعار ہیں۔ ایک شعر دیکھیے:

بارھویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا
بارہ برجوں سے جھکا ایک اک ستارہ نور کا [☆۱۷]

سیّد محمد مرغوب اختر الحامدی الضیائی نے جہاں اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی کے پورے سلام (مصطفیٰ ﷺ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام) کی تضمین کی، وہاں اس پورے قصیدۂ نور کی تضمین بھی کی ہے۔ مندرجہ بالا شعر کی تضمین انھوں نے یوں کی ہے:

جشن نورانی ہے ہر جانب، ہے چرچا نور کا　　انجمن آرا ہوا مکہ میں کعبہ نور کا
ماہِ حق تشریف لایا بن کے قبلہ نور کا　　"بارھویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا
بارہ برجوں سے جھکا اک اک ستارہ نور کا" [☆۱۸]

علی احمد خاں اسیر بدایونی نے رضا بریلوی کے تتبع میں ۶۵ اشعار پر مشتمل قصیدۂ نور لکھا جس میں کہا:

ظلمتیں جاتی رہیں، چمکا ستارہ نور کا　　کھل گئے چودہ طبق، اٹھا وہ پردہ نور کا
ہے زمیں سے آسماں تک جگ اجالا نور کا　　کائناتِ نور میں ہے ذرہ ذرہ نور کا [☆۱۹]

لسان الحسان علامہ ضیاء القادری بدایونی نے بھی اس زمین میں قصیدہ کہا، التزام یہ رکھا کہ اپنے استاد اسیر بدایونی سے ایک شعر کم کہا، یعنی ۶۴ اشعار میں بات ختم کر دی۔ ولادت رحمت ہر عالم ﷺ کی بات سنیے:

اوجِ عرشِ پاک سے چمکا ستارا نور کا　　صبحِ میلادِ نبی ﷺ عالم ہے سارا نور کا
ماہِ رحمت ہے افق پر جلوہ آرا نور کا　　کہکشاں نے صبح دم گیسو سنوارا نور کا
صاحب قرآں کی آمد ہے جہانِ حسن میں　　عرش سے حق نے صحیفہ ہے اتارا نور کا [☆۲۰]

علامہ ضیاء القادری کے جانشین اختر الحامدی نے تو اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی کے پورے قصیدۂ نور کی تضمین کر دی ہے جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔

علامہ ضیاء القادری کے صاحبزادے یوسف حسین نور قادری جو آج کل نیپا کراچی میں ہیں، ان کا اٹھارہ اشعار کا قصیدہ "چراغِ صبح جمال" ہے۔ نمونہ ملاحظہ فرمائیے (اس میں ستارہ، سارا، نظارہ، اتارا قافیے ہیں)

صبح نورانی ہوئی، صبح دو شنبہ آگئی   ہوگیا ظاہر جمالِ عالم آرا نور کا
کفر کی سب ظلمتیں کافور عالم سے ہوئیں   آج آئینہ یکف عالم ہے سارا نور کا ☆۲۱

حافظ پیر بخش حافظ چشتی تونسوی شرارے کی طرح افق ادب و شعر پر ابھرے تھے، جانے کیوں چنگاری کی طرح راکھ میں چھپے بیٹھے ہیں۔ آج کل جہلم میں ہیں۔ ان کے مجموعۂ نعت و مناقب ''روض الفردوس'' (حصہ اوّل) میں حافظ چشتی نے جو قصیدۂ نور لکھا ہے، اس میں ۷۸ مطلع ہیں۔ دو مطلع دیکھیے:

پا کے ایما نر کا، چھوٹا تارا ہے نور کا   پھوٹا تڑکا نور کا چمکا جو سیما نور کا
چاند نکلا نور کا، پھیلا سپیدہ نور کا   جلوہ چھایا نور کا، ظلمت پہ دھاوا نور کا ☆۲۲

محمد جان غریب سہارنپوری نے اس زمین میں گیارہ اشعار کہے۔ مطلع ملاحظہ کیجیے:

شان میں جس نور کے آیا ہے آیہ نور کا
ہے بیاضِ صبح اس پر اک صحیفہ نور کا ☆۲۳

سیّد محفوظ علی صابر القادری بریلوی نے ۲۲ اشعار میں یہ قصیدہ کہا ہے:

ہوگیا ظلمات کی دنیا میں تڑکا نور کا   جب سر فاراں پہ چمکا نورِ زیبا نور کا
انبیا آتے رہے دینے کو مژدہ نور کا   کس زمانے سے چلا آتا ہے شہرہ نور کا ☆۲۴

ایک انتخابِ نعت میں سفیر تخلص کے کسی شاعر کے ۹ اشعار اس زمین میں ملے ہیں۔ پہلے دو شعر یہ ہیں:

جب ہوا منظور خالق کو تماشا نور کا   نورِ کامل سے بنایا اک ستارہ نور کا
اس ستارے کو ضیا بخشی، کیا مہر منیر   یوں ہوا کونین میں رتبہ دو بالا نور کا ☆۲۵

طیب قریشی اشرفی دہلوی کہتے ہیں:

ماہِ میلادِ نبیﷺ کی اللہ اللہ تابشیں
ذرّہ ذرّہ بن کے چمکا ہے ستارہ نور کا ☆۲۶

شاہ احمد رضا خاں بریلوی کا یہ قصیدۂ نور اتنا قبول ہوا کہ بہت سے شاعروں نے اس زمین میں قصیدے کہے چند قصائد کے مطلع نذرِ قارئین ہیں:

افق کاظمی امروہوی   نورِ مطلق ہے احد، احمدﷺ ہے نقشہ نور کا
چشم دل! اس آئنے میں دیکھ جلوہ نور کا

ارمانؔ اکبر آبادی	میری ظلمت کو ہے کافی اک اشارہ نور کا
	اک عنایت، اک نوازش، ایک جلوہ نور کا
نظیرؔ شاہ جہانپوری	آمنہؓ کی گود میں اُترا ہے تارا نور کا
	آؤ اے اہل نظر! کر لو نظارہ نور کا
غنیؔ دہلوی	آنکھ کی پتلی میں ہے روشن ستارہ نور کا
	دل کے کاشانے میں ہے تعمیر کعبہ نور کا
فداؔ کھیم کرنی	مطلع حسن شریعت روئے زیبا نور کا
	مقطع نظم حقیقت جلوہ آرا نور کا
نیرؔ اسعدی	مجھ کو اے نیر بہت کچھ ہے سہارا نور کا
	میرا آقا ﷺ نور کا ہے، میرا مولا نور کا
وفاؔ وارثی اجمیری	واہ وا، صل علیٰ، کیا بخت چمکا نور کا
	جسم پاک، مصطفیٰ ﷺ حق نے بنایا نور کا
محمودؔ حسن محمود رضوی	چمکا جب آدمؑ کی پیشانی پہ تارا نور کا
	روح نے پایا سکوں، دیکھا جو جلوہ نور کا
افضلؔ کوٹلوی	ہم سے خاکی وصف کیا جانیں سراپا نور کا
	جانتا ہے مرتبہ بس نور والا نور کا
رضیہؔ شکیل بدایونی	آمنہؓ کے گھر فلک سے چاند آیا نور کا
	حسن فطرت نے محل یہ خود سجایا نور کا
طاہر مجذوبؔ سہاروی	نور کا شیدا ہوں، آنکھوں میں ہے جلوہ نور کا
	دل میں اُلفت نور کی ہے، سر میں سودا نور کا
رحمتؔ القادری	معجزہ اک یہ بھی ہے ادنیٰ سے ادنیٰ نور کا
	جلوہ گر پتھر پہ ہے نقش کف پا نور کا
ذوقیؔ مظفر نگری	رات کے دریا میں جب اُترا سفینہ نور کا
	بن گئیں ظلمات کی لہریں تماشا نور کا

مختار ضیائی
رُخ پہ آنچل دستِ قدرت نے ہے ڈالا نور کا
چاندنی میں ہے قمر کے گرد ہالہ نور کا

حافظ ولی ضیائی
ہے جہانِ رنگ و بو میں جگ اُجالا نور کا
مرحبا، ہے کس قدر جلوہ نرالا نور کا

ماہر شکوہ آبادی
کتنا دل کش، کتنا روشن ہے سراپا نور کا
بن گیا خود نور، جلوہ جس نے دیکھا نور کا

محمود
کیا ربیع الاوّل آیا لے کے تحفہ نور کا
جس نے دیکھا، ہوگیا وہ دل سے شیدا نور کا

ہاشم بدایونی
دل جمالِ مصطفیٰ ﷺ سے ہے مدینہ نور کا
طورِ سینا طور ہے اور میرا سینہ نور کا

عطاء المصطفیٰ جمیل
صبح میلاد آگئی، چمکا ستارہ نور کا
نور کی برکت سے ہے سارا مہینا نُور کا ☆۲۷

حبیب نقشبندی
نور والے تجھ سے ہے عالم یہ سارا نور کا
تیرے ہی صدقے میں ہے ہرسو اُجالا نور کا ☆۲۸

عزیز حاصل پوری کے پہلے مجموعۂ نعت میں ایک قصیدۂ نور شامل ہے۔ اس میں ۲۳ مطلع اور ایک مقطع ہے، دو مطلع دیکھیے:

صبح کے تڑکے ہوا تشریف لانا نور کا
اللہ اللہ! وقت بھی ہے کیا سہانا نور کا
افضل الایام ہے یومِ دوشنبہ نور کا
اس مبارک یوم کا ہے لمحہ لمحہ نور کا ☆۲۹

زمین رضا کے علاوہ بھی شعرائے نعت نے قصیدہ ہائے نور کہے ہیں:

ادیب سیمابی
آسماں ہے نور کا، عرشِ معظم نور کا
عالم انوار میں ہے ایک عالم نور کا

خادم مہاجی
زمیں نور کی، آسمان نور کا
بنا آج سارا جہاں نور کا

منوّر بدایونی　　چاند سورج نور کے ہیں، سب ستارے نور کے
عکس ہیں یا مصطفیٰ ﷺ سارے تمھارے نور کے

عزیز حاصل پوری　　پڑھتے ہیں قرآن کے قاری یہ پارے نور کے
آپ ﷺ کے عارض ہے دونوں، دو صحیفے نور کے

خورشید ایلچ پوری　　ہے حسن کبریائی محمد ﷺ کے نور سے
روشن ہوئی خدائی محمد ﷺ کے نور سے

سعید اللہ خاں　　سورج بھی، چاند رات بھی ہے ان کے نور سے
روشن یہ کائنات بھی ہے ان کے نور سے

صائم چشتی　　ذرّے ذرّے میں روشن ہے نورِ نبی ﷺ چاند تارے بنے آپ کے نور سے
کہکشاں، گلستاں، روشنی، چاندنی، سب نظارے بنے آپ کے نور سے ☆۳۰

غنی دہلوی　　جلوہ افگن ہے دل پر ردا نور کی
یعنی چھائی ہوئی ہے گھٹا نور کی ☆۳۱

طاہر لاہوری　　گلوں میں رنگ، شگوفوں میں نور کس کا ہے
سمندروں کی فضاؤں میں نور کس کا ہے ☆۳۲

''نور'' ردیف میں غریب سہارنپوری، کمال شاہجہانپوری، حسین سحر، اکرم علی اختر، محمد اکرم رضا، اعظم چشتی اور ''نور ہے'' ردیف میں منوّر بدایونی اور بیکل اُتسائی کے قصائد ملتے ہیں۔ ☆۳۳ حافظ پیلی بھیتی نے ''نور خدا کے نور کا'' ردیف استعمال کی ہے۔ مطلع دیکھیے:

زینت عرش جب ہوا نور خدا کے نور کا
کون و مکاں پہ چھا گیا نور خدا کے نور سے ☆۳۴

شہزاد مجددی نے بھی احمد رضا بریلویؒ کی زمین میں قصیدہ کہا ہے:

خالق انوار کی تخلیق پتلا نور کا
آ گیا شکل بشر میں وہ سراپا نور کا ☆۳۵

حفیظ تائب کے دوسرے مجموعۂ نعت میں ''نورِ اوّلیں'' کے عنوان سے ایک آزاد نظم

ملتی ہے۔ منور بدایونی کے ایک اور قصیدۂ نور کے دو اشعار ملاحظہ فرمایئے:[36]

جس نے جو کچھ نور پایا، سب تری سرکار سے
نور کی سرکار کا تو سب سے پہلا نور ہے
مصطفیٰ ﷺ کے نور میں ہے ذاتِ باری جلوہ گر
مصطفیٰ ﷺ کا نور، یوں کہیے، خدا کا نور ہے[37]

آخر میں محمد عرفان کا ایک قطعہ نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں:

خبر نہیں ہمیں، سورج کی وجہ نور ہے کیا
جہانِ حسن کا پس منظر ظہور ہے کیا
مگر یہ جانتے ہیں، یہ ستاروں کا گلشن
یہ کہکشاؤں کا باغیچہ ماہِ نو کا چمن
زُحل کے پھول، یہ گل ہائے زہرہ و ناہید
عطاردوں کا گلستاں، یہ مشعل اُمید
بناتِ نعش کا فانوسِ ہفت رنگ و حسیں
اُفق کی قوسِ قزح اور شفق کی سرخ جبیں
سحر کا حسن، اُجالا، یہ دوپہر کا رنگ
سکوں نواز فضا رات کی، یہ دن کی اُمنگ
یہ مستعار ہیں سب مہر نور تاباں سے
وجود میں ہیں یہ کونین کے نگہبان ﷺ سے[38]

حضور ﷺ لباسِ بشریت میں

رعنا اکبر آبادی نے آقا حضور ﷺ کے نور کی تخلیق سے بات شروع کر کے اس دنیا میں سرکار ﷺ کے قدم رنجہ فرمانے تک کے حوالے سے ایک نظم کہی ہے، چند متعلقہ اشعار ہیں:

کھلایا غنچۂ کن اس کی آواز مشیت نے
کیا اک نورِ بے ہمتا نے اپنے نور سے پیدا

رہا لاکھوں برس پردے میں یہ اسرارِ قدرت کے
اسی اک نور میں پنہاں رہا کونین کا جلوہ
اسی کی اک توجہ نغمۂ داؤد کی شہرت
اسی ا اک تلطف ابن عمرانؑ کا ید بیضا
اسی کے نور سے پائی تجلی حسن یوسفؑ نے
اسی کے در سے حکم ''قم باذنی'' لے گئے عیسیٰؑ
یہی جلوہ تھا عبداللہؓ کی تنویر پیشانی
یہ جلوہ پیکر انساں میں جب آیا محمد ﷺ تھا ☆۳۹

ثنائے خواجہ، نشید حضوری، نعتیہ قطعات، کیف مسلسل اور مطلع فاران کے نعت گو حافظ لدھیانوی ایک میلادیہ نعت کا آغاز یوں کرتے ہیں:

وہ صبح نور آ پہنچی، سیاہی چھٹ گئی یکسر
سحر نے نور پھیلایا در و بامِ تمنا پر ☆۴۰

اختر علی رحمت صہبا اختر کہتے ہیں:

وہ محمد ﷺ جس کی خاطر دو جہاں پیدا ہوئے　　جس کے صدقے میں زمین و آسماں پیدا ہوئے
وہ محمد ﷺ نور تھا جس کا سراپائے یقیں　　خلقت آدمؑ تھی جب کہ درمیانِ ماوطیں
تا ابد جو حسن دوعالم کا مقصد ہوگیا　　وہ ازل کا نور سمٹا تو محمد ﷺ ہوگیا ☆۴۱

موزونئ طبع کے باب میں نورِ مصطفیٰ (ﷺ) کا تذکرہ بہ اجمال بھی کیا جائے تو یہ مضمون اس کا متحمل نہیں ہوسکتا، اس لیے اُس جشن مسرت کا ذکر کرتے ہیں جب حضور سرور کونین ﷺ نے عالم انسانیت کو اپنی آمد سے سربلند اور سرفراز فرمایا۔ ہم جانتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سب انبیا و رُسل نبی آخرالزمان ﷺ کی آمد کی خبر دیتے رہے۔ نثر میں سیرتِ سرکار ﷺ لکھنے والوں کی طرح نظم میں نذرانۂ عقیدت پیش کرنے والے بھی ان بشارات کا ذکر کرتے رہتے ہیں، مثلاً:

رسل ﷺ اور انبیا جتنے بھی اس دنیا میں آئے ہیں
نوید آمد سرکار ﷺ اپنے ساتھ لائے ہیں ☆۴۲
(صابر القادری)

ربیع الاوّل

اس امر پر اتفاق ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت مکہ معظمہ میں دوشنبہ کے دن، ربیع الاوّل کے مہینے میں ہوئی۔ ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی اپنی کتاب ''علموا اولادکم محبۃ رسول اللہ'' میں ولادت کے مہینے ربیع الاوّل کی شان میں یوں تر زبان ہوتے ہیں۔ ''کیا آپ دیکھتے نہیں کہ فصل ربیع سب سے اچھا اور معتدل موسم ہے۔ اس میں کپکپا دینے والی سردی ہوتی ہے، نہ جھلسا دینے والی گرمی، اس میں نہ رات لمبی ہوتی ہے نہ دن۔ اور یہ موسم خزاں، جاڑے اور سرگرمیوں کے موسموں کی تمام بیماریوں سے پاک ہوتا ہے۔''[☆۴۳]

اس پاک موسم میں ہمارے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثنا بی بی آمنہؓ کے گھر تشریف لائے تو پھر شعرا عظام نعت نبوی ﷺ میں زمزمہ سنج ہوتے ہوئے اس مبارک مہینے کی تعریف کیوں نہ کریں۔

زہے نصیب کہ ماہِ مبارک آ پہنچا
کہ جس سے ٹوٹ گے گردشوں کے شیش محل (نازش حیدری)[☆۴۴]

پیارے ربیع الاوّل، تیری جھلک کے صدقے
چمکا دیا نصیبہ صبح شب ولادت (حسن رضا بریلوی)[☆۴۵]

ماہِ میلادِ نبی ﷺ کی اللہ اللہ تابشیں
ذرہ ذرہ دہر کا ہے ایک تارا نور کا (علامہ ضیاء القادری)[☆۴۶]

اے ربیع الاوّل، اے اسلام کے ماہِ مبیں
تیرے باعث خلق نے دیکھا نظارہ نور کا (یوسف حسین نور القادری)[☆۴۷]

کیا ربیع الاوّل آیا لے کے تحفہ نور کا
جس نے دیکھا، ہوگیا وہ دل سے شیدا نور کا (محمود رضوی)[☆۴۸]

از ربیع اوّلیں سرسبز شد دشت و چمن
عندلیب خوشنوا بر شاخ گل شہ نغمہ زن[☆۴۹]

لسان الحسان علامہ یعقوب حسین ضیاء القادری بدایونی کے مجموعہ ہائے نعت تجلیات نعت، خزینۂ بہشت، نغمہ ہائے مبارک اور نغمۂ ربانی پہلے اشاعت پذیر ہوچکے تھے۔ ماہنامہ

''نعت'' لاہور کے جولائی اور اگست ۱۹۸۹ء کے دو شماروں میں ان کی ایسی نعتیں مختلف جرائد و رسائل سے جمع کر کے چھاپ دی گئیں جو ان مجموعہ ہائے نعت میں شامل نہ تھیں۔ انھوں نے نے ماہِ ربیع الاوّل کی تعریف میں کئی نعتیں کہیں، میلادیہ نعتوں میں کئی شعر اور کئی بند اس ماہِ مبارک کی مدح میں کہے۔ ان کی پانچ باقاعدہ نعتوں کے کچھ شعر نذرِ قارئین کیے جاتے ہیں۔ (ان پانچوں نعتوں میں بالترتیب ۱۷، ۲۳، ۸، ۱۲ اور ۱۴ اشعار ہیں)

اللہ اللہ شرف و شانِ ربیع الاوّل		عرش ہے مسندِ سلطانِ ربیع الاوّل ☆۵۰

ملت کا ماہ پارہ ماہِ ربیع الاوّل		ہوتا ہے جلوہ آرا ماہِ ربیع الاوّل ☆۵۱

آئینہ نظر ہے ماہِ ربیع الاوّل		گردوں پہ جلوہ گر ہے ماہ ربیع الاوّل ☆۵۲

ظہورِ نورِ خدا سراسر ربیع الاوّل شریف میں ہے
فضائے کون و مکاں منور ربیع الاوّل شریف میں ہے ☆۵۳

ہے عید ولادت عالم میں، آغاز ربیع الاوّل ہے
محبوب ﷺ خدا کی نسبت سے اعزاز ربیع الاوّل ہے ☆۵۴

علامہ ضیاء الاقادری کے اسی موضوع پر چند اور اشعار بھی دیکھیے:

جلوہ محبوبِ ربّ ذوالجلال آیا نظر
ماہِ میلادِ مبارک کا ہلال آیا نظر ☆۵۵

☆

ربیع الاوّلیں کا پاک و خوش منظر مہینا تھا
یہ روشن چاند شرحِ آیت ''نورِ مبینا'' تھا
مبارک بارھویں تاریخ تھی اور پیر کا دن تھا
شرف کی رات، عزت کی سحر، توقیر کا دن تھا ☆۵۶

☆

ہوگی پھر جلوہ نما شانِ ربیع الاوّل
ہوگا طالع مہ تابانِ ربیع الاوّل
ہوگا پھر عرش سے اعلانِ ربیع الاوّل
ہوں گی پھر رحمتیں قربانِ ربیع الاوّل

مرحبا رحمت باری کا مہینہ آیا
☆۵۷
جلوہ فرمائے جہاں ماہِ مدینہ آیا

بہت سے اور شعرا نے بھی ربیع الاوّل ردیف کے ساتھ نعتیں کہی ہیں چند شعرا کے مطلعے دیکھیے:

دیکھ کر مہ کو پرستار ربیع الاوّل
☆۵۸
مہر ہے غاشیہ بردارِ ربیع الاوّل

(غلام احمد شہید)

کر دیا چاند نے اعلانِ ربیع الاوّل
☆۵۹
اب دل و جاں سے ہو قربانِ ربیع الاوّل

(پروفیسر حامد حسن قادری)

اک نظر مجھ پہ بھی اے جان ربیع الاوّل
☆۶۰
میں بھی ہوں ایک ثناخواں ربیع الاوّل

محبوبِ ﷺ خدا بن کے آئے مہمان ربیع الاوّل کے
☆۶۱
قربان ربیع الاوّل کے، قربان ربیع الاوّل کے

ذکر میلاد ہے عنوانِ ربیع الاوّل
☆۶۲
اللہ اللہ سر و سامانِ ربیع الاوّل

(حافظ مظہر الدین)

اہل دل جانتے ہیں شان ربیع الاوّل
☆۶۳
آنکھ والوں کو ہے عرفان ربیع الاوّل

پھر آ گیا ہے مہینا ربیع الاوّل کا
☆۶۴
لبوں پہ پھر ہے قصیدہ ربیع الاوّل کا

ربیع الاوّل کی لیلۃ القدر کے مہ سرفراز آئے
☆۶۵
نصیب دنیائے حسن چمکا، حسین بدرو حجاز آئے

(عزیز حاصل پوری)

بجی ہے محفل جنت ربیع الاوّل کی
☆۶۶
ہر اک زبان پہ ہے مدحت ربیع الاوّل کی

(محمد سعید ادب سیمابی)

مرحبا صلِ علیٰ ماہِ ربیع الاوّل
☆۶۷
فخر ہر ماہ ہوا ماہِ ربیع الاوّل

(محمد غلام رسول القادری)

کچھ شعرا نے حضور رسول کریم الطافِ عمیم علیہ التحیۃ والتسلیم کی بارگاہ میں ہدیہ ارادت پیش کرتے ہوئے جہاں ولادت پاک کا ذکر کیا ہے، وہاں کہیں کہیں ماہِ ربیع الاوّل کی بھی تعریف کی ہے، مثلاً:

اے اوّلِ ربیع اس آمد پہ میں نثار
اس کبریا کی دولت سرمد پہ میں نثار
الطاف و فیض و رحمت بے حد پہ میں نثار
وہ نعمت بہشت، محمد ﷺ پہ میں نثار
دوزخ کا اب نہ خوف، نہ دھڑکے عذاب کے
☆۶۸
توحید خود بتائے گی رستے صواب کے

(شاد عظیم آبادی)

ہے علم سب کو، میں کیا بتاؤں کہ کیا ہے ماہِ ربیع الاوّل
☆۶۹
بشارتِ آمد نبی ﷺ دے رہا ہے ماہِ ربیع الاوّل

(شفیق الدین شارق)

بارک اللہ ہے کیا شانِ ربیع الاوّل
ہیں شگفتہ گل بستانِ ربیع الاوّل
کیوں نہ ہو جاؤں میں قربان ربیع الاوّل
ہر کہ و مہ ہے ثناخوانِ ربیع الاوّل

ارض سے تا بہ فلک نور سے معمور ہے آج
ہر ملک جن و بشر شاد ہے، مسرور ہے آج [۷۰]

(حافظ محمد یعقوب اوج گیاوی)

غیر مسلم شعرا نے بھی محسن انسانیت ﷺ کی تعریف و ثنا میں نغمہ ریزی کی ہے۔ ماہِ ربیع الاوّل کے حوالے سے غیر مسلموں کا نذرانہ عقیدت دیکھیے:

وہ ربیع الاوّل و دوشنبہ و وقتِ سحر
مرحبا اہلاً و سہلاً حضرتِ خیرالبشر ﷺ [۷۱]

(رانا بھگوان داس بھگوان)

ربیع الاوّل آتے ہی جہاں میں تازگی آئی
گلستانِ تمنا میں بہارِ سرمدی آئی
اسی کی بارہویں شب بھی بہ شانِ دلبری آئی
ندا یہ غیب سے آئی کہ روحِ زندگی آئی
مجسم ہو کے نورِ سرمدی، آیا بشر ہو کر
جنابِ آمنہ کی گود میں آیا پسر ہو کر [۷۲]

(جگن ناتھ کمال کرتارپوری)

بشارت خان آفریدی ارمانؔ اکبرآبادی نے ایک مخمّس میں ربیع الاوّل کے چاند سے خطاب کیا ہے۔ ایک بند دیکھیے:

اے چاند ربیع الاوّل کے، تو آیۂ رحمت لایا ہے
کونین منور جس سے ہوئے وہ نور ہدایت لایا ہے
نبیوں نے پڑھا کلمہ جس کا وہ ماہِ رسالت لایا ہے
اسلام مکمل جس سے ہوا، وہ مہر نبوت لایا ہے
سبحان اللہ سبحان اللہ، اے چاند ربیع الاوّل کے [۷۳]

مرزا فرحتؔ اللہ بیگ دہلوی کی ایک نعتیہ نظم ماہنامہ ''نظام المشائخ'' دہلی کے رسول ﷺ نمبر میں چھپی تھی۔ ۱۴ اشعار کی یہ نظم عید میلاد النبی ﷺ سے متعلق ہے۔ دو شعر

ملاحظہ فرمائیے:

آج وہ دن ہے کہ ظاہر ہوتے ہیں ختم الرسل ﷺ
مرحبا، صل علیٰ کا شور بحر و بر میں ہے
آج وہ دن ہے کہ تھا جس کا جہاں کو انتظار
جشنِ میلادِ مبارک آج ہر اک گھر میں ہے[☆۷۴]

۱۲ ربیع الاوّل

حضور رسول کائنات فخرِ موجودات علیہ السلام والصلوٰۃ نے ۱۲ ربیع الاوّل کو اس دنیائے آب و گل میں ظہور فرمایا۔ علمائے متقدمین نے اس تاریخ پر اجماع نقل کیا ہے، لیکن علامہ شبلی نعمانی نے محمود پاشا فلکی کے حوالے سے یہ لکھ دیا کہ پیر کا دن حساب کی رو سے ۱۲ کو نہیں، ۹ کو بنتا ہے۔ ماہنامہ "نعت" لاہور نے سب سے پہلے اس موضوع پر سیّد محمد سلطان شاہ (اب ڈاکٹر) سے کام کروایا۔ انھوں نے دلائل و براہین سے ثابت کیا کہ یومِ میلادِ سرکار (ﷺ) ۱۲ ہی ہے اور تقویم کی رُو سے حساب ممکن ہی نہیں۔[☆۷۵] بعد میں ان کا یہ مقالہ مزید اضافوں کے ساتھ کتابی صورت میں بھی شائع ہوا۔

ماہنامہ "نعت" کی ڈپٹی ایڈیٹر شہناز کوثر نے اپنی کتاب "حضور ﷺ کا بچپن" میں ۹ ربیع الاوّل کی تردید میں دلائل دیے[☆۷۶] تو ان سے متاثر ہو کر نامور سیرت نگار شاہ مصباح الدین شکیل نے اپنی اہم کتاب "سیرتِ احمد مجتبیٰ ﷺ" کی جلد اوّل کے دوسرے ایڈیشن میں یومِ میلادِ حضور ﷺ کو اس اعتراف کے ساتھ ۹ کے بجائے ۱۲ کر دیا کہ شہناز کوثر کے دلائل نے انھیں قائل کر دیا ہے۔[☆۷۷]

مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے برادرِ خرد حسن رضا خاں بریلوی نے ۱۶ اشعار کی ایک نظم ربیع الاوّل شریف کی بارہویں تاریخ پر کہی ہے، ایک شعر دیکھیے:

ولادتِ شہ دیں ﷺ ہر خوشی کا باعث ہے
ہزار عید پہ بھاری ہے بارہویں تاریخ[☆۷۸]

مشہور نعت گو قمر یزدانی نے بھی اسی زمین میں نعت کہی:

کھلے ہیں غنچے دلوں کے، وفورِ عشرت ہے
نسیم فصل بہاری ہے بارہویں تاریخ[☆۷۹]

نامور تاریخ گو اور نعت نگار صابرؔ براری نے کہا:

نزولِ رحمت داور ہے بارہویں تاریخ
ظہورِ ذاتِ پیمبر ﷺ ہے بارہویں تاریخ ☆۸۰

اس موضوع پر مزید چند اشعار دیکھیے:

ربیع الاوّلِ ذی شاں کی ذیشاں بارہویں آئی
خدا نے جس کی فرمائی ہے بے حد عزت افزائی ☆۸۱

(ضرغامؔ حیدر نقوی)

آ گیا آج وہی یومِ سعید، عید میلاد النبی ﷺ بارہ ربیع الاوّل
ہر مسلمان کے لیے ایک نوید عید میلاد النبی ﷺ بارہ ربیع الاوّل ☆۸۲

(نسیمؔ سحر)

حضور ﷺ کی آمد آمد کا ذکر

حضور سرکارِ دوعالم نورِ مجسم ﷺ کے میلادِ پاک کی خوشی تو مسلم ہے۔ مومن ہی کیسا ہے وہ شخص جو حضور ﷺ کے اس دنیا میں تشریف لانے کے احسانِ خداوندی پر مسرت و انبساط سے مخمور نہ ہو جائے۔ اہل ایمان شعرائے کرام نے تو حضور محبوبِ کبریا علیہ الصلوٰۃ والثنا کی آمد آمد کے تذکرے سے مزا لیا ہے۔ بعض اشعار قارئین محترم کے ذوقِ سلیم کی نذر ہیں۔

اب اندھیرا کفر کا مٹ جائے گا
خلق میں شمس الضحیٰ ﷺ آنے کو ہے ☆۸۳

(سیمابؔ اکبر آبادی)

دیتے آئے جس کی آمد کی خبر سارے نبیؑ
گلشن ہستی میں اب وہ رہنما آنے کو ہے ☆۸۴

(محبوب احمد محبؔ)

ہوئی کافور جن کی وجہ سے سب کفر کی ظلمت
جہاں میں رحمت حق ساتھ لے کر آنے والے ہیں ☆۸۵

(سراجؔ آغائی اکبر آبادی)

سوئے کعبہ عرشِ رب کا تاجدار آنے کو ہے
ہے جہاں جنت بداماں، شہریار آنے کو ہے

☆

فرحت و عیش کے عالم میں ساماں کیا کیا
رحمتیں حق کی جہاں میں ہیں نمایاں کیا کیا
ہیں شگفتہ گل تر، غنچے ہیں خنداں کیا کیا
نجم و اختر ہیں دمِ صبح فروزاں کیا کیا
نور کے تڑکے شہنشاہِ عرب ﷺ آئیں گے
بزمِ آفاق میں وہ خاصۂ رب آئیں گے ☆۸۶

(علامہ ضیاء القادری بدایونی)

زمیں پہ مہ آسماں کی ہے آمد
ضیا بخش کون و مکاں کی ہے آمد

☆

دھوم ہے، شاہنشہ کون و مکاں آنے کو ہے
شور ہے، روحِ روانِ جانِ جاں آنے کو ہے ☆۸۷

(غریب سہارنپوری)

گل نہیں پھولے سماتے ہیں کہ وہ آتے ہیں
شورِ بلبل یہ مچاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں ☆۸۸

(محمد دین فقیر)

مبارک ہو کہ پیدا شاہِ عالم ہونے والا ہے
کہ جس کے نور سے گھر گھر اُجالا ہونے والا ہے ☆۸۹

(محمد اکبر وارثی میرٹھی)

مومنو وقت ادب ہے، آمد محبوب ﷺ رب ہے، جائے آداب و طرب ہے، آمد شاہِ عرب ﷺ ہے غنچے چٹکے پھول مہکے، شاخِ گل پر مرغ چہکے، روتا ہے شیطان یہ کہہ کے،

آمد شاہِ عرب ﷺ ہے

☆

مچی ہے دھوم، پیمبر ﷺ کی آمد آمد ہے
حبیب ﷺ خالق اکبر کی آمد آمد ہے

☆

نہ کیوں آج کعبہ بنے رشکِ گلشن
وہ گل جلوہ فرما ہوا چاہتا ہے ☆۹۰
(جمیل قادری رضوی)

مبارک ہو وہ شہ ﷺ پردے سے باہر آنے والا ہے
گدائی کو زمانہ جس کے در پر آنے والا ہے ☆۹۱
(حسن رضا خان بریلوی)

بحمد اللہ سرکارِ دوعالم ﷺ آنے والے ہیں
مقدر محفلِ کونین کا چمکانے والے ہیں ☆۹۲
(ادیب سیمابی)

آج پیدا کون ایسا تاجور ﷺ ہونے کو ہے
جس کے دروازے پر خم شاہوں کا سر ہونے کو ہے ☆۹۳
(شیخ عبدالرحیم مذاق جبل پوری)

مبارک ہو جنابِ مصطفیٰ ﷺ کی آمد آمد ہے
زمیں پر سربراہِ انبیا کی آمد آمد ہے ☆۹۴
(حفیظ تائب)

محبوب ﷺ خدا ہیں آنے والے
سلطان دنا ہیں آنے والے ☆۹۵
(اختر الحامدی)

جہاں میں شور ہے ہرسو، وہ آتے ہیں وہ آتے ہیں
جو آ کر دین کا ڈنکا بجاتے ہیں وہ آتے ہیں ☆۹۶
(منور بدایونی)

جاگے گا بختِ خفتہ، قسمت چمک اُٹھے گی
آؤ اے خستہ حالو! سرکار ﷺ آ رہے ہیں

☆

نغماتِ نعت گاؤ، سرکار ﷺ آ رہے ہیں
نعرے یہی لگاؤ، سرکار ﷺ آ رہے ہیں

(سیّد محمد ریاض الدین سہروردی)

محیطِ عالمِ امکاں کی آج آمد ہے
کتابِ دہر کے عنواں کی آج آمد ہے ☆۹۸

(عزیز حاصل پوری)

ہلال جعفری

مختارِ کائنات کی آمد کی دُھوم ہے
سرکارِ کائنات کی آمد کی دُھوم ہے
اسرارِ کائنات کی آمد کی دُھوم ہے
آثارِ کائنات کی آمد کی دُھوم ہے

سارا جہان مطلعِ انوار بن گیا ☆۹۹
ہر ذرّہ آج نور کا مینار بن گیا

عبدالمجید صدیقی

پھیلی خبر جو آمدِ خیرالانام ﷺ کی
تھی شش جہت میں دُھوم درود و سلام کی ☆۱۰۰

ذکی قریشی

محمد مصطفیٰ صلِ علیٰ کی آمد آمد ہے
ضیائے محفلِ ارض و سما کی آمد آمد ہے ☆۱۰۱

سعیدہ بلند شہری

حبیبِ حق، رسولِ مجتبیٰ ﷺ کی آمد آمد ہے
شہِ کونین، فخرِ انبیا کی آمد آمد ☆۱۰۲

رہبر چشتی

مبارک ہو، جنابِ مصطفیٰ ﷺ کی آمد آمد ہے
زمیں پر سربراہِ انبیا ﷺ کی آمد آمد ہے ☆۱۰۳

عزیز الدین خاکی شاہِ دوسرا ﷺ کی آمد ہے
سرورِ انبیا ﷺ کی آمد ہے ☆۱۰۴

مشہور ہندو نعت گو لالہ چھمی نرائن سخا پر ماہنامہ "نعت" نے ایک پورا شمارہ شائع کیا۔ ان کی دو نعتیں آمد حضور ﷺ سے متعلق، دونوں مطلعے دیکھیے:

کیا زمیں پر ہے یہ اب عرشِ علیٰ کی آمد
ایسی دیکھی ہی نہیں نور و ضیا کی آمد
حق نمائی کو شہِ ہر دوسرا ﷺ کی آمد
فی الحقیقت ہے خدائی میں خدا کی آمد ☆۱۰۵

صبح ولادت

مولانا حسن رضا بریلوی نے "صبح شب ولادت" دہر میں ہونے والی آئینہ بندیوں کا، ظلمت شکن اُجالوں کا اور شگفتن گل ہائے مقدر کا ترانہ گایا ہے اور اس ردیف میں ۵۱ اشعار کہے ہیں:

ملک ازل کا سرور، سب سروروں کا افسر
تختِ ابد پہ بیٹھا صبح شب ولادت
اٹھو حضور ﷺ آئے، شاہِ غیور آئے
سلطان دین و دنیا صبح شب ولادت ☆۱۰۶

علامہ ضیاء القادری نے قافیہ بدل کر ۲۸ شعر کہے:

عالم ہیں خلد ساماں صبح شب ولادت
قدسی ہیں گل بداماں صبح شب ولادت ☆۱۰۷

قمر یزدانی کے تین شعر دیکھیے:

رقصاں ہے عرشِ اعلیٰ صبح شب ولادت
افزوں ہے شانِ کعبہ صبح شب ولادت
انوارِ حق سے تاباں صبح شب ولادت
سامانِ صد بہاراں صبح شب ولادت

☆

چمک اٹھا ہے جس سے عالم امکاں کا ہر ذرہ
وہ صبح پرضیا ہے صبح میلاد رسول اللہ ﷺ ☆۱۰۸

انور جمال کہتے ہیں:

میری سانسیں آپ ﷺ کی صبح ولادت پر نثار
جسکے صدقے میں مری بخشش کی گنجائش ہوئی ☆۱۰۹

سیّد فیضی جالندھری نے کہا:

وردِ ملائک نام ہے کس کا، کس کی ہے یہ صبح ولادت
چھایاہے کیوں یہ نور کا عالم تحت ثریٰ سے تا بہ ثریا ☆۱۱۰

محمد سعادت حسین خاں وارثی شیدا کو سنیے:

جلوہ ساماں وہ صبح ولادت ہوئی یعنی وقت درود و سلام آگیا
راز ہم کو بتانے کو اللہ کا، آج اللہ کا ہم کلام آگیا

☆

ہوئی جلوہ آرا وہ صبح ولادت، وہ دونوں جہاں کا امام آ رہا ہے
ہمیں درس دینے کو دین خدا کا، وہ لے کر خدا کا کلام آ رہا ہے ☆۱۱۱

میلادیہ قصائد

بعض نعت گوؤں نے آقا حضور ﷺ کے میلادِ پاک کے موضوع پر نعتیہ قصائد کہے، مسدس کہے، مثنویاں کہیں۔ یعنی بطورِ خاص اس موضوع پر یا تو کتابیں لکھی گئیں یا طویل نظمیں کہی گئیں۔ غلام احمد شہید کے "نعتیہ قصائد" میں تین اردو قصائد میلادیہ ہیں۔ پہلا قصیدہ ۹۶ اشعار پر مشتمل ہے۔ تین شعر ملاحظہ کیجیے:

ہوا پیدا وہ دریائے حقیقت　　　　کہ جس کا ابر رحمت دُر فشاں ہے
اُسی کے ظاہر و باطن سے پیدا　　　　ہوالظاہر ہوالباطن کی شاں ہے
ہوالاوّل ہوالآخر کا مضموں　　　　اسی کے حسن صورت سے عیاں ہے

دوسرا قصیدہ بحرطویل میں ہے، ۱۵ اشعار میں سے ایک شعر دیکھیے:

اس مہینے میں تجلی کدہ قدس و سر پردۂ وحدت سے ہوا نورِ الٰہی کا ظہور
دم بہ دم مژدۂ دیدار ہے پیہم کہ ہوا جلوہ فزا گلشن ایجاد میں سلطانِ بہار

تیسرا قصیدہ بھی مسجع کی صورت میں بحرِ طویل میں ہے، ۲۷ اشعار ہیں:

نورِ خدا پیدا ہوا، خیرالوریٰ ﷺ پیدا ہوا، بحرِ عطا پیدا ہوا، ابرِ سخا پیدا ہوا
نجم الہدیٰ پیدا ہوا، بدرالدجیٰ پیدا ہوا، شمس الضحیٰ پیدا ہوا، پیدا ہوا شاہِ زمن ☆۱۱۲

سیّد افضل حسین ثابت لکھنوی نے قصیدۂ ولادتِ حضور ﷺ لکھا، ایک شعر دیکھیے:

برستا ہے خدا کا نور ہر سو کوہِ فاراں پر
کہ عالم جلوہ جشنِ میلادِ پیمبر ﷺ کا ☆۱۱۳

مشہور نعت گو منشی امیر احمد امیر مینائی لکھنوی کا ایک ''مسدس دربیانِ ولادتِ باسعادت حضرت سرورِ کائنات ﷺ'' مسمّٰی بہ ''صبحِ ازل'' ۶۶ بندوں پر مشتمل ہے، ایک بند ملاحظہ فرمایئے:

عالم میں ہے اک دھوم کہ سلطاں ﷺ کی ہے آمد
ہر مور کا ہے قول، سلیماں کی ہے آمد
تاریک تھی شب، شمع شبستاں کی ہے آمد
روشن ہے کہ خورشید درخشاں کی ہے آمد
آمد ہے یہ اس نور کی جو نورِ خدا ہے
اس نور سے کیا شانِ خدا جلوہ نما ہے ☆۱۱۴

فدا خالدی دہلوی نے بھی اس نور کی آمد کا تذکرہ اپنے مسدس بعنوان ''صبحِ ولادتِ نبی مکرم ﷺ'' میں کیا ہے، کہتے ہیں:

ارض و سما بنے ہیں اسی نور کے طفیل
تارے چمک رہے ہیں اسی نور کے طفیل
گلشن ہرے بھرے ہیں اسی نور کے طفیل
دونوں جہاں بنے ہی اسی نور کے طفیل
اس نور کا ازل سے ابد تک ہے سلسلہ
یہ نور وہ ہے جس کا طرفدار ہے خدا ☆۱۱۵

انور جمال کے مسدس ''لولاک لما'' کا ایک میلادیہ بند دیکھیے:

تشریف لائے صل علیٰ عافیت مآب
فاراں کی چوٹیوں سے چھنا نور آفتاب

قدرت نے بند کر دیے تاریکیوں کے باب
جشن طرب منانے لگے ثاقب و شہاب
ماحول رقص کرنے لگا، جھومنے لگا
جھک کر فلک زمیں کا بدن چومنے لگا ☆۱۱۶

فیاض احمد کاوشؔ کہتے ہیں:

آگیا حسن نورِ رسالت لیے اور انسانیت کی ہدایت لیے
خالق دوسرا کی عنایت لیے ہر نجابت لیے ہر شرافت لیے ☆۱۱۷

محسن کاکوروی نے ''حالِ ولادتِ اصبح اکرم ﷺ'' میں ایک مثنوی ''صبح تجلی'' لکھی جو ''گلدستۂ محسن کاکوروی'' میں بھی ہے اور ''کلیاتِ نعت محسن'' میں بھی۔

پیدا ہوئے سرورِ دوعالم ﷺ پیدا ہوئے فخر نوحؑ و آدمؑ
پیدا ہوئے حضرتِ پیغمبر ﷺ صبح قدرت کے سعد اکبر ☆۱۱۸

ضیاءؔ القادری بدایونی کی میلادیہ مثنوی ''نغمۂ ربانی'' کا ذکر حاشیہ نمبر ۵۶ میں آچکا ہے۔ یزدانیؔ جالندھری کی ''صبح سعادت'' کا ذکر ناگزیر ہے جس میں دوسرے شعرائے کرام کی طرح پہلے عرب اور دنیا کی حالت بیان کی گئی ہے جس کو سدھارنے کے لیے محسن عالم ﷺ تشریف لائے۔ پھر آقا حضور ﷺ کے اس دنیا میں قدم رنجہ فرمانے کا ذکر ہے:

آمنہؓ کا لختِ دل، نورِ نظر پیدا ہوا
خاندانِ ہاشمی میں اک گہر پیدا ہوا
ابن عبدالمطلبؓ، عبداللہؓ کا درّ یتیم
ذاتِ حق کے بعد جس کی ذات ہے سب سے عظیم ☆۱۱۹

غلام امام شہیدؔ کے بحرطویل کے قصیدے کا ذکر پہلے آچکا ہے، اسی بحرطویل میں اسی قافیے کے ساتھ بیدلؔ، بیانؔ و یزدانی میرٹھی، اور وحیدالدین مفتون کے میلادیہ قصیدے بھی موجو ہیں۔ نمونہ دیکھیے:

حوریں بھی آئیں مہ لقا، باندھا فرشتوں نے پرا، ہونے لگی یہ التجا، ظاہر اے نورِ خدا
ظاہر ہو ختم الانبیا ﷺ، ظاہر ہوا احمد ﷺ مجتبیٰ، آخر کو ظاہر ہوگیا، وہ نورِ ربی دفعتاً ☆۱۲۰
(بیدل)

یٰس لقب پیدا ہوا، مقبول رب پیدا ہوا، مہر عرب پیدا ہوا، ہاشم نسب پیدا ہوا
فخر عرب پیدا ہوا، کنز طرب پیدا ہوا، غفراں طلب پیدا ہوا، پیدا ہوا شیریں دہن ☆۱۲۱

(مفتون)

سر کہن پیدا ہوا، نورِ علن پیدا ہوا، برقِ فتن پیدا ہوا، ابر منن پیدا ہوا
ناوک فگن پیدا ہوا، شمشیر زن پید ہوا، بت خانہ کن پیدا ہوا، اور بت شکن پیدا ہوا
شیریں سخن پیدا ہوا، شیریں دہن پیدا ہوا، مشک ختن پیدا ہوا، دُرّ عدن پیدا ہوا
شاہِ زمن ﷺ پیدا ہوا، ماہِ یمن پید ہوا، سیمیں بدن پیدا ہوا، سیمیں ذقن پیدا ہوا
وہ یاسمن پیدا ہوا، وہ نارون پیدا ہوا، وہ نسترن پیدا ہوا، جس سے چمن ہے دمن ☆۱۲۲

پروفیسر محمد حسین آسی کے ایک طویل میلادیہ قصیدے کا ایک بند (بیان) ملاحظہ ہو:

یعنی وہ مقصودِ زمانہ — سب سے بڑا محبوب ﷺ خدا ہے
نیر فاراں، والیٔ بطحا — مولا کا بندہ، بندں کا مولا
رب کا نائب، جگ کا داتا — حسن مجسم، نورِ سراپا
معنی یٰس، مقصد طٰہٰ — ہادیٔ عالم، رہبر دنیا
مالک جنت، خازن نعما — محسن اعظم، بحر عطایا
سیرتِ رخشاں، صورت زیبا — ظاہر اکمل، باطن یکتا
جس کی صورت سے حق ابھرا — جس کی سیرت سے حق چمکا
جس کے جلوے سے حق پھیلا — فطرت بولی، ہاتف چیخا
حق آیا اور باطل بھاگا — ''ان الباطل کان زھوقا''

فرش پہ اترا عرش کا دولہا
پلٹی جس نے دہر کی کایا ☆۱۲۳

جعفر طاہر کے متعلقہ دو اشعار دیکھیے:

ہونے لگا ہے اب تو سویرا — ابھرا وہ ابھرا مہر منور
فاراں کا ماتھا چمکا، وہ چمکا — بدلا وہ بدلا صحرا کا منظر ☆۱۲۴

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضور سرورِ کونین ﷺ کے

میلادِ پاک کے بارے میں فرمایا:

از عالم پاک آمدی، مقصود لولاک آمدی ☆۱۲۵
بس چست و چالاک آمدی، جانہا فدایت مرحبا

مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ دہلوی نے اس موضوع پر یوں قلم اٹھایا ہے:

جلوۂ اوّل کہ حق بر خویش کرد　　مشعل از نورِ محمد ﷺ پیش کرد
شدعیاں زان نور، در بزم ظہور　　ہر چہ پنہاں بود از نزدیک و دور
نورِ حق است احمد ﷺ و لمعانِ نور　　از نبی ﷺ در اولیاء دار و ظہور
جلوۂ حسن ازل مستور نیست　　لیک اعمیٰ را نصیب از نور نیست
ہر کہ اور انورِ حق نیر و فزاست　　ہر چہ از دے خواہستی، ہم از خداست ☆۱۲۶
در سخن در مولد پیغمبر ﷺ است　　بزم گاہِ دلکش و جاں پرور است

مرزا محمد علی سروشؔ اصفہانی (وفات ۱۳۸۵ھ) نے بہت سے نعتیہ قصیدے کہے جن میں سے کئی "در تہنیت ولادتِ باسعادت حضرتِ پیغمبر ﷺ" ہیں۔ ایک قصیدے سے چند اشعار بطور نمونہ دیے جاتے ہیں:

گردید تر آمد برمن، خوب تر آمد　　دیر آمد و خوب آمد پیغمبر ﷺ مختار
تا تیرگی کفر ز عالم بزد اید　　آمد سوئے این عالم از عالم انوار
انگیختہ شد از پئے این، عیسیٰ مریمؑ　　کز آمدنش مژدہ فرستد سوئے اقطار
آن کس کہ پذیرفتش و آنکس کہ نیز رفت　　خواند بسوئے جنت در اند بسوئے نار
امروز پئے این کہ نبی زاد در این شب　　جبریلؑ فرود آمد از گنبد دوّار
امروز از این رو کہ نبی زاد درین شب　　بنشتہ غمین دید لعین رُوئے بدیوار ☆۱۲۷
خواندند بنام آن ہمہ را قصر ولادت　　بازینت و بازیور و پیرایۂ بسیار

میر اقبق کاظمی امروہوی نے بہت سے میلادیہ قصائد کہے ہیں، مطلع نذرِ قارئین ہیں:

ہوا بدلی، بہار آئی، ملا موقع مسرت کا
پلا ساقی مئے باقی کہ جوش ابھرے طبیعت کا

☆

شعورِ شعر نے کی جب سے نطق آرائی
ہوا طبیعت موزوں کو شوقِ گویائی

کیا بزمِ جہاں میں روشنی ہے
ظلمت کافور ہوگئی ہے

☆

ارادہ خود نمائی کا کیا اللہ نے جس دم
بنایا سب سے پہلے نورِ پاک سیّد عالم ﷺ

☆

نرالی شان دیکھی گلشنوں میں سبزہ زاروں میں
نظر آئی عجب نیرنگیٔ قدرت بہاروں میں

☆

ہزار شکر خدائے واحد کہ شاہِ وحدت نواز آئے
نبی ہجدہ ہزار عالم بسر زمین حجاز آئے

☆

جہانِ انسانیت کو مژدہ ہو، کامل انساں جہاں میں آئے
ادب سے تعظیم کو سب اٹھیں، جہاں کے سلطاں جہاں میں آئے

☆

مبارک باد، اس دنیا میں وہ عالی مقام آیا
کہ طغرائے سرِ عرشِ معلّٰی جس کا نام آیا

☆

نبیؐ اُمیؐ، اُمِ القریٰ ﷺ لے کر کتاب آیا
جہانِ جہل میں اک علم پرور انقلاب آیا ☆۱۲۸

علیم ناصری:

اللہ اللہ! یہ اعزازِ ربیع الاوّل
جس میں انعامِ خداوند کا برسا بادل ☆۱۲۹

عارف سیمابی:

آپ کی تشریف فرمائی سے تکمیلِ بہار
آپ کے حسنِ تبسم سے گل خوشتر زمیں ☆۱۳۰

قمر میرٹھی:

آئی بہار دل کشا
چلنے لگی ٹھنڈی ہوا ☆۱۳۱

زکی کیفی:

پردے اُٹھے نگاہ سے، ہر شے نکھر گئی
تنویرِ صبح رات کے رُخ پر بکھر گئی

☆

آئے وہ جن کے دم سے ہے رونق بزمِ رنگ و بو
بزمِ رسل کے تاجدار، محرم رازِ کن فکاں ☆۱۳۲

میلادیہ مسدس

نعت گو شعرا نے منظوم مدحتِ سرکار (ﷺ) قصیدہ مثنوی غزل، مسدس، مخمس، مثلث، قطعہ، رباعی ہر صورت میں کی ہے۔ مدح وثنائے آقا و مولا (علیہ التحیۃ والثنا) کرنے والوں نے نظم کی ہر ہیئت میں دادِ سخن دی ہے۔ مختلف حوالوں سے چند مسدساتِ نعت کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ ذیل میں کچھ اور میلادیہ مسدسوں کا ایک ایک بند دیا جاتا ہے۔

امیر مینائی لکھنوی:

لو آج ولادت ہے شہ عقدہ کشا کی واجب ہے خوشی جلوۂ محبوب ﷺ خدا کی
رونق ہے عجب آج کے دن ارض و سما کی ضو بڑھ گئی ہے مشتری و ماہ و سہا کی
یہ گنج سعادت ہے، یہ خالق کی عطا ہے
گھر گھر جو بجے نوبت شادی تو بجا ہے ☆۱۳۳

ارشد دہلوی:

عالم میں جو تھی سیّد ابرار ﷺ کی آمد مکی، مدنی احمد ﷺ مختار کی آمد
آفاق میں خاقان جہاندار کی آمد کونین کے، دارین کے سردار کی آمد
گھر آمنہؓ بی بی کا منور ہوا سارا
وہ آئنہ خانہ کی طرح گھر ہوا سارا ☆۱۳۴

ممتاز گنگوہی:

اے خاک تیرا عرش سے بالا نصیب ہے — یہ حاملانِ عرش کا غوغا عجیب ہے
جھک جائے تجھ پہ عرش، وہ موقع قریب ہے — آتا ہے آج وہ جو خدا کا حبیب ﷺ ہے

بالا جو لامکاں سے ترا افتخار ہے
یہ آمد رسول ﷺ کی بہار ہے ☆۱۳۵

سراج آغائی:

وہ شمس الضحیٰ ﷺ آج تشریف لائے — وہ بدرالدجیٰ آج تشریف لائے
وہ شاہ ہدیٰ آج تشریف لائے — وہ کہف الوریٰ ﷺ آج تشریف لائے

عرب کی سیہ بختیاں دُور ہوں گی
یہ کل بستیاں آج پرنور ہوں گی ☆۱۳۶

شاد عظیم آبادی:

تا عرش ہے ولادتِ مولا کی دُھوم دھام — ہے قدسیوں کا خانۂ ہاشم میں ازدحام!
مملو ملائکہ سے ہے بیت خدا تمام — خالی نہیں ہے رحمت حق سے کوئی مقام

محبوب ﷺ حق عدم سے ہیں تشریف لانے کو
آج آپ سرفراز کریں گے زمانے کو ☆۱۳۷

اختر الحامدی:

تاریکیوں کا دور دلِ مضمحل گیا — چمکا نصیب، گوہر مقصود مل گیا
ملت کے دل کا غنچۂ افسردہ کھل گیا — ہستی کا چاک دامن اُمید سل گیا

وہ نورِ چشم آمنہؓ پاک آگئے
دنیا میں آج سیّد لولاک ﷺ آگئے ☆۱۳۸

ہلال جعفری:

طے ہو رہے ہیں بزمِ دوعالم کے مرحلے — جاری ہیں قدسیوں کی بھی آمد کے سلسلے
غلمانِ خلد آئے ہیں خدمت کے واسطے — حوریں بھی صف بہ صف میں گل تہنیت لیے

دہلیز آمنہؓ میں ملک ہیں سجود میں
اب آ رہا ہے نورِ محمد ﷺ وجود میں ☆۱۳۹

جوشؔ ملیح آبادی:

گرد بیٹھی کفر کی، اُٹھی رسالت کی نگاہ　　گر گئے طاقوں میں بت، خم ہوگئی پشت نگاہ
چرخ سے آنے لگی پیہم صدائے لا الٰہ　　ناز سے کج ہوگئی آدم کے ماتھے پر کلاہ

آتے ہی ساقی کے، ساغر آگیا، خم آگیا
رحمت یزداں کے ہونٹوں پر تبسم آگیا [۱۴۰]

سیّد محمد علی آذرؔ جالندھری:

فخرِ آدم رحمۃ للعالمیں ﷺ پیدا ہوئے　　گھر میں عبداللہؓ کے ختم المرسلیں ﷺ پیدا ہوئے
انبیا کی بزم کے کرسی نشیں پیدا ہوئے　　شاہد حق، مالکِ دنیا و دیں پیدا ہوئے

وہ ہوئے پیدا جہاں جن کے لیے پیدا ہوا
یہ زمیں، یہ آسماں جن کے لیے پیدا ہوا [۱۴۱]

نسیمؔ امروہوی:

کیا ان سے پہلے رنگ جہاں تھا، سنا بھی ہے
بوجہل سا کبھی کوئی جاہل ہوا بھی ہے
واقف تھا اس سے کون، کوئی کبریا بھی ہے
آنے سے ان کے، سب نے یہ جانا، خدا بھی ہے

ان ظلموں میں نور جو پھیلا جناب ﷺ کا
شب کٹ گئی، ظہور ہوا آفتاب کا [۱۴۲]

خادمؔ اجمیری:

وقارِ حسن یوسف، شوکت نوحؑ جلیل آئے
دلیل عظمت عیسیٰؑ، تمنائے خلیلؑ آئے
عجب انداز سے ساقیٔ نر سلسبیل آئے
سلامی کو فرشتے ہم رکابِ جبرئیلؑ آئے

زہے صل علیٰ نورِ جبین عظمت آدم
خوشا محبوبِ ربّ العالمیں، پیغمبر اعظم ﷺ [۱۴۳]

محمد صابر القادری نسیم بستوی:

فرشتوں سے کہہ دو، سروں کو جھکا لیں کہ محبوبِ ﷺ ربّ الانام آ رہا ہے
فرشتوں کی بزمِ درخشاں کو دیکھو، نبوت کا ماہِ تمام آ رہا ہے
فلک سے زمیں تک ہے رحمت کی بارش، شہنشاہِ عالی مقام آ رہا ہے
شرف جس سے انسانیت کو ملا ہے، لیے زندگی کا پیام آ رہا ہے
نسیم سحر گنگناتی ہے نغمے، گلستاں میں ہے آج جشن بہاراں
بہارِ مسرت کی ہے آمد آمد، اندھیروں میں ہے اہتمامِ چراغاں ☆۱۴۴

شمیم جالندھری:

آج وہ دن ہے کہ برسا آسماں سے ابرِ نور
آج کے دن جوش پر تھی رحمت ربّ غفور
آج بطحا میں کیا شاہِ دوعالم ﷺ نے ظہور
ہوگیا روشن خدا کے نور سے نزدیک و دُور
قل ہو اللہ احد سے گونج اٹھا بت کدہ
بجھ گیا ایران کا جلتا ہوا آتش کدہ ☆۱۴۵

شریف شیوہ:

سج دھج سے لگ رہا ہے، وہی آ رہے ہیں آج
سب ذرّے آفتاب بنے جا رہے ہیں آج
ہفت آسماں زمیں پہ بچھے جا رہے ہیں آج
غنچے دلوں کے، پھول بنے جا رہے ہیں آج
دنیا کے آب و گل میں نیا انقلاب ہے
نورِ خدا کا پیش نظر آفتاب ہے ☆۱۴۶

حنیف نازش قادری:

آگئے، جن کی نظارے جستجو کرتے رہے
جن کے بارے میں ستارے گفتگو کرتے رہے

جن کی خاطر پھول شبنم سے وضو کرتے رہے
انبیا بھی جس نبیﷺ کی آرزو کرتے رہے

ہر خوشی لکھی گئی، ہر بہتری لکھی گئی ☆۱۴۷
آپﷺ آئے، تیرگی پر روشنی لکھی گئی

لسان الحسان علامہ ضیاء القادری بدایونی:

جن کی خاطر سے ہوئی کون و مکاں کی تشکیل — جو بنے آئینۂ معرفتِ ربِ جلیل
ہیں جو منجملۂ آثارِ مناجاتِ خلیل — ہیں حسینانِ دوعالم میں جو محبوبِ جمیل

بزمِ خوباں ہیں وہ خیر سے آنے والے ☆۱۴۸
پھر ہیں عشاق کو وہ جلوہ دکھانے والے

وحیدہ نسیم:

چشمِ آدمؑ نے پائی بینائی — بڑھ گئی ہے زمیں کی رعنائی
عرش نے جھک کے کی پذیرائی — خاکِ بطحا سے یہ ندا آئی

لال یہ آمنہؓ مبارک ہو ☆۱۴۹
نور صل علیٰ مبارک ہو

ثاقبؔ دہلوی:

جلوہ افروزِ جہاں ہادیٔ اسلامﷺ ہوئے — آج بگڑے ہوئے آراستہ سب کام ہوئے
آج اللہ کے دنیا پہ ہیں انعام ہوئے — دُور عالم کے دلوں سے غم و آلام ہوئے

آج پیدائشِ محبوبِ خداﷺ کا دن ہے ☆۱۵۰
شادمانی و مسرت کا دعا کا دن ہے

جگرؔ مراد آبادی:

ہر زمانے میں پیمبر بھی، نبیؐ بھی آئے — مصلحِ ملی و ملکی بھی، رشی بھی آئے
حق کے جوئندہ بھی اور حق کے ولی بھی آئے — واقف و محرمِ سرِ ازلی بھی آئے

آئے دنیا میں بہت پاک و مکرم بن کر ☆۱۵۱
کوئی آیا نہ مگر رحمتِ عالم بن کر

کاملؔ جوناگڑھی:

ناگہاں آیا خدا کا بحر رحمت جوش میں　　جوش پیدا ہوگیا ہر ہستی خاموش میں
نعرۂ تکبیر کی پہنچی صدا ہر گوش میں　　ہوش میں آنا تھا جس کو، آگیا وہ ہوش میں
مہرباں بندوں پر اپنے، حق تعالیٰ ہوگیا
نورِ احمد ﷺ سے مٹی ظلمت، اُجالا ہوگیا ☆۱۵۲

جوشؔ سہرامی:

ظہورِ نورِ نبوت کا آج ہے شہرہ　　تجلی وہ کہ ہے خورشید جس سے شرمندہ
عجب جہان میں چھایا ہے حُسن کا جلوہ　　ہر اک نہال سے پیدا ہے نور کا غنچہ
زبانِ قدس پہ صل علیٰ کے ہیں نغمے
فضا میں گونج رہے ہیں سلام کے نغمے ☆۱۵۳

ماہرؔ القادری:

یہ جہانِ آب و گِل مدت سے تاریکی میں تھا　　تھی مسلط ہر طرف ظلم و جہالت کی گھٹا
کاروانِ زندگی بہکا ہوا، بھٹکا ہوا　　سارا عالم ایک سکتہ، ساری دنیا اک خلا
اہل دانش بھی فریب جہل میں آئے ہوئے
بے یقینی کے اندھیرے ذہن پر چھائے ہوئے ☆۱۵۴
صبح کی طرح نمودار ہوا دین مبیں　　بے یقینی کے اندھیرے کو ملا نورِ یقیں
شرک کے پاؤں کے نیچے نہ ٹھہرتی تھی زمیں　　خاک میں مل کے رہا کفر کا ناز و تمکیں
سب پرستوں کے لیے ذلت و رُسوائی تھی
لات و عزیٰ پہ قیامت کی گھڑی چھائی تھی ☆۱۵۵

دلبرؔ شاہ دلبر:

با ایں ہمہ نوازشِ تقدیر دیکھیے　　دست قضا و قدر کی تحریر دیکھیے
گم کردہ راہ قوم کی توقیر دیکھیے　　پوشیدہ ظلمتوں میں یہ تنویر دیکھیے
جس نورِ لم یزل کا نہ سایہ تھا دُھوپ میں
پیدا ہوا کہیں سے محمد ﷺ کے روپ میں ☆۱۵۶

نور جہاں نور بدایونی:

آ گیا اقلیم اکملت لکم کا شہریار صاحبِ معراج و رفرف آستاں عالی وقار
ملتِ اسلامیہ کا آخری وہ تاجدار سایہ دارِ علم، میدانِ عمل کا شہسوار
پیر کانپے کفر کے، باطل کا دل تھرا گیا
فوجِ حق لے کر پہ سالارِ اعظم آ گیا ☆۱۵۷

شمیم امروہوی:

کھلے نورِ واحد پہ اسرارِ ذات چمکنے لگی چاند تاروں سے رات
ہوئی شب نوازوں کو سورج سے مات منور ہوئے عالم شش جہات
فلک سے زمیں تک اُجالا ہوا
محمد ﷺ کا یوں بول بالا ہوا ☆۱۵۸

نسیم بستوی:

فرشتوں سے کہہ دو سروں کو جھکا لیں کہ محبوب رب الانام ﷺ آ رہا ہے
فرشتوں کو بزمِ درخشاں کو دیکھو، نبوت کا ماہِ تمام آ رہا ہے
فلک سے زمیں تک ہے رحمت کی بارش، شہنشاہِ عالی مقام آ رہا ہے
شرف جس سے انسانیت کو ملا ہے، لیے زندگی کا پیام آ رہا ہے
نسیم سحر گنگناتی ہے نغمے، گلستاں میں ہے آج جشنِ بہاراں
بہارِ مسرت کی ہے آمد آمد، اندھیروں میں ہے اہتمامِ چراغاں

☆

نبیِ محترم ﷺ فخرِ زمین و آسماں آئے سراپا رحمتِ عالم، بہارِ گلستاں آئے
نبی الانبیا آئے، امامِ مرسلاں ﷺ آئے پناہِ خلق آئے، غم گسارِ بیکساں آئے
وہ آئے، باثِ تخلیقِ عالم جن کی ہستی ہے
وہ آئے جن کی رحمت کے لیے دنیا ترستی ہے ☆۱۵۹

مسرور انہونوی:

بارہ ربیع اولیٰ کو ہنگامِ صبح پیر آیا جو وہ مجمۂ رحمت قدیر
"صلوا" "وسلموا" کا ہوا شورِ عرش گیر آتش کدوں کی سرد ہوئی دفعتاً سعیر

کنگورے چار وہ گرے کسریٰ کے قصر سے
ہیبت سے بند لب ہوئے شاہین عصر کے ☆۱۶۰

جعفر ملیح آبادی:

اے نورِ حق حبیب خدا، فخر روزگار دمساز بے کسوں کے، غریبوں کے غمگسار
مولائے کائنات، دوعالم کے تاجدار تو آبرو زمین کی، تو عرش کا وقار
تھا زندگی کی صبح درخشاں ترا وجود
اور دردِ کائنات کا درماں ترا وجود ☆۱۶۱

فیض محمد گوہر جعفری:

آگیا آمنہؓ کا لختِ جگر، خوب ہوا جو خدا کا بھی، خدائی کا بھی محبوب ہوا
پورا ہر طالب دیدار کا مطلوب ہوا وہ عمل لایا کہ کردار کا اسلوب ہوا
جس کے انوار کی تابندگی ہرسو پھیلی
جنت خلد کی ہر چارسو خوشبو پھیلی ☆۱۶۲

میر حیدر کمال امروہوی:

علم باری ہی میں تھا محدود رازِ ہست و بود امتزاج آب وگل سے جب تھے نامحرم وجود
شکل آدمؑ میں ہوا نورِ محمد ﷺ جلوہ گر جس کے آگے قدسیوں کے سر جھکے بہر سجود
جھک گئے قدسی جو دیکھا قد آدم آئنہ
حضرتِ آدمؑ تھے گویا قد آدم آئنہ ☆۱۶۳

یاور عباس:

چمکا دیے ظہور و تجلی نے بام و در ہر راہ بند ہوگئی اربابِ حرص پر
راہِ فرار تھی، نہ کوئی گوشۂ مفر اک سیل نور آ کے رُکا آمنہؓ کے گھر
پھولوں سے گود بھر گئی، دل شاد ہوگیا
کاشانۂ خلیلؑ پھر آباد ہوگیا ☆۱۶۴

انور جمال:

لب کی امنگ، دل کی طلب، جاں کی آرزو صدیوں زماں مکاں کو رہی اس کی جستجو
بے چین گلشنوں میں صبا، جنگلوں میں لو اس کے ظہور کے لیے بے کل تھے چارسو

تسکین کائنات کا پیغام آگیا
وہ آگیا تو زیست کو آرام آگیا ☆۱۶۵

نشاطؔ واسطی:

دنیا میں آج آمد خیرالانام ﷺ ہے　　چاروں طرف صدائے درود و سلام ہے
حور و ملائکہ کا بڑا ازدحام ہے　　خلقت پہ آج رحمت خالق تمام ہے
پھوٹی ہے تیرگی میں کرن آفتاب کی
آمد ہے اس جہاں میں رسالت مآب ﷺ کی ☆۱۶۶

رشید وارثی نے ''میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے پانچ حروف کی فضیلت'' کے موضوع پر ایک طویل مسدس (۱۳ بند) لکھا ہے۔ پہلا بند دیکھیے:

کس ناز آفریں کا جہاں میں ورود ہے　　عرشِ بریں سے بارشِ عطر درود ہے
دنیا میں عام رحمت ربِّ ودود ہے　　ہر چیز کائنات کی محو سجود ہے
آمد ہے آج سرورِ خیرالانام ﷺ کی
خوشبو مہک رہی ہے درودو سلام کی ☆۱۶۷

میلادیہ مخمس

نعتیہ مسدس اردو میں بہت لکھے گئے جن چند مسدسوں کا نمونہ اوپر دیا گیا ہے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ صرف انھی شعرا نے میلادیہ مسدس کہے ہیں۔ اسی طرح دوسری اصناف سخن میں بھی میلادِ سرکار (ﷺ) کے ذکر میں جو کچھ کہا گیا ہے، وہ سارا اس مضمون میں نہیں آسکتا۔ محدود صفحات میں جتنا کچھ مواد قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا جاسکتا ہے، کیا جاتا ہے۔ محدثِ اعظم کچھوچھوی حضرت سیّد احمد کے ایک میلادیہ مخمس کا ایک بند ملاحظہ فرمائیے:

ازل کی صبح کے مہر مبیں تشریف لاتے ہیں　　شبستانِ ابد کے مہ جبیں تشریف لاتے ہیں
نگاہِ کبریا کے نازنیں تشریف لاتے ہیں　　ظہورِ شانِ ربّ العالمیں تشریف لاتے ہیں
جناب رحمۃ للعالمیں ﷺ تشریف لاتے ہیں ☆۱۶۸

انورؔ فیروز پوری:

ذرّے ذرّے نے ادب سے دی صدا تسلیم کی

قدسیوں نے لیں بلائیں نورِ باتکریم کی
آپ آئے اور بیت اللہ نے تعظیم کی
دولت رحمت خدائے پاک نے تقسیم کی
مرحبا صل علیٰ خیرالبشر ﷺ پیدا ہوئے ☆۱۶۹

اقبال سہیل اعظم گڑھی:

وہ موجِ بے قرار اٹھی ہے عمانِ تجلی سے　　زمانہ جگمگا اٹھا ہے فیضانِ تجلی سے
شبستانِ جہاں روشن ہوا شانِ تجلی سے　　ہوئی ظلمت گریزاں جوشِ طوفانِ تجلی سے
رسالت کے افق پر نورِ حق کا آفتاب آیا ☆۱۷۰

سیماب اکبر آبادی:

زیب کنارِ آمنہؓ ہے شرف علا کا چاند　　اور کہاں ہوا طلوع ایسی نئی ضیا کا چاند
اس کے مقابلے میں کیا آئے بھلا سما کا چاند　　وہ تو ہے ماہِ آسماں اور یہ ہے خدا کا چاند
صل علیٰ محمد صل علیٰ محمد ﷺ

وہ ہوا پیدا، نبوت ختم جس پر ہوگئی　　سر زمیں مکے کی جنت کے برابر ہوگئی
شرک اور وحدت سے بت خانوں میں ٹکر ہوگئی　　دیر کی ساری زمیں اللہ کا گھر ہوگئی
ہوگیا برپا وہاں کعبہ، جہاں بت خانہ تھا ☆۱۷۱

محمد حسین بچپن رجپوری:

موجزن دریائے رحمت ہوگیا رحمٰن کا　　فرحت افزا کیف زا نقشہ ہوا بلدان کا
سرد یکسر ہوگیا آتش کدہ ایران کا　　ختم سناٹا ہوا یک لخت ہر سنسان کا
بالولادت واہ، یکتا شانِ خورشید حرا ☆۱۷۲

آغا صادق:

ایام فلاکت ختم ہوئے عشرت کا زمانہ آ پہنچا
رحمت کا دریا بہہ نکلا بخشش کا خزانہ آ پہنچا
فرزانے جس کے دیوانے ہیں وہ فرزانہ آ پہنچا
وہ فردِ فرید و لاثانی، یکتا و یگانہ آ پہنچا
نقاشِ ازل کرنے کا نہیں نقش اس سے کوئی بہتر پیدا ☆۱۷۳

انعام اللہ خاں ناصر:

آے رہروِ اندوہ گیں　　خوش ہو کہ منزل ہے قریں
تھا جو شب تاریک میں　　درپیش وہ خطرہ نہیں
پیدا ہوا نورِ سحر[۱۷۴]

سیّد احمد صدیقی فاضل:

پئے دیدارِ حضرت ﷺ بے تحاشا آدمی بھاگا
سنا آمد کا مژدہ جس نے، خوش ہو کر وہی بھاگا
نگر میداں سے سر پر پاؤں رکھ کر دوزخی بھاگا
گرے بت اوندھے، منہ، شیطان اوندھی کھوپڑی بھاگا
جہالت ہوگئی ناپید میلادِ پیمبر ﷺ میں[۱۷۵]

احمد یار خاں دولتانہ:

دگرگوں ہوگئی جب دہر بے بنیاد کی حالت　　بگڑ کر رہ گئی اخلاقِ انسانی کی جب صورت
خدا کو بھول بیٹھا آدمی، اللہ کی قدرت!　　تو آیا جوش پر بحرِ سخاوت، چشمۂ رحمت
ہوئے کونین کے سردار احمد مصطفیٰ ﷺ پیدا[۱۷۶]

زین صدیقی:

شبِ غم میں نورِ سحر بن کے آئے　　دعاؤں میں حسنِ اثر بن کے آئے
اندھیروں میں تاباں قمر بن کے آئے　　وہی روشنی کا سفر بن کے آئے
محمد ﷺ نسیمِ سحر بن کے آئے[۱۷۷]

سیّدہ رابعہ نہاں:

اے خوشا بخت کہ سرکارِ دوعالم ﷺ آئے　　افضل نوعِ بشر، زینتِ آدم آئے
رحمتِ کون و مکاں، خلق مجسم آئے　　اپنے کاندھوں پہ لیے دین کا پرچم آئے
حکمرانی کے لیے فاتحِ اعظم آئے[۱۷۸]

آخر میں ایک ہندو شاعر، دنیا ناتھ مست کشمیری کے میلادیہ مسدس کا ایک بند حاضر ہے:

پردۂ ظلمت سے چمکا ناگہاں اک مہتاب　　معرفت کے نور سے دل جس کا رشکِ آفتاب

فضل یزداں سے عرب میں آگیا اک انقلاب　لائے پیغامِ بقا پیغمبر عرفاں اساس
رہبر کامل رہ حق کے، رسول حق شناس ☆۱۷۹

میلادیہ مثلث

میر نذر علی دردؔ کاکوروی:

دیکھیے صبح ولادت کی تجلی جلوہ بار
ہے محمد ﷺ کیا ساری خزاں کو لالہ زار
دم بدم کوثر کا ساقی کیف سا برسائے ہے ☆۱۸۰

عبدالکریم ثمرؔ:

مبارک شہنشاہِ ابرار ﷺ آیا
قبا پوش آیا، کلہ دار آیا
دوعالم کا مخدوم و مختار آیا ☆۱۸۱

میلادیہ مثنویاں

جن شعرائے محترم نے مثنوی کی ہیئت میں منظوم سیرت لکھی ہے، انھوں نے تو ظاہر ہے کہ حضور حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثنا کی ولادتِ باسعادت کا ذکر کیا ہی ہے مثلاً قدرتیؔ کی ''قصص الانبیا'' ☆۱۸۲، شاہ محبوب عالم جیون کی ''ددنامہ'' ☆۱۸۳، میر فیاض ولی ویلوری کی ''روضۃ الانوار'' ☆۱۸۴، نوازش علی شیدا کی ''اعجاز احمدی ﷺ'' ☆۱۸۵ محمد باقر آگاہ کی ''ہشت بہشت معنوی'' ☆۱۸۶، قاضی غلام قاسم مہری کی ''عروس المجلس'' ☆۱۸۷ قاضی غلام علی مہری کی ''مصباح المجالس'' ☆۱۸۸ سیّد محمد عبدالرزاق کلامی رائے بریلوی کی ''گوہرِ مخزوں'' ☆۱۸۹ حفیظ جالندھری کی ''شاہنامۂ اسلام'' ☆۱۹۰ سیّد منیر علی جعفری کی ''تاریخ اسلام جلد اوّل'' ☆۱۹۱، سیّد شمس الحق بخاری کی ''مثنوی جمالِ محمد ﷺ'' ☆۱۹۲ اور نواب علی قاضی کی ''رسولِ کریم ﷺ'' ☆۱۹۳، میں ذکرِ مولودِ سرکار (ﷺ) ہے۔ حفیظ جالندھری کی ''شاہنامۂ اسلام'' میں ذکرِ ودلات اکاون اشعار میں ہوا ہے۔ پہلا اور آخری شعر دیکھیں:

طلسم کن سے قائم بزمِ ہست و بود ہوجانا
اشارے ہی سے موجودات کا موجود ہوجانا

بہ صد اندازِ یکتائی، بہ غایت شانِ زیبائی
امیں بن کر امانت آمنہؓ کی گود میں آئی

دیگر شعرائے نعت نے بھی مثنوی کی صنف میں نعتیں کہی ہیں، ان میں سے میلادیہ مثنویوں کا ایک ایک شعر پیش کیا جاتا ہے:

شہاب علوی امروہوی:

ہوا ناگاہ مہرِ جلوۂ پیغمبر اطہر ﷺ
عرب کے خطۂ تاریک میں ہر سو ضیا گستر ☆۱۹۴

صادق نسیم:

وہ اک بشر تھا مگر جہاں میں خدا کی پہچان بن کے آیا
وہ جس پہ قرآں ہوا تھا نازل، وہ خود بھی قرآن بن کے آیا ☆۱۹۵

روحی علی اصغر:

وہ آیا سب کے لیے رحمتِ خدا بن کر
تمام عالمِ ہستی کا رہنما بن کر ☆۱۹۶

نوؔر بدایونی:

پیامِ زندگی بن کر مسیحا کی نوید آئی
گئی آلام کی شب، زندگی کی صبحِ عید آئی ☆۱۹۷

امیؔن ہاشمی:

ظلمتوں میں کفر کی، ڈوبی ہوئی تھی کائنات
موت کے جبڑوں میں تھی اولادِ آدم کی حیات ☆۱۹۸

میر افق کاظمی:

جہاں میں جس نے پہچانا نہیں شایانِ محمد ﷺ کو
افقؔ پہچان سکتا ہے وہ کیا نورِ مجرد کو ☆۱۹۹

نعت میں ذکرِ میلادِ سرکارﷺ

احسان دانش:

صحیفوں میں تھی جس کی پیش گوئی، وہ نبیﷺ آیا
پیامِ حق سنانے خاتمِ پیغمبری آیا ☆۲۰۰

یزدانی جالندھری:

قسمتِ عالم سنور جانے کی باری آگئی
صاحبِ ختمِ نبوتﷺ کی سواری آگئی ☆۲۰۱

ممتاز علی آہ امیٹھوی:

ہدایت کو دنیا میں آئے محمدﷺ
بشارت تھی حق کی، صدائے محمدﷺ ☆۲۰۲

سراج آغائی:

نور برساتا ہوا مہرِ درخشاں آیا
نعمتیں بانٹتا وہ خسروِ ذی شاں آیا ☆۲۰۳

ماہر القادری:

سحر کا وقت ہے، معصوم کلیاں مسکراتی ہیں
ہوائیں خیرمقدم کے ترانے گنگناتی ہیں ☆۲۰۴

عبدالکریم اثر:

مسکرا اٹھے چمن از بسکہ ہنگامِ سحر
دے رہا ہے ان کو بوسے سازِ عام جھوم کر ☆۲۰۵

خاور لدھیانوی:

وہ ہستی جس کے جلووں نے طلوعِ اوّلیں پایا
لقب درگاہِ حق سے جس نے ختم المرسلیں پایا ☆۲۰۶

میلادیہ نظمیں

مختلف مجموعہ ہائے نعت اور رسائل و جرائد میں نعت گو حضرات کی میلادیہ نظمیں بھی ملتی ہیں لیکن نظم کا ایک آدھ شعر دینے سے تاثر قائم نہیں ہوتا، اس لیے چند نظموں کا محض حوالہ

دینے پر اکتفا کیا جاتا ہے:

یومِ میلاد از میرزا فرحت اللہ بیگ دہلوی ☆۲۰۷

آمدِ سرکار ﷺ از حاجی نبی احمد بریلوی ☆۲۰۸

محفلِ مولدِ سلطانِ رسالت ﷺ از کفایت علی کافی ☆۲۰۹

ذی شاں بارھویں از ضرغام حیدر نقوی ☆۲۱۰

مہرِ رسلت از خورشید آرا بیگم ☆۲۱۱

یہ کون آ گیا، کوثر جائسی ☆۲۱۲

دورِ جہالت سے عہد رسالت تک از فیاض احمد کاوش ☆۲۱۳

عیدِ میلاد النبی ﷺ پر منظوم تقریر از ڈاکٹر مسعود رضا خاکی ☆۲۱۴

سویرا از محمد منصور آفاق ☆۲۱۵

نظم (قطعات کی صورت میں) از فیض جھنجھانوی ☆۲۱۶

عید میلادِ سرکار ﷺ (سات قطعے) از راجا رشید محمود ☆۲۱۷

میلادِ مصطفیٰ ﷺ از راجا رشید محمود ☆۲۱۸

ظہورِ قدسی از عبدالکریم ثمر ☆۲۱۹

طلوعِ مہر فاران از صاحبزادہ سیّد فیض الحسن ☆۲۲۰

قطعہ از عارف سیمابی ☆۲۲۱

ولادتِ رسول ﷺ از مظفر وارثی ☆۲۲۲

نظم از حفیظ تائب ☆۲۲۳

ولادتِ باسعادت از حافظ لدھیانوی ☆۲۲۴

ظہورِ قدسی از قمر حجازی ☆۲۲۵

اندھیرا اجالا از جمیل عظیم آبادی

انسانِ کامل آ گیا از رضوان بریلوی

بہار آئی از سیّد نظر زیدی

نورِ رسالت از ظہیرؔ فتح پوری

موسمِ بہار از عابدؔ نظامی

صبحِ ولادت از سیدؔ فیضی جالندھری

☆۲۲۶

آج از رشید نثار

☆۲۲۷

ولادتِ باسعادت از پنڈت جگن ناتھ آزاد

آزاد نظمیں

شعرائے نعت نے میلادِ مبارک کے موضوع پر آزاد نظم کی صورت میں بھی اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ چند حوالے دیکھیں:

ظہورِ حق از وحید تابش

دم ٹوٹ گیا اندھیاروں کا از رشیدؔ قیصرانی

☆۲۲۸

وہ نور پھوٹا از محمد حنیف نازش قادری

☆۲۲۹

یہ بڑی عظمتوں کا دن ہے از جاوید احسن

☆۲۳۰

میلادِ حضور ﷺ از تحسینؔ فراقی

☆۲۳۱

سحابِ رحمت از بشیر احمد قادری

لمحۂ ولادت از سلیم شہزاد

☆۲۳۲

وہ نور کا پیکر از مسعود ہاشمی

☆۲۳۳

روشنی کا سفیر از پیر اکرم

☆۲۳۴

میلاد النبی ﷺ از صبیح رحمانی

☆۲۳۵

حضور ﷺ آپ آئے از آثم میرزا

☆۲۳۶

آزاد نظم از ناہید قاسمی

☆۲۳۷

آفتاب ابھرا از مسعودؔ ہاشمی

☆۲۳۸

ظہورِ قدسی از ریاض حسین چودھری

میلادیہ نعتیں

عام طور سے نعت غزل کی ہیئت میں کہی جاتی ہے اور نعت کہنے والے قریباً ہر شاعر نے آقا حضور ﷺ کی ولادتِ باسعادت کے ذکر میں عقیدت و محبت کے گل دستے سرکار ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں پیش کیے ہیں۔ اردو کے جن شعرائے کرام کی ایک سے زیادہ میلادیہ نعتیں میرے پیشِ نظر ہیں، سب سے پہلے میں ان کے نمونے پیش کرتا ہوں۔ لسان الحسان علامہ یعقوب حسین ضیاء القادری بدایونی جو اپنے نام کے علاوہ کئی اور ناموں سے بھی اور ماہ نامہ ''آستانہ'' دہلی میں ''شاعرِ آستانہ'' کے نام سے بھی لکھتے رہے ہیں، ان کی چند میلادیہ نعتوں کا ایک ایک (عام طور پر مطلع) شعر دیکھیے:

کھلے جنت کے در، رحمت کے دن صلِ علیٰ آئے
مبارک، مرحبا، اہلاً و سہلاً مصطفیٰ آئے ☆۲۳۹

☆

سوئے کعبہ جب مکینِ عرشِ رحماں آگئے
خیرمقدم کو ملکِ تا حدِ فاراں آگئے ☆۲۴۰

☆

جہاں میں دھوم ہے، عشرت کدہ ہر قصرِ جنت ہے
یہاں عیدِ ولادت ہے، وہاں جشنِ مسرت ہے ☆۲۴۱

☆

حسین حجلۂ عرشِ بریں تشریف لاتے ہیں
حرم میں رحمۃ للعالمیں ﷺ تشریف لاتے ہیں ☆۲۴۲

☆

انوارِ خدا تا ارضِ حرم گردوں سے سمٹ کر آتے ہیں
جلووں کی ہے بارش عالم میں کونین کے سرور آتے ہیں ☆۲۴۳

☆

عرشِ رب سے جب افق پر آگیا بطحا کا چاند
قسمت کونین کو چمکا گیا بطحا کا چاند ☆۲۴۴

مولانا کفایت علی کافی مراد آبادی، ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے نتیجے میں شہید کردیئے گئے تھے۔ ان کی دو نعتیہ مثنویاں (پانچ پانچ سو اشعار سے زیادہ) ایک نعتیہ دیوان اور شمائل ترمذی کا منظوم ترجمہ اشاعت پذیر ہوچکے ہیں۔ راقم الحروف ان شاء اللہ کافی شہید کے نعتیہ کلیات شائع کرنے کا ادارہ رکھتا ہے۔ ان کی چند میلادیہ نعتوں کے مطلعے ملاحظہ فرمایئے۔

خاتم الانبیا ﷺ ہوئے پیدا
مجتبیٰ مصطفیٰ ﷺ ہوئے پیدا

☆

تختِ مولد پہ رکھا جس نے قدم آج کی رات
دوشِ کعبہ نے لیا جس کا علم آج کی رات

☆

دھوم ہے ہر سو کہ محبوبِ خدا ﷺ پیدا ہوئے
سیّد سادات فخرِ انبیا پیدا ہوئے ☆[۲۳۵]

بہت سے وار شعرائے کرام نے بھی میلاد النبی (ﷺ) کے موضوع پر کئی نعتیں کہی ہیں، چند شعرا کا کلام بہ طورِ نمونہ درج کیا جاتا ہے۔

امیر مینائی:

مژدہ اے امت کہ ختم المرسلیں ﷺ پیدا ہوا
انتخابِ صنعِ عالم آفریں پیدا ہوا

☆

حبیب ﷺ آج وہ پیدا ہوا کہ صلِ علیٰ
زبانِ غیب سے آئی ندا کہ صلِ علیٰ ☆[۲۳۶]

کیف ٹونکی:

محبوبِ خدا اولی امت ہوئے پیدا
مژدہ ہو کہ آج آیۂ رحمت ﷺ ہوئے پیدا

آمد سیّدِ عالم ﷺ ہے یہاں آج کی رات
بے شک آنے کو ہیں سلطانِ جہاں ﷺ آج کی رات ☆[۲۳۷]

غریب سہارن پوری:

ابطحی یثربی مکی مدنی آتے ہیں
شورِ آمد ہے، رسولِ مدنی ﷺ آتے ہیں

☆

مبارک باد اے امت کہ ختم المرسلیں ﷺ آئے
شفیعِ روزِ محشر رحمۃ للعالمیں ﷺ آئے ☆[۲۳۸]

مفتی غلام سرور لاہوری:

دو جہاں پیدا ہوئے جب مصطفیٰ ﷺ پیدا ہوا
حق نظر آیا، جب ایسا حق نما پیدا ہوا

☆

کیا بشر دنیا میں یہ خیرالبشر ﷺ پیدا ہوا
جس کی خاطر نیک و بد اور خیر و شر پیدا ہوا ☆[۲۳۹]

عزیزؔ حاصل پوری:

دہر آنکھیں بچھا رہا ہے آج
کون تشریف لا رہا ہے آج

☆

حسینِ کعبہ ہیں آنے والے، امینِ قرآں ہیں آنے والے
ہے شورِ صلِ علیٰ جہاں میں، حبیب ﷺ یزداں ہیں آنے والے

☆

وہ فخرِ کون و مکاں، وہ درِ یتیم، وہ رحمتِ مجسم ﷺ
جب آئے اس محفل جہاں میں تو بن کے امت نواز آئے

☆

مبارک ہو، خدا کے رازداں تشریف لے آئے
اور اس کی مملکت کے حکمراں تشریف لے آئے

☆

عزیزؔ آج ہے "عیدِ میلاد" جن کی
وہ سرکارِ خیر الانام ﷺ آگئے ہیں

☆

اک عرب امی لقب اہلِ بیاں پیدا ہوئے
لے کے اپنے منھ میں قدرت کی زباں پیدا ہوئے

☆

مرحبا روحِ رواں عالمیں ﷺ پیدا ہوا
افتخارِ اوّلین و آخریں پیدا ہوا

☆

جس کی خاطر تھا زمانہ بے قرار، آ ہی گیا
بن کے وہ جانِ سکونِ جانِ زار آ ہی گیا

☆

سجی ہے محفلِ عالم کہ وہ محفل نشیں آئے
زمیں کو زیب دینے زینت عرش بریں آئے

☆

یہ کون تشریف لا رہا ہے؟ یہ کس کی تشریف آوری ہے
فلک ستاروں سے ہے مزین، زمین پر چاندنی بچھی ہے☆[250]

☆

کیوں چشم براہ نہ ہو دنیا، سرکار دو عالم آتے ہیں
پیغام خداوندی لے کر پیغمبر اعظم ﷺ آتے ہیں☆[251]

☆

مصطفیٰ ﷺ آئے ہر اک شان کے شایاں ہو کر
نازشِ عالمیاں، فخرِ رسولاں ﷺ ہو کر

☆

آتے ہی جس کے تیرگیِ کفر مٹ گئی
وہ نورِ حق، وہ نیر اسلام آگیا

☆

غلامی کے لیے جن کی سلاطینِ جہاں آئے
مبارک ہو، وہ میرِ محفلِ کون و مکاں آئے ☆۲۵۲

جمیل قادری رضوی:

زیبِ دنیا ہوئے وہ شاہِ ہدیٰ آج کی رات
دونوں عالم میں ہے یہ شور بپا آج کی رات

☆

مچی ہے دھوم پیمبر ﷺ کی آمد آمد ہے
حبیبِ ﷺ خالقِ اکبر کی آمد آمد ہے ☆۲۵۳

سیف کلانوری:

آئے دنیا میں شہ جن و بشر ﷺ آج کی رات
دونوں عالم میں ہے یہ شور بپا آج کی رات

☆

جب محفلِ عالم میں محبوب ﷺ خدا آئے
ہر سمت مچیں دھومیں، شاہِ دوسرا ﷺ آئے ☆۲۵۴

غلام حسین قمر یزدانی:

بزمِ کن میں سرورِ کونین ﷺ کی آمد ہے آج
دہر میں ہر سو یہ اعلانِ طرب منشور ہے
جشنِ ولادتِ شہِ عالی مقام ﷺ ہے
ہر ایک لب پہ آج درود و سلام ہے

مچی ہے عالم میں دھوم ہر سو، نبیِ خیرالانام ﷺ آیا
جو مسند آرائے عرشِ اعلیٰ ہے، وہ رفیع المقام آیا

☆

دعائے خلیل، آرزوئے دو عالم
وہی حاصلِ مدعا بن کے آئے

☆

مبارک، ارض و سما کے ہیں تاجور ﷺ آئے
زہے نصیب، شہنشاہِ بحر و بر ﷺ آئے ☆۲۵۵

☆

رقصاں حریمِ کن میں اک نورِ کیف زا ہے... حسن طرب فزا ہے
مہرِ دنا کی ہر سو پھیلی ہوئی فضا ہے... میلادِ مصطفیٰ ﷺ ہے ☆۲۵۶

☆

ہر سمت جشنِ آمدِ شاہِ ہدیٰ ﷺ ہے آج
حوروں کے لب پہ نغمۂ صل علیٰ ہے آج

☆

ہر طرف بشریٰ لکم بشریٰ لکم کا شور ہے
آج محبوب ﷺ اللہ العالمیں پیدا ہوئے

☆

وہ جن کی ذاتِ اقدس وجہ تخلیق جہاں ٹھہری
وہ بزم کن فکاں کی ابتدا و انتہا آئے

☆

نبوت ختم کردی جن پہ خلاقِ دو عالم نے
وہ فخر انبیا آئے، وہ ختم المرسلیں ﷺ آئے

☆

سکھا کے حسن عمل سے رموزِ عبدیت
بشر کو حق سے ملانے شہِ انام آیا ☆۲۵۷

خالد محمود نقش بندی:

جوش میں آگئی رحمتِ کبریا، ہم غریبوں کے حاجت روا آگئے
غم کے ماروں کے غم دور ہونے لگے، شور اٹھا کہ مشکل کشا آگئے

☆

مرحبا، صلِ علیٰ شافعِ عصیاں آئے
چارہ ساز آئے، مرے درد کا درماں آگئے

☆

بے کسوں سے ہے جنھیں پیار وہی آئے ہیں
جو دو عالم کے ہیں غم خوار، وہی آئے ہیں

☆

جگمگاتی ہے زمانے کی فضا کون آیا
ہر طرف پھیلے ہیں انوارِ خدا، کون آیا ☆۲۵۸

خواجہ محمد اکبر وارثی میرٹھی:

آمدِ مصطفیٰ ﷺ سے ہے پھولا پھلا چمن چمن
آئی بہار، ہر طرف کھلنے لگا چمن چمن

☆

جب کہ پیدا وہ شاہِ زمن ﷺ ہوگیا
اک جہاں غیرتِ صد چمن ہوگیا ☆۲۵۹

☆

جب عرب کے چمن سے وہ نورِ خدا، ہر طرف جلوہ اپنا دکھانے لگا
کفر غارت ہوا، بت گرے ٹوٹ کر، منہ پہاڑوں میں شیطاں چھپانے لگا ☆۲۶۰

حافظ (پیر بخش) چشتی تونسوی:

بڑے راہبوں نے یہ مژدہ سنایا کہ رحمت کا پیکر بس آیا کہ آیا
خدائی پہ حافظؔ وہ بادل ہے چھایا کہ جو صبغۃ اللہ کا رنگ لایا
وہ درِ یتیم آج دنیا میں آیا کہ جس کو مقدر نے نوشہ بنایا
فرشتوں نے دولہا کا سہرا سجایا تو حوروں نے نغمہ طرب کا سنایا ☆۲۶۱

مسرور بدایونی:

نور کی رات ہے آج دن نور کا، آگئے مصطفیٰ ﷺ، آگئے مصطفیٰ ﷺ
فرش نوری زمیں پر بچھایا گیا، آگئے مصطفیٰ ﷺ، آگئے مصطفیٰ ﷺ

☆

خوش ہو کے مناد نے ندا دی، مبارک آیا عظیم ہادی ﷺ
رسول آئے ہیں جس قدر اس جہاں میں، سب کا امام آیا ☆۲۶۲

صدر بھوپالی:

ہوئی تخلیق عالم جن کی ذات پاک کی خاطر
وہ محبوبِ ﷺ خدا صل علیٰ تشریف لاتے ہیں
فخرِ جن، فخر ملک، فخر پیغمبر آیا
لو، مبارک ہو کہ کونین کا سرور ﷺ آیا ☆۲۶۳

حشمت یوسفی:

اے زہے بخت کہ معبود کا مظہر آیا
ہم غلاموں میں دو عالم کا وہ سرور ﷺ آیا
پہلی بار دنیا میں مژدۂ اماں لے کر
شہر یار دین اترا، مصلحِ عوام آیا

☆

صاحبِ حمد، محمد ﷺ بن کر
آگیا اور نمایاں آیا ☆۲۶۴

عاشق حسین سیمابؔ اکبر آبادی

ہے پرتو رات پر بھی روزِ میلادِ پیمبر ﷺ کا
کھلی ہے چاندنی، نکھرا ہوا ہے روپ منظر کا ☆۲۶۵

رسول اللہ ﷺ کی آمد ہے عبداللہ ؓ کے گھر میں
خدا کا نور ہوگا جلوہ گر بندے کے پیکر میں ☆۲۶۶

عابدؔ بریلوی:

شبستانِ جہاں میں شمعِ ذاتِ کبریا آئے
یاضِ کن فکاں میں کنت کنزاً برملا آئے

☆

شرف آدم کو بخشا جس نے، وہ خیرالبشر ﷺ آیا
قمر کو دو کیا جس نے، وہ رشکِ صد قمر آیا

☆

امانت کا امیں آیا، رسالت کا نگیں آیا
خدائی کرنے عالم میں خدا کا جانشیں آیا

☆

یتیم و ناتوان و بے کس و مفلس کے یار آئے
نہیں پرسا تھا جن کا کوئی، ان کے غم گسار آئے

☆

محمد مصطفیٰ ﷺ ظاہر میں ہم شکل بشر آئے
حقیقت میں مگر وہ حق نما انسانی گر آئے

☆

شہنشاہِ ذی احتشام آگیا
حبیبِ خدا ﷺ ذوالکرام آگیا ☆۲۶۷

نعت میں ذکرِ میلادِ سرکار ﷺ

آزاد بیکانیری:

نور اپنا وہ دکھاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں
ظلمتِ دہر مٹاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

☆

ہو مبارک، باعثِ کون و مکاں پیدا ہوئے
فخرِ آدم، شاہِ عالم، جانِ جاں پیدا ہوئے

☆

جن کے خادم ہیں سبھی جن و بشر، حور و ملک
آج وہ مخدومِ کل صل علیٰ پیدا ہوئے

☆

اللہ اللہ! شہِ والا ﷺ ترا آنا کیا ہے
نور ہی نور ہے دنیا میں، اجالا کیا ہے ☆۲۶۸

حمید الدین احمد حمیدؔ:

قسیم رحمت پروردگار آتے ہیں
ہے جن پہ بخششِ حق کا مدار آتے ہیں

☆

نورِ کل سارے اندھیروں کو مٹائے آئے
حق و باطل کا ہمیں فرق بتانے آئے

☆

کرم کا جن کے نہیں ہے حساب، آتے ہیں
سلام ان پہ، رسالت مآب ﷺ آتے ہیں ☆۲۶۹

مسعود چشتی:

آمدِ خیر البشر ﷺ ہے، ہر طرف تنویر ہے
نعرۂ صلِ علیٰ کی چار سو تاثیر ہے

خوابِ غفلت سے زمانے کو جگانے آئے
بگڑی کونین کی سرکار ﷺ بنانے آئے ☆۲۷۰

غنی دہلوی:

جہاں میں آپ آئے مہرِ یزداں کی ضیا بن کر
اندھیروں کو مٹایا آپ نے شمس الضحیٰ بن کر

☆

کچھ اس انداز سے وہ رحمت للعالمیں ﷺ آیا
نبی سارے پکار اٹھے کہ ختم المرسلیں ﷺ آیا ☆۲۷۱

☆

تصور میں نورِ نظر بن کے آئے
نبی ﷺ آفتابِ سحر بن کے آئے ☆۲۷۲

شریف الدین نیؔر:

آج محبوبِ کردگار ﷺ آیا
بزمِ کونین پر نکھار آیا

☆

مچی ہے دھوم، شہنشاہِ دوسرا آئے
جہاں میں ختمِ رُسل ﷺ، نائبِ خدا آئے

☆

ابنِ مریمؑ لائے تھے جس کی خبر، آ ہی گیا
رحمت للعالمیں، خیر البشر ﷺ آ ہی گیا

☆

کشورِ کون و مکاں کے تاج ور پیدا ہوئے
مرحبا صلِ علیٰ خیر البشر ﷺ پیدا ہوئے ☆۲۷۳

نعت میں ذکرِ میلادِ سرکار ﷺ

سعید اللہ خاں:

اسلام سکھانے کے لیے آئے محمد ﷺ
قرآن سنانے کے لیے آئے محمد ﷺ

☆

بے خبر انسان کو انسان بنانے آئے ہیں
آدمی کو آدمیت وہ سکھانے آئے ہیں ☆۲۷۴

صابر براری:

ہوا نورِ خدا سے نورِ ختم المرسلیں ﷺ پیدا
ہوئے اس نور سے پھر سب یہ افلاک و زمیں پیدا

☆

لیے جو شمعِ ہدایت، وہ حق شعار آیا
جہانِ کفر و ضلالت میں انتشار آیا ☆۲۷۵

راجا رشید محمود:

خوش زمانے ہوئے سرکار ﷺ جو لائے تشریف
رنج سارے گئے، سرکار ﷺ جو لائے تشریف ☆۲۷۶

☆

دنیا سرکار ﷺ نے دنیا کو نورِ آشتی آ کر
مٹائی دشمنی کی آپ ہی نے تیرگی آ کر

☆

روشنی بخشی پیمبر ﷺ نے سحر کو آ کر
اور پہنائیاں دیں فکر و نظر کو آ کر ☆۲۷۷

ریحانہ تبسم فاضلی:

آ گیا وہ مظہرِ حسن و جمال آ ہی گیا
لو، زمیں پر خالقِ کل کا کمال آ ہی گیا

☆

اے مرے دل! تیرا جانِ انتظار آ ہی گیا
تھی لگن جس کی، وہ نورِ کردگار آ ہی گیا ☆۲۷۸

خورشید اچ پوری:

محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے
وہ نورِ کبریا تشریف لائے

☆

نورِ دینِ خدا آگئے
سیّد الانبیا ﷺ آگئے ☆۲۷۹

آثم فردوسی:

رحمتِ دو جہاں فخرِ کون و مکاں راہبر آگئے رہنما آگئے
عاصیوں کے لیے بے بسوں کے لیے حشر تک بن کے آپ آسرا آگئے

☆

امام الانبیا آئے، حبیبِ کبریا ﷺ آئے
دلوں کی روشنی لے کر محمد مصطفیٰ ﷺ آئے ☆۲۸۰

کشفی لکھنوی:

جن کا مدت سے تھا انتظار، آگئے
ہو مبارک شہِ نام دار ﷺ آگئے

☆

عرب کا ذرّہ ذرّہ جگمگایا
مبارک داعیِ اسلام ﷺ آیا ☆۲۸۱

اکرم علی اختر:

مبارک ہو کہ دنیا میں امام الانبیا ﷺ آئے
مسیحا کی بشارت، جدِ امجد کی دعا آئے

☆

ہر سمت اُمڈ آئی تھیں رحمت کی گھٹائیں
گونجی تھیں، ولادت پہ مسرت کی صدائیں ☆۲۸۲

☆

مبارک ہو کہ اس دنیا میں اک دُرِ یتیم آیا
خدا کے نامِ نامی میں ملا کر ایک "میم" آیا ☆۲۸۳

حسین سحر:

جب جوش بحرِ رحمت باری میں آگیا
احمد ﷺ کا نور آدمِ خاکی میں آگیا

☆

جونہی ظلمت خانۂ دنیا میں آئے مصطفیٰ ﷺ
چودھویں کا چاند بن کر جگمگائے مصطفیٰ ﷺ ☆۲۸۴

☆

علاجِ قلبِ پریشان و چشمِ تر آئے
دلوں کی سن کے دعا، صورتِ اثر آئے ☆۲۸۵

نسیم بستوی:

زمیں پر دھوم ہے، شاہنشہِ دنیا و دیں آئے
فلک پر تذکرہ ہے، رحمت للعالمیں ﷺ آئے ☆۲۸۶

☆

شفیعِ عاصیاں آئے، وکیلِ مجرماں آئے
خدا کی مہربانی ہے کہ ایسے مہرباں آئے

☆

زمیں پر مالکِ خلدِ بریں تشریف لاتے ہیں
جہاں میں رحمت للعالمیں ﷺ تشریف لاتے ہیں ☆۲۸۷

صوفی رہبرؔ چشتی:

جلووں کی ہے بارش عالم میں، کونین کے سرور ﷺ آتے ہیں
ہے دھوم جہاں میں، خالق کے محبوب پیمبر ﷺ آتے ہیں ☆۲۸۸

☆

حریمِ عرش صلِ علیٰ خیر الوریٰ آئے
حبیبِ کبریا آئے، طبیبِ دوسرا آئے

☆

اے صبح کی ہواؤ! سرکار ﷺ آگئے ہیں
نعتِ نبی ﷺ سناؤ، سرکار ﷺ آگئے ہیں ☆۲۸۹

لالہ لچھمی نرائن سخاؔ:

جس کے سکھائے آدابِ اب تک سب انبیاؑ نے
دربار آج ہے وہ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کا

☆

تأمل تھا کہ کیوں کر واں سے نورِ اوّلیں آئے
پسند آخر یہ آیا، بن کے ختمُ المرسلیں آئے ☆۲۹۰

چرن سرن نازؔ مانک پوری:

بتوں کی انجمن میں لے کے پیغامِ خدا آیا
تمھی میں سے عیاں ہوکر رسولِ کبریا ﷺ آیا

☆

لے کے پیغامِ حیاتِ نو کوئی آ ہی گیا
آمنہؓ کے گھر رسولِ کبریا ﷺ پیدا ہوا

☆

جس پر بشر کو ناز ہے، ایسا بشر پیدا ہوا
صاحب خرد پیدا ہوا، صاحب نظر پیدا ہوا ☆۲۹۱

میلاد یہ نعتوں اور نظموں کا حوالہ

اس طرح بہت سے شاعروں نے کئی کئی نعتوں میں میلادِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والثنا کے موضوع پر قلم اٹھایا ہے لیکن نعت کہنے والے قریباً ہر شاعر نے ایک آدھ نعت ولادتِ حضور ﷺ کے حوالے سے ضرور کہی ہے۔ ظاہر ہے کہ کسی مضمون میں سب نعت گوؤں کی اس موضوع پر کہی گئی، نعتوں کا ذکر نہیں آ سکتا۔ لیکن میری کوشش ہے کہ قریباً ہر قابلِ ذکر شاعر کا ایک آدھ شعر ضرور دے دیا جائے۔

کیا مژدۂ جاں بخش سنائے گا قلم آج
کاغذ پہ جو سو ناز سے رکھتا ہے قدم آج (حسن رضا خاں بریلوی)☆۲۹۲

لو اٹھو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پیدا ہوئے
امتی گو، شافعِ روزِ جزا پیدا ہوئے (حافظ پیلی بھیتی)☆۲۹۳

کعبۂ جاں، قبلۂ قلب و نظر پیدا ہوئے
خواجۂ کونین شاہِ بحر و بر ﷺ پیدا ہوئے (احسان دانش)☆۲۹۴

دو عالم کا امدادگار آگیا ہے
امین آگیا، غم گسار ﷺ آگیا ہے (احسان دانش)☆۲۹۵

سلام اس پر جو بن کر رحمۃ للعالمیں ﷺ آیا
علمبردارِ حق بن کر سپہ سالارِ دیں آیا (خوشی محمد ناظر)☆۲۹۶

ہوئے بطحائے مکہ میں محمد مصطفیٰ ﷺ پیدا
مچی اک دھوم عالم میں، ہوا اک غلغلہ پیدا (حافظ رام نگری)☆۲۹۷

مژدہ اے امت کہ محبوب خدا ﷺ پیدا ہوا
صاحب دیں، شافعِ روزِ جزا پیدا ہوا (نایاب جالندھری)☆۲۹۸

لائی یہ مژدۂ جاں بخش صبا آج کی رات
جلوہ فرما ہوئے محبوبِ خدا ﷺ آج کی رات (فائق بریلوی)☆۲۹۹

مژدہ اے امت کہ ختم المرسلیں ﷺ
بخت خوابیدہ جگانے آگئے (شکیل بدایونی)☆۳۰۰

خراج دیں گے جنھیں بادشاہ دنیا کے
جہاں میں وہ شہِ عالی وقار آتے ہیں (سیفؔ ٹونکی)☆۳۰۱

لائی ہے صبحِ رسالت کی خبر آج کی رات
مستند ہوگا مرا ذوقِ نظر آج کی رات (سراجؔ لکھنوی)☆۳۰۲

زہے خیرِ مجسم ﷺ، غل ہوا جب اس کی آمد کا
زبانِ ہر صنم پر غلغلہ تھا "خیر باشد" کا (راسخؔ دہلوی)☆۳۰۳

مرے سرکار ﷺ آئے دردِ عصیاں کی دوا بن کر
سکونِ قلبِ مضطر، غم زدوں کا آسرا بن کر (احسنؔ مارہروی)☆۳۰۴

ظلم و کفر و جہل کی چھائی تھی بدلی ہر طرف
نور پھیلا جب یہ خورشیدِ جہاں ﷺ پیدا ہوئے (ثابتؔ لکھنوی)☆۳۰۵

مسیحا کہتے تھے بامِ فلک پر
لبِ معجز نما پیدا ہوئے آج (سیّد محمد غوث شاہ)☆۳۰۶

فاران پر جو چمکا ہے نورِ محمدی ﷺ
مکے کا ہر پہاڑ ہوا کوہِ طور آج (نورؔ سہارن پوری)☆۳۰۷

شہِ دو عالم ہوئے ہیں پیدا ہے آج میلادِ مصطفیٰ ﷺ کا
تمام عالم شعاعِ نور محمدی ﷺ سے چمک رہا ہے (ابراہیم خلیلؔ)☆۳۰۸

مچی اک دھوم عالم میں، محمد مصطفیٰ ﷺ آئے
ہوا تمام دیں جن پر، وہ ختم الانبیا ﷺ آئے (عبدالمجید سالکؔ)☆۳۰۹

بہارِ گلشنِ توحید، انوارِ خدا آئے
مبارک ہو، مبارک ہو، محمد مصطفیٰ ﷺ آئے (فیروز الدین فیروزؔ)☆۳۱۰

صدق و صفا کا پیکرِ پرنور آگیا
لے کر حیاتِ تازہ کا منشور آگیا (زکی کیفیؔ)☆۳۱۱

دشتِ عرب فیضِ خدا میں نہا گیا
اک ہادیِ عظیم ﷺ ہدایت کو آگیا (شرقیؔ بن شائق)☆۳۱۲

تشریف جہاں میں لے آئے سردارِ دو عالم ﷺ کیا کہنا
یہ صبح سعادت صلِ علیٰ، یہ نور کا عالم کیا کہنا (مائل نقوی)☆۳۱۳

زباں پر کیوں نہ پیہم نعرۂ صلِ علیٰ آئے
یہ وہ دن ہے کہ عالم میں محمد مصطفیٰ ﷺ آئے (منظور حسین منظور)☆۳۱۴

بہارِ گُل فشاں آئی، بہارِ زرنگار آئی
وجودِ مصطفیٰ ﷺ میں رحمتِ پروردگار آئی (آثر صہبائی)☆۳۱۵

پاکر خدا سے رحمتِ دارین کا لقب
سارے جہاں کا مونس و غم خوار آگیا (حفیظ تائب)☆۳۱۶

مرے ماں باپ ہوں جس پر فدا تشریف لے آیا
وہ آیا جس پہ تھا لطفِ خدائے پاک کا سایہ (حافظ لدھیانوی)☆۳۱۷

ولادتِ شہ کونین ﷺ سے نوید ملی
کہ اب نہ دیکھے گا انسان ظلم کے منظر (حافظ لدھیانوی)☆۳۱۸

جب محمد مصطفیٰ ﷺ خیرالبشر پیدا ہوئے
ظلمتِ ہستی میں آثارِ سحر پیدا ہوئے (ذوقی مظفر نگری)☆۳۱۹

محبتِ کبریا آئے، شہِ خیرالوریٰ ﷺ آئے
نبوت ختم ہے جن پر، وہ ختم الانبیا ﷺ آئے (غلام یعقوب انور)☆۳۲۰

موجبِ فخرِ مسیحؑ و نازشِ الیاسؑ و خضرؑ
رنج و غم، درد و الم، دکھ کی دوا پیدا ہوئے (بشیر گجراتی)☆۳۲۱

آگیا وہ وقت، تھا صدیوں سے جس کا انتظار
خاکِ بطحا ہوگئی عرشِ بریں سے ہم کنار (عبدالکریم اثرؔ)☆۳۲۲

وہی فصلِ درود آئی، وہی دورِ سلام آیا
مبارک عیدِ میلادالنبی ﷺ کا پھر پیام آیا (سیّد احمد کچھوچھوی)☆۳۲۳

وہ آئے جن کی خاطر مضطرب تھی وادیِ بطحا
وہ آئے جن کے قدموں کے لیے کعبہ ترستا تھا (ماہر القادری)☆۳۲۴

مہک اٹھا کونین کا گوشہ گوشہ
وہ کیفیتِ جاں فزا بن کے آئے   (ہیکل اتساہی بلرام پوری)☆۳۲۵

یہ کس کی تشریف آوری پر، بہار مژدہ سنا گئی ہے
زمیں تو کیا، کائنات ساری جوارِ رحمت میں آگئی ہے   (حنیف اسعدی)☆۳۲۶

جب خبر پھیلی رسولِ پاک ﷺ کے میلاد کی
آسمانوں میں صدا گونجی مبارک باد کی   (عبدالمجید صدیقی)☆۳۲۷

انوار میں ڈھلتے ہوئے دھارے آئے
دنیا میں جو سرکار ﷺ ہمارے آئے   (مسرور کیفی)☆۳۲۸

باعثِ پیدائشِ خلقِ خدا پیدا ہوئے
پیشوا و مقتدا و رہنما پیدا ہوئے   (لطف بریلوی)☆۳۲۹

آج فخرِ انبیا صلِ علیٰ پیدا ہوئے
شافعِ روزِ جزا صلِ علیٰ پیدا ہوئے   (لطف بریلوی)☆۳۳۰

جہاں میں غل ہوا، محبوبِ رب العالمیں آیا
شہنشاہِ دو عالم صاحب تاج و نگیں آیا   (عبدالمجید صدیقی حسرت)☆۳۳۱

جہاں میں آج محبوبِ خدا تشریف لاتے ہیں
یہ دن ہے حضرتِ ختم رسالت ﷺ کی ولادت کا   (میر افق کاظمی)☆۳۳۲

میری سانسیں آپ کی صبحِ ولادت پر نثار
جس کے صدقے میں مری بخشش کی گنجائش ہوئی   (انور جمال)☆۳۳۳

وہ آئے تو انسانیت مسکرائی
وہ انسان کے رہنما بن کے آئے   (صبا متھراوی)☆۳۳۴

فضائے دہر میں رُشد ہدایت کی سحر پھوٹی
وہ نورِ صدق پھیلا، یا محمد مصطفیٰ ﷺ آئے   (صبا متھراوی)☆۳۳۵

ساعت جو آئی شاہِ اُمم ﷺ کے ظہور کی
قندیل ضو فشاں ہوئی عالم میں نور کی   (بچین جیوری)☆۳۳۶

بہ صد اندازِ یکتائی، بہ غایت شانِ زیبائی
امیں بن کر امانت آمنہؓ کی گود میں آئی (حفیظ جالندھری)☆۳۳۷

اب تاج دارِ طیبہ و بطحا کا ہے ظہور
تا حدِ مصر و شام، بہ اطراف روم و رَے (عابد علی عابد)☆۳۳۸

ساعتِ ذکرِ پاکِ رسول ﷺ آگئی، سارے عالم پہ اک کیف چھانے لگا
مطربانِ ازل زمزمہ سنج ہیں، روحِ کونین کو وجد آنے لگا (مظہر الدین)☆۳۳۹

جو ہیں حبیبِ خالقِ برتر، وہ آگئے
جشنِ سرور و نور ہے گھر گھر، وہ آگئے (اختر الحامدی)☆۳۴۰

حضور ﷺ آئے تو چمکیں فکرِ انسانی کی تنویریں
حضور ﷺ آئے تو ٹوٹیں جبر و محکومی کی زنجیریں (ضمیر جعفری)☆۳۴۱

وہ ایک اُمی کہ ہر دانش کو چمکاتا ہوا آیا
وہ اک دامانِ بخشش پھول برساتا ہوا آیا (ضمیر جعفری)☆۳۴۲

وہ آیا بزمِ گلشن میں چمن کا پاسباں بن کر
وہ آیا ہے نواؤں، بے کسوں کا ہم زباں بن کر (ماجد ادیب بریلوی)☆۳۴۳

مطلعِ فاراں سے چمکا وہ عجب تر آفتاب
دیر تک دیکھا گیا حیرت سے چھپ کر آفتاب (ادیب سہارن پوری)☆۳۴۴

گلِ معنی کھلا، جب رحمۃ للعالمیں ﷺ آئے
مشیت تھی کہ آخر میں بہارِ اوّلیں آئے (رعنا اکبر آبادی)☆۳۴۵

تھی تری صبحِ ولادت یا تھی صبحِ انقلاب
اک نئی دنیا کا بانی تیرا عزمِ پر شباب (حیدر مچھلی شہری)☆۳۴۶

سلام ان پر کہ جن کے واسطے دنیا ہوئی قائم
درود ان پر جو بن کر رحمۃ للعالمیں ﷺ آئے (نیاز محمد خاں)☆۳۴۷

آج ہے اس نبی ﷺ کی وولات کا دن
سارے نبیوں کی جس کو امامت ملی (مظفر وارثی)☆۳۴۸

خدا جانے، ہوئے تھے کون عبداللہؓ کے گھر پیدا
بشر ہوتے تو ہوتا پھر کوئی ایسا بشر پیدا (ارمان اکبر آبادی)☆۳۴۹

دنیا میں خیر مقدم خیر البشر ﷺ ہے آج
جنت بہ دوش زینتِ دیوار و در ہے آج (صابر القادری بریلوی)☆۳۵۰

زہے نصیب کو ماہِ مبارک آ پہنچا
کہ جس سے ٹوٹ گئے گردشوں کے شیش محل (نازش حیدری)☆۳۵۱

وردِ ملائک نام ہے کس کا، کس کی ہے یہ صبحِ ولادت
چھایا ہے کیوں یہ نور کا عالم، تحتِ ثریٰ ہے تا بہ ثریا (فیضی جالندھری)☆۳۵۲

ہمیں لا تقنطوا کا مژدۂ رحمت سنانے کا
مسلمانو! شفیع المذنبیں ﷺ تشریف لے آئے (خالد بزمی)☆۳۵۳

شبِ ظلمت کے ہنگاموں میں گم تھی نسلِ انسانی
یکایک طاقِ کعبہ پر چراغِ ہاشمی آیا (شفیق جونپوری)☆۳۵۴

اللہ نے اپنی رحمت سے اک چاند عرب میں چمکایا
یا خوب کرشمہ قدرت کا دنیا والوں کو دکھلایا (شفیع الدین نیر)☆۳۵۵

زمین و آسمان و عرش ہیں نوری مکاں جن کے
حریمِ لامکاں کے وہ مکیں تشریف لے آئے (ادیب سیمابی)☆۳۵۶

وہ دیکھو، چاند نکلا وادیِ تاریک بطحا کا
وہ دیکھو، چاندنی چھٹکی فروغِ روئے روشن سے (جمیل مظہری)☆۳۵۷

جنابِ مصطفیٰ صلِ علیٰ تشریف لے آئے
سوادِ طیبہ و بطحا پہ رحمت کی گھٹا چھائی (اقبال عظیم)☆۳۵۸

پسینہ آگیا، پھری ہوئی موجوں کو ہیبت سے
شکستہ کشتیوں کے ناخدا تشریف لے آئے (اقبال عظیم)☆۳۵۹

وہ آئے جن کا آنا باعثِ الطافِ یزداں تھا
وہ آئے جن کی پیشانی کا ہر خط شرحِ قرآں تھا (ماہر القادری)☆۳۶۰

حضرت عیسیٰ نے دی جس کی نبوت کی نوید
چشمِ موسیٰ کو تھا جس کا انتظار، آ ہی گیا
(انیسہ خاتون شروانیہ) ☆۳۶۱

شبِ میلاد ہے، محبوبِ ﷺ ربِ دو جہاں آیا
جہاں میں رحمتِ حق کا محیطِ بے کراں آیا
(ضیا محمد ضیاؔ) ☆۳۶۲

جس وقت ہوئی بزمِ جہاں میں تری آمد
سجدے کو ترے جھک گیا اللہ کا گھر بھی
(حشمت علی عبیدؔ لکھنوی) ☆۳۶۳

زندگی کے ہر طرف آثار روشن ہوگئے
آپ ﷺ آئے تو در و دیوار روشن ہوگئے
(اصغر نثارؔ قریشی) ☆۳۶۴

شب کی تاریکیوں میں ماہِ فروزاں جیسے
اس طرح آج ہوا نورِ رسالت پیدا
(ظہیرؔ فتح پوری) ☆۳۶۵

خدا کے لاڈلے محبوب ﷺ، عرشِ پاک کے مہماں
سوئے عرشِ بریں آئے، مبارک ہو مبارک ہو
(سکندرؔ لکھنوی) ☆۳۶۶

پھول ادب سے خم ہوئے، غنچے ہوا سے نم ہوئے
کون یہ غیرتِ چمن، آج چمن میں آگیا
(عبداللطیف اجلؔ انبالوی) ☆۳۶۷

اے خلشؔ وہ شہر فردوسِ بریں سے کم نہیں
جس کے دامن میں حبیبِ کبریا ﷺ پیدا ہوا
(خلشؔ مظفر) ☆۳۶۸

جب بشر کے روپ میں وہ نورِ حق ظاہر ہوا
خاک پر اتمامِ لطفِ حجت آخر ہوا
(حسن جامیؔ) ☆۳۶۹

زمانے میں وہ آیا رحمۃ للعالمیں ﷺ ہوکر
یقیں کو جس نے روش کردیا عین الیقیں ہوکر
(قمرؔ صدیقی) ☆۳۷۰

رحمت کے آج بادل ہر سمت چھا رہے ہیں
نغمے خوشی کے گاؤ، سرکا ﷺ آرہے ہیں
(نور الحسن چشتیؔ) ☆۳۷۱

نبی ﷺ کے میلاد کی ہے محفل، فلک سے انوار آرہے ہیں
سحاب رحمت اللہ اللہ کر نبی ﷺ پہ چھا رہے ہیں
(نور الحسن چشتیؔ) ☆۳۷۲

کون آیا ہے گلشن میں، جھکے ہیں جو شجر آج
پھولے بھی سماتے یہ نہیں ہیں گلِ تر آج (سیّد علی شائق دہلوی)☆۳۷۳

نبی آئے جہاں میں رحمۃ للعالمیں ﷺ ہوکر
سراج السالکیں بن کر، شفیع المذنبیں ﷺ ہوکر (طارق ہمدانی)☆۳۷۴

محمد ﷺ کے لیے پیدا کیا افلاک کو رب نے
پہن کر تاجِ لولاک لما، خیر البشر ﷺ آئے (بیدلؔ فاروقی)☆۳۷۵

زباں پر کیوں نہ پیہم نعرۂ صلِ علیٰ آئے
یہ وہ دن ہے کہ عالم میں محمد مصطفیٰ ﷺ آئے (منظور حسین منظور)☆۳۷۶

جس کے آجانے سے تکمیلِ نبوت ہوگی
آج وہ تاجِ رسالت کا نگینہ آیا (تاباںؔ عابدی)☆۳۷۷

شبِ میلاد ہے، محبوبِ ربِ کبریا ﷺ آئے
زمانے سے مٹانے ظلمتیں نورِ خدا آئے (گوہرؔ ملیسانی)☆۳۷۸

یہ وہ دن ہے جس دن رہزنوں نے رہبری سیکھی
یہ وہ دن ہے ک جس دن نوعِ انساں کا زعیم آیا (آغا صادقؔ)☆۳۷۹

وہ آئے حبیبِ خدا اللہ اللہ
شہِ انبیا مصطفیٰ ﷺ اللہ اللہ (صوفیؔ اویسی)☆۳۸۰

وہ اوّل، وہ آخر، وہ باطن، وہ ظاہر
بنی نوع کے رہنما بن کے آئے (صوفیؔ اویسی)☆۳۸۱

سر بہ سجدہ ہے کیوں عظمتِ آسماں
ارضِ بطحا پہ کس کے قدم آگئے (خادمؔ اجمیری)☆۳۸۲

مبارک ہو شہِ افلاک و سلطانِ زمیں آئے
پڑھو صلِ علیٰ، دنیا میں ختم المرسلیں ﷺ آئے (خادمؔ اجمیری)☆۳۸۳

زمیں، تیرا مقدر آج کتنے اوج پر پہنچا
فلک کو ناز ہے جن پر، وہ زیرِ آسماں آئے (نسیم بستوی)☆۳۸۴

سکوں بخشِ دل اندوہ گیں تشریف لاتے ہیں
بہارِ گلشنِ علم و یقیں تشریف لاتے ہیں		(نسیم بستوی)☆۳۸۵

فساد و ظلم، شرک و کفر خود ہی مٹ گئے آخر
مخالف بھی یہ کہتے تھے کہ صادق اور امیں ﷺ آئے		(شمیم ہمت نگری)☆۳۸۶

ہوا تخلیق جب عالم تو پہلے مصطفیٰ ﷺ آئے
گواہی آپ کی دی سب نے، جتنے انبیا آئے		(حیرت الٰہ آبادی)☆۳۸۷

پہلے آتے رہے دنیا میں پیمبرؑ لیکن
پھر صدا آئی کہ اب شاہِ امم ﷺ آتے ہیں		(حیرت الٰہ آبادی)☆۳۸۸

ہوئے پیدا رسولِ ہاشمی ﷺ وقتِ بہار آیا
ندا دی میرے دل نے، شافعِ روزِ شمار آیا		(بشیر زوّاری)☆۳۸۹

پھر ہیں زمیں پہ چاند ستارے بچھے ہوئے
پھر انعقادِ جشنِ رسول ﷺ امیں ہے آج		(محمود شوکت)☆۳۹۰

آپ کے حسن سے روشن ہوا سارا عالم
ذرّہ ذرّہ بنا خورشید نما آج کے دن		(سیّد عطوف شفیق)☆۳۹۱

نویدِ ابن مریم یعنی شرحِ اسمہ احمد ﷺ
خلیل اللہ کے لب کی دعا تشریف لے آئے		(طیب قریشی)☆۳۹۲

زمانے کو دکھانے راستہ عالی وقار آئے
پڑھانے کلمۂ طیب حبیبِ ﷺ کردگار آئے		(طیب قریشی)☆۳۹۳

کچھ اس طرح رسول ﷺ کا چمکا ہے نور آج
عالم کا ذرّہ ذرّہ ہوا کوہِ طور آج		(طیب قریشی)☆۳۹۴

عاشقِ امت، حبیب کبریا ﷺ پیدا ہوا
سرورِ دیں، خواجہ ہر دوسرا پیدا ہوا		(محمد بخش مسلم)☆۳۹۵

اٹھیے اب تعظیم کو، خیرالوریٰ پیدا ہوئے
مجتبیٰ و مقتدائے انبیا پیدا ہوئے		(علی عظیم)☆۳۹۶

حق کے جلووں کو دکھانے کے لیے آپ آئے
نقش باطل کا مٹانے کے لیے آپ آئے (صدیق حل)☆۳۹۷

عرب کی سرزمیں پر عرش کے مسند نشیں آئے
گنہ گارو! وہ آئے، رحمت للعالمیں ﷺ آئے (زمان کنجاہی)☆۳۹۸

شفاعت کا لیے ساماں محمد مصطفیٰ ﷺ آئے
مثالِ رحمتِ یزداں محمد مصطفیٰ ﷺ آئے (احسان اللہ ثاقب)☆۳۹۹

اندھیروں میں نور و ضیا بن کے آئے
محمد ﷺ خدائی دیا بن کے آئے (افق دہلوی)☆۴۰۰

بہاریں زندگی کی، باغ میں آئیں کہ وہ آئے
افق پر رحمتوں کی بدلیاں چھائیں کہ وہ آئے (ایم اے شاد)☆۴۰۱

مژدہ ہو، محبوبِ ربِ ذوالکرام ﷺ آ ہی گیا
مرحبا صلِ علیٰ خیرالانام ﷺ آ ہی گیا (آفتاب وارثی)

امام المرسلیں بن کر، شفیع المذنبیں ہوکر
وہ ﷺ آئے اور آئے رحمت للعالمیں ہوکر (حامد الوارثی)☆۴۰۲

ہوا پیدا جہاں میں آج محسن نوعِ انساں کا
علم بردار تطہیرِ خراباتِ بتستاں کا (ناصر فارانی)

مچا ہے غلغلہ، گنجِ سعادت کا امیں ﷺ آیا
نقیبِ دینِ حق آیا، رسولِ آخریں ﷺ آیا (فطرت قریشی)☆۴۰۳

پئے تکمیلِ دینِ حق رسولوں کا امام آیا
بالفاظِ دگر، اللہ کا جامع پیام آیا (واصف اکبرآبادی)☆۴۰۴

وہ رحمت کے اک آسماں بن کے آئے
محمد ﷺ شہِ دو جہاں بن کے آئے (عبدالمجید منظر باغپتی)☆۴۰۵

ہر برائی کا سدِ باب آیا
رحمتِ حق کا انتخاب آیا (امین حزیں سیالکوٹی)☆۴۰۶

زمیں پر امن کے وہ پھول برساتے ہوئے آئے
ترانہ عظمتِ توحید کا گاتے ہوئے آئے — (اختر پٹھان کوٹی)☆[۲۰۷]

عیدِ میلاد ہے، رحمت کی گھٹا چھائی ہے
ہر طرف نور برستا ہے، بہار آئی ہے — (اصغر بریلوی)

فلک سے زمیں پر پیام آگئے ہیں
بشارت ہو، خیرالانام ﷺ آگئے ہیں — (تابؔ رضوی)☆[۲۰۸]

جمالِ دو جہاں، محبوبِ رب العالمیں ﷺ آئے
دلیلِ کبریا ہوکر وہ ختم المرسلیں ﷺ آئے — (گل بخشالوی)

نور ہی نور ہیں آج ارض وسما، وجہِ تخلیقِ کون ومکاں آگئے
لطف ورحمت کی برسات ہونے لگی، ابر بن کر جو رحمت نشاں آگئے — (نادرؔ حسین بھٹی)☆[۲۰۹]

بجھی فارس کی آگ اور قصرِ کسریٰ میں خلل آیا
وہ آیا اور اس محفل میں کیسا بر محل آیا — (تحسین فراقی)☆[۲۱۰]

خوفِ خزاں، نہ خدشۂ برق و شرر ہے آج
گلشن میں بندوبست برنگِ دگر ہے آج — (ایازؔ صدیقی)☆[۲۱۱]

حق کا پیغام سنانے آئے
آپ ﷺ انسان بنانے آئے — (سید ناصرؔ زیدی)☆[۲۱۲]

جہاں میں وہ مہر و وفا بن کے آئے
گنہ گاروں کا آسرا بن کے آئے — (اقبال منظرؔ)☆[۲۱۳]

امین و صادق و مہرِ مبین و مہ جبیں آئے
انیس و مہربان و نکتہ دان و نکتہ بیں آئے — (خورشید بیگ میلسوی)

شہِ دنیا و دیں آئے، امام المرسلیں آئے
جہانِ عشق و مستی کی بنائے اوّلیں آئے — (مضطر فیروز پوری)

وہ ختم المرسلیں پیغمبرِ دینِ متیں آئے
وہ نورِ حق کا مظہر تھے، وہ رخشندہ جبیں آئے — (عباس بیگ عباسؔ)

مبارک ہو، شہِ ذی شان آئے
زمیں پر عرش کے مہمان آئے (محمد اکرم عاجز)

ملائک وجد میں آئے، امام المرسلیں ﷺ آئے
حفیظ الحافظیں آئے، رفیع الارفعیں ﷺ آئے (غلام حسین آسی)☆۴۱۴

حبیبِ خالقِ کون و مکاں ﷺ تشریف لاتے ہیں
مچی ہے دھوم جن کی دونوں عالم میں، وہ آتے ہیں (شیوا بریلوی)☆۴۱۵

درِ رحمت کھلا، ماہِ ربیع الاوّلیں آیا
جہاں میں غل ہوا، محبوبِ ربّ العالمیں ﷺ آیا (بشیر النسا بشیر)☆۴۱۶

لو مبارک ہو، محمد مصطفیٰ ﷺ پیدا ہوئے
باعثِ پیدائشِ ارض و سما پیدا ہوئے (سعیدہ بلندشہری)☆۴۱۷

رسولِ ہاشمی ﷺ آیا، حبیبِ کردگار آیا
غریبوں کا سکوں آیا، امیروں کا قرار آیا (زاہدہ کمال)☆۴۱۸

جب اس عالم کی مظلومی کا عہد اختتام آیا
یکایک آسماں سے مژدۂ انعامِ عام آیا (عبداللہ خورجوی)☆۴۱۹

ہر طرف رحمت کے بادل چھاگئے، آپ ﷺ آگئے
سب نقوشِ رنج و غم دھندلاگئے، آپ آگئے (فیض رسول فیضان)

حق کا پیغام سنانے کے لیے آئے ہیں
اس نے بھیجا تو زمانے کے لیے آئے ہیں (سیّد رابعہ نہاں)

کن کے انوار سجانے کے لیے آپ ﷺ آئے
ذوقِ نظارہ بڑھانے کے لیے آپ ﷺ آئے (ہلال جعفری)

محمد ﷺ یہ دوری مٹانے کو آئے
بشر کو خدا سے ملانے کو آئے (نجم نعمانی)☆۴۲۰

خلوص و مہر و محبت لیے ہوئے آئے
پیامِ صدق و اخوت لیے ہوئے آئے (ریاض احمد پرواز)

گل اسلام کھلانے کے لیے آپ ﷺ آئے
بوئے توحید سنگھانے کے لیے آپ آئے (حبیب اللہ حادیؔ)

بیاں کیا کیجیے، کیسے محمد مصطفیٰ ﷺ آئے
منور ہوگیا عالم، بہ ایں نور و ضیا آئے (نظیر شاہجہان پوری)

جوشِ رحمت سے کھلا بابِ اثر آج کے دن
ملی انسان کو معراجِ نظر آج کے دن (طفیلؔ ہوشیار پوری)

شہِ کونین ختمی مرتبت، وجہِ ضیا آئے
زمیں پر آسماں کے راز لے کر مصطفیٰ ﷺ آئے (بدرؔ فاروقی)☆۴۲۱

آپ کی بعثت سے پہلے تھا ہر منظر، ہر نقشِ دو عالم
اجڑا اجڑا، پھیکا پھیکا، ہلکا ہلکا، مدھم مدھم (عاصیؔ کرنالی)

آگیا مقصودِ امکاں، فخرِ انساں آگیا
مرحبا صد مرحبا، عالم کا سلطاں آگیا (حافظؔ چشتی تونسوی)

وہ رحمت کی کرن پھوٹی، وہ برسا نورِ حقانی
وہ ابھرا مطلعِ فاراں سے روشن مہرِ یزدانی (رضوانؔ بریلوی)

راستے صاف بتاتے ہیں کہ آپ ﷺ آتے ہیں
لوگ محفل کو سجاتے ہیں کہ آپ ﷺ آتے ہیں (نصیرؔ گولڑوی)

پردۂ راز میں توحید کا ہم راز آیا
بن کے سب نبیوںؑ میں وہ بہتر و ممتاز آیا (رحیمؔ امرتسری)☆۴۲۲

غنچہ غنچہ تبسم برلب ہوگیا، آپ ﷺ آئے کہ فصلِ بہار آگئی
ایک طوفان اٹھا نکہت و نور کا یا نسیم چمن مشک بار آگئی (ریاضؔ سیالکوٹی)☆۴۲۳

آپ ﷺ آئے تو دنیا میں نور آگیا
زندگی کو بھی اپنا شعور آگیا (شفیق الدین شارقؔ)☆۴۲۴

وہ ختم المرسلیں ﷺ آئے، بہاروں کا پیام آیا
زمیں انوار سے مہکی، اخوت کا نظام آیا (مشرف حسین انجمؔ)☆۴۲۵

اختلافات مٹانے کے لیے آپ ﷺ آئے
وحدتِ فکر بڑھانے کے لیے آپ ﷺ آئے (وحید الحسن ہاشمیؔ)☆۴۲۶

رؤف آگئے ہیں، رحیم آگئے ہیں
جہاں میں رسولِ کریم ﷺ آگئے ہیں (حکیم شریف احسن)☆[۴۲۷]

خزاں زدوں کے لیے یہ بہار کا دن ہے
سحابِ نور کی پہلی پھوار کا دن ہے (مسعود رضا خاکی)☆[۴۲۸]

حبیبِ کبریا، نورِ خدا، خیرالبشر ﷺ آئے
مٹی ظلمت زمانے کی جو وہ نورِ سحر آئے (ماجد علی کاوش زیدی)☆[۴۲۹]

ابھر ابھر کر تجلیوں سے فضا میں حسن و شباب آیا
ہوا منور تمام عالم، زمیں پہ جب آفتاب آیا (شعیب آبرو)☆[۴۳۰]

جہانِ خاک کے ظلمت کدے میں
مہِ نور و ضیا بن کر وہ آئے (وارث الجیلانی)

حضور ﷺ آئے تو اک عہدِ باوقار آیا
خزاں کا دور گیا، موسمِ بہار آیا (اشرف امید)

شمعِ توحید اندھیروں میں جلانے آئے
آپ ہر ظلمتِ دوراں کو مٹانے آئے (قمر ہاشمی)☆[۴۳۱]

ہوئے جس دن عرب میں حضرتِ خیرالبشر ﷺ پیدا
ہوا ہے ذرّے ذرّے میں محبت کا اثر پیدا (شعلہ بجنوری)

حبیبِ کبریا محبوبِ ربّ العالمیں ﷺ آئے
پیامِ امنِ عالم لے کے ختم المرسلیں ﷺ آئے (گفتار خیالی)☆[۴۳۲]

نہ یوں حسنِ ازل ہوتا، لیکن پنہاں، کہیں پیدا
نہ گر آفاق میں ہوتا وہ نورِ اوّلیں پیدا (عنبر چغتائی)

حق کا پیغام زمانے کو سنانے آئے
آپ انسان کو انسان بنانے آئے (قمر زیدی سہارن پوری)

شفیع المذنبیں، فخرِ امم خیر الوریٰ بن کر
مرے سرکار ﷺ آئے رحمتِ ہر دوسرا بن کر (محشر زیدی)☆[۴۳۳]

نصیب چمکے ہیں فرشیوں کے کہ عرش کے چاند آرہے ہیں
جھلک سے جن کی، فلک ہے روشن، وہ شمس تشریف لا رہے ہیں (سالک نعیمی)

آئے سرکار ﷺ اندھیروں کو مٹانے کے لیے
بندگی کے ہمیں آداب سکھانے کے لیے (محمد کمال قادری)☆۴۳۴

نسلِ انساں پر ہے احساں آپ کا آنا حضور ﷺ
باعثِ تکمیلِ انساں آپ کا آنا حضور ﷺ (ریاض حسین چودھری)☆۴۳۵

آمدِ خیرالوریٰ ﷺ کی دھوم ہے
ہر طرف صلِ علیٰ کی دھوم ہے (آفتاب کریمی)☆۴۳۶

جہاں میں حبیبِ خدا ﷺ آج آئے
مبارک ہو، خیرالوریٰ آج آئے (بہزاد لکھنوی)☆۴۳۷

سراپا وہ نورِ خدا بن کے آئے
رسولِ خدا ﷺ حق نما بن کے آئے (ستار وارثی)☆۴۳۸

بساطِ ارض پر زینت دہِ عرشِ بریں آیا
سند رحمت کی لے کر رحمت للعالمیں ﷺ آیا (میر احدی اجمیری)☆۴۳۹

جہاں میں جب حبیب خاص ربّ العالمیں ﷺ آیا
ہوا غل شش جہت میں باعثِ کل آفریں آیا (وفا وارثی)☆۴۴۰

جہاں میں جب سے رسالت مآب ﷺ آئے ہیں
دل و نظر میں عجب انقلاب آئے ہیں (تحسی کنجاہی)☆۴۴۱

حبیبِ کبریا آئے، امام الانبیا آئے
شفیع المذنبیں، بدرالدجیٰ شمس الضحیٰ آئے (عارف سیمابی)☆۴۴۲

پہن کر کون یہ انسانیت کا پیرہن آیا
کہ ہر انسان کو دنیا میں جینے کا چلن آیا (صابر کوثر)☆۴۴۳

کشورِ دنیا و دیں کے تاج ور پیدا ہوئے
پیکرِ نورِ خدا، خیرالبشر ﷺ پیدا ہوئے (قمر میرٹھی)☆۴۴۴

فلک سے اس زمیں تک نور برساتی ہوئی آئی
رسولوں کے تسلسل میں جو صورت آخری آئی (غالب عرفان)☆۴۴۵

مبارک ہو مبارک ہو، حبیبِ کبریا ﷺ آئے
محمد مصطفیٰ آئے، رسولِ مجتبیٰ ﷺ آئے (عطاء الرحمٰن شیخ)☆۴۴۶

زمیں پر آسماں بن کر محمد مصطفیٰ ﷺ آئے
جمال اپنا دکھانے کو حبیبِ کبریا آئے (ہارون الرشید)☆[۴۴۷]

رشتۂ مخلوق خالق سے ملانے آگئے
مہرِ تاباں ظلمتِ دنیا مٹانے آگئے (سعادت حسن آس)☆[۴۴۸]

جہاں میں نور پھیلانے حبیبِ کبریا آئے
مرادِ دین و دنیا، شافعِ روزِ جزا ﷺ آئے (عزیز الدین خاکی)☆[۴۴۹]

کون آگیا نجات کا ساماں لیے ہوئے
اپنے جلو میں رحمتِ یزداں لیے ہوئے (انجم وزیر آبادی)☆[۴۵۰]

بزمِ کونین سجانے کے لیے آپ ﷺ آئے
شمعِ توحید جلانے لیے آپ ﷺ آئے (ساغر صدیقی)☆[۴۵۱]

بات بگڑی ہوئی سرکار ﷺ بنانے آئے
یعنی مخلوق کو خالق سے ملانے آئے (تابش صمدانی)☆[۴۵۲]

آپ ﷺ آئے تو زمانے میں اجالا آیا
اوج پر قسمتِ انساں کا ستارہ آیا (منور ہاشمی)☆[۴۵۳]

بے رنگ تھے حالات، اگر آپ ﷺ نہ آتے
بنتی نہ کبھی بات، اگر آپ ﷺ نہ آتے (طفیل ہوشیار پوری)

آپ اللہ کا پیغام سنانے آئے
بات بگڑی ہوئی انساں کی بنانے آئے (طفیل ہوشیار پوری)☆[۴۵۴]

خلق کا حاجت روا پیدا ہوا
اہلِ دل کا مدعا پیدا ہوا (قضا کوثری)

غلامی کے لیے جن کی، سلاطینِ جہاں آئے
مبارک ہو، وہ میرِ محفلِ کون و مکاں آئے (عزیز حاصل پوری)☆[۴۵۵]

مبارک وقت پر دنیا میں جب خیرالانام آئے
تو حضرت آمنہؓ کے نام حوروں کے پیام آئے (قمر حجازی)☆[۴۵۶]

ہوا بابِ نبوت بند، ختم المرسلیں ﷺ آئے
سنانے آخری پیغام حق کا، شاہِ دیں ﷺ آئے (شہاب دہلوی)☆[۴۵۷]

بہارِ خلد لے کر ساتھ محبوبِ خدا ﷺ آئے
نرالی شان سے دنیا میں شاہِ دوسرا آئے
(احمد حسین جمالی)[۴۵۸]

نبوت کا شرف آئے، رسالت کی ضیا آئے
امینِ کنت کنزا، فخرِ اقلیمِ دنا آئے
(ضامن حسنی)[۴۵۹]

دہر کی ظلمتیں مٹ گئیں
نور کی کائنات آگئے
(صادق دہلوی)[۴۶۰]

سوسن نے کہا پھر بسم اللہ، لالے نے کہا صدِ صلِ علیٰ
مرغانِ چمن تھے زمزمہ زن، کیا صبح ہوئی گلزاروں میں
(فدا حسین فدا)[۴۶۱]

رسولِ پاک ﷺ ہیں مظہر خداوندِ تعلیٰ کے
ہوئی ظاہر رضائے حق وجودِ مصطفیٰ ﷺ بن کر
(قریشی محمد شریف ظفر)[۴۶۲]

آپ آئے تو یوں خیرمقدم ہوا
عید پگ پگ ہوئی، جشن گھر گھر ہوئے
(جعفر بلوچ)[۴۶۳]

خداوندِ عالم کی رحمت کا پیکر
رسالت کے آئینے میں جلوہ گر ہے
(کیفی سرحدی)[۴۶۴]

اجالا ہر طرف پھیلا، دو عالم جگمگائے ہیں
محمد مصطفیٰ ﷺ دنیا میں جب تشریف لائے ہیں
(محبت خاں بنگش)[۴۶۵]

زمانے میں خداوندِ دو عالم کے فرستادہ
بہت آئے تھے پہلے بھی، مگر ان سا نہیں آیا
(فطرت قریشی)[۴۶۶]

مچی ہے دھوم دنیا میں نبی ﷺ تشریف لاتے ہیں
خوشی سے خیرمقدم کو جہاں نے گود پھیلائی

نورِ حق سے مٹ گئیں باطل کی سب تاریکیاں
جب یہاں تشریف لائے رحمۃ للعالمیں ﷺ
(راجا رشید محمود)[۴۶۷]

باغِ حیات گلشنِ ناآفریدہ تھا
آمد سے ان کی ہر گلِ تر مسکرا اٹھا
(راجا رشید محمود)[۴۶۸]

اس جہاں میں ان کی آمد ہے جو احسانِ خدا
جشنِ میلادِ نبی ﷺ ہے شکرِ احسان نشاط
(راجا رشید محمود)[۴۶۹]

حق کے جلوے ہر طرف چھانے لگے، چھانے لگے
سرورِ عالم ﷺ جہاں میں جلوہ دکھلانے لگے

☆

آدمؑ و نوحؑ و خلیل اللہ کا دلبر آگیا
یونسؑ و اسحاقؑ کا، یحییٰؑ کا رہبر آگیا (رانا بھگوان داس بھگوان)

محمد ﷺ (۱) حبیبِ خدا بن کے آئے
وہ ہر دل کے دکھ کی دوا بن کے آئے (نوبت رائے شوقؔ)

ملائک آج لے کر یہ نوید جاں فزا آئے
جنابِ آمنہؓ کے گھر محمد مصطفیٰ ﷺ آئے (فتح چند نسیمؔ)☆۴۷۰

خیرمقدم کرکے میلادِ رسول اللہ ﷺ کا
دور کردو سب یہ جھگڑے کر رہی ہوں التجا (رام پیاری لکھنوی)☆۴۷۱

جشنِ ولادت

حضور فخرِ موجودات سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کی اس دنیا میں تشریف آوری کا ذکرِ پاک شعرائے کرام نے محبت وعقیدت کی زبان میں کیا ہے۔ انھوں نے خداوندِ قدوس کریم کے اس احسانِ عظیم پر مسرت و انبساط کا اظہار بھی کیا ہے اور اس دن کی اہمیت کی نشان دہی بھی کی ہے جس دن آقا حضور ﷺ نے دنیائے آب وگل میں تشریف ارزانی فرمائی۔

ہر اہلِ ایمان اما بنعمت ربك فحدث کی الوہی ہدایت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنے رب کریم کی سب سے بڑی نعمت اور احسانِ عظیم کے حوالے سے جشنِ مسرت مناتا ہے اور لوگوں کو اس جشنِ انبساط و ابتہاج پر ہدیۂ تبریک وتہنیت دیتا ہے۔ جس آدمی کی طبع موزوں ہو، وہ یہ بات شعر وسخن کی وساطت سے کرتا ہے اور اپنی خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ اس نوعیت کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیے:

دنیا میں جشن ہے جو نبی ﷺ کے ظہور کا
بشاش دل ہے عیش و نشاط و سرور کا (غریبؔ سہارن پوری)☆۴۷۲

پھر جشنِ ولادت پہ چراغاں ہے ہر اک سو
پھر محوِ فغاں ہوئے ہیں کفار و صنم آج (حافظ عبدالغفار حافظؔ)☆۴۷۳

خوشی کی محفلیں ہیں جا بہ جا اور دھوم گھر گھر ہے
مبارک آج کے دن شادیِ میلادِ سرور ﷺ ہے (عقیل)☆۴۷۴

عالمِ انسانیت میں دھوم ہے میلاد کی
عالمِ ملکومیت میں آج جشنِ عام ہے (سکندر لکھنوی)☆۴۷۵

عید میلادالنبی ﷺ

بہت سے شاعروں نے عید میلادالنبی (ﷺ) کے نام سے اس مبارک دن کا ذکر کیا ہے اور خصوصی نعتیں کہی ہیں۔ چند شعرا کا ایک ایک شعر پیش کیا جاتا ہے۔

عیدِ میلاد محمد ﷺ سے نہیں بڑھ سکتیں
لاکھ دکھلایا کریں شانِ تجمل عیدیں (اکبر وارثی)☆۴۷۶

مژدہ اے شوقِ وصالِ عید میلاد نبی ﷺ
ہوگیا طالع ہلالِ عید میلادِ نبی ﷺ (ضیاء القادری)☆۴۷۷

آئی ہے دنیا میں جم جم عیدِ میلادِ رسول ﷺ
کھوئے گی دنیا کے سب غم عیدِ میلادِ رسول ﷺ (حافظ پیلی بھیتی)☆۴۷۸

آج کا دن ہے کتابِ زندگی کا پیش لفظ
نقشِ حسنِ کلکِ داور عیدِ میلاد النبی ﷺ
جشنِ استقبالِ سلطانِ مکان و لامکاں
شرحِ لولاکِ لما ہے عیدِ میلاد النبی ﷺ (قمر یزدانی)☆۴۷۹

یومِ سرکارِ پیمبر ﷺ، عیدِ میلاد النبی ﷺ
انبساطِ جاں سراسر عیدِ میلاد النبی ﷺ (راجا رشید محمود)☆۴۸۰

رحِ دیں ہے عیدِ میلاد النبی ﷺ
کیا حسین ہے عیدِ میلاد النبی ﷺ (صبیح رحمانی)☆۴۸۱

لو، مبارک ہو، پھر آئی عیدِ میلادِ حبیب ﷺ
اک بہارِ تازہ لائی عیدِ میلادِ حبیب ﷺ (حبیب نقش بندی)☆۴۸۲

عیدِ ولادِ مصطفیٰ ﷺ سارے منانے آئے ہیں
آئندہ صدیاں آئی ہیں، گزرے زمانے آئے ہیں (مظفر وارثی)☆۔۔۔۴۸۳

یہ جشنِ عید میلاد النبی ﷺ ہے
اسی باعث جہاں میں روشنی ہے (عزیز الدین خاکی)☆۔۔۔۴۸۴

اللہ رے میلادِ پیمبر ﷺ کا مہینہ
دنیا کو ملا رحمت و رافت کا خزینہ (محمد لطیف)☆۔۔۔۴۸۵

عیدِ میلادالنبی ﷺ (تین قطعات) (مسعود رضا خاکی)☆۔۔۔۴۸۶

عیدِ میلادالنبی ﷺ (تین قطعات) (محمد منصور آفاق)

دیوارِ حرم کی چھاتی سے چپکے ہوئے بت کیوں لرزاں ہیں
کس ذات کی آمد ہے لوگو، کیوں قیصر و کسریٰ ترساں ہیں (منصور آفاق)☆۔۔۔۴۸۷

عیدِ میلادِ سرکار ﷺ (راجا رشید محمود)☆۔۔۔۴۸۸

آج کا دن تھا کہ جب نورِ معانی کے طفیل
تیرہ و تار زمیں مطلعِ انوار ہوئی (جگن ناتھ آزاد)☆۔۔۔۴۸۹

پروفیسر افضال احمد انور (فیصل آباد) کا ایک مسدس (۱۰۔ بند) ''یومِ میلادِ مصطفیٰ ﷺ'' ماہ نامہ ''نعت'' میں چھپا تھا۔ پہلا بند دیکھیے:

یہ اسلام کی شان و شوکت کا دن ہے
یہ حق و صداقت کی عظمت کا دن ہے
یہ انسانیت کی فضیلت کا دن ہے
یہ الفت، محبت، مودّت کا دن ہے
یہ نعمت کا، تحدیثِ نعمت کا دن ہے
یہ پیارے نبی ﷺ کی ولادت کا دن ہے☆۔۔۔۴۹۰

محفلِ میلاد

مسلمان ۱۲ ربیع الاوّل کو دنیا کے ہر خطے اور ہر ملک میں آقا حضور ﷺ کی دنیائے

انسانیت میں تشریف آوری کی خوشی میں محافل میلاد منعقد کرتے ہیں۔ اس خاص مبارک دن کے علاوہ بھی لوگ سال کے دوران میں اللہ تعالیٰ کی اس عنایت اور سرکار ﷺ کے اس کرم کا ذکر کرنے اور اس پر خوشیاں نچھاور کرنے کے لیے محافلِ میلاد مناتے رہتے ہیں۔

راجا رشید محمود نے ''محافل میلاد'' کے موضوع پر ۲۶ صفحات کا ایک تحقیقی مقالہ بھی لکھا۔☆۴۹۱

شاعر قوم کی آنکھ بھی ہوتا ہے اور زبان بھی، اس لیے اردو نعتوں میں جا بہ جا محفلِ میلاد کا تذکرہ بھی کیا جاتا ہے۔ مثلاً:

فلک سے محفلِ میلاد میں انوار آتے ہیں
عرب سے بادشاہِ دیں ﷺ پے دربار آتے ہیں (نجم بریلوی)☆۴۹۲

جمی ہے آج محفل مولدِ فخر اب وجد کی
ہوئی ہے شمع روشن جلوۂ نورِ مجرد کی (غریب سہارن پوری)☆۴۹۳

بزمِ میلاد ہے وہ افضل و بہتر محفل
کہ ہوا کرتی ہے آفاق میں گھر گھر محفل (غریب)☆۴۹۴

کیا ہی مولودِ مبارک آج میرے گھر میں ہے
نورِ حق اللہ اکبر آج میرے گھر میں ہے (سراج آغائی)☆۴۹۵

ہوتا ہے بے شک خدائے پاک کا
لطف و احساں محفلِ میلاد میں (سیّد محمد غوث شاہ)☆۴۹۶

یہ محفلِ ولادتِ خیرالانام ﷺ ہے
تعظیم کی جگہ ہے، ادب کا مقام ہے (نور سہارن پوری)☆۴۹۷

محبوبِ کبریا ﷺ کی ولادت کی بزم ہے
پڑھ لو درود، آج سعادت کی بزم ہے (بیکل اُتساہی)☆۴۹۸

میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی یہ محفل ہے مومنو!
دوڑو چلو، وصالِ حبیب خدا ﷺ ہے آج (موتیؔ لدھیانوی)☆۴۹۹

اللہ　اللہ　ضیا　باریِ　نغماتِ　درود
ہوگئی آپ ﷺ کے میلاد کی محفل روشن　　(شفیق کوٹی)☆۵۰۰

نزولِ رحمتِ حق ہے میانِ محفلِ مولود
خداوندِ جہاں ہے قدردانِ محفلِ مولد　　(حقیر فاروقی)☆۵۰۱

سنو آکر ذرا مجھ سے بیانِ مولدِ حضرت ﷺ
رقم کرتا ہوں اب کچھ داستانِ مولدِ حضرت ﷺ　　(حافظ جون پوری)☆۵۰۲

آؤ مشتاقانِ محفل، محفلِ میلاد میں
رحمتیں بے حد ہیں نازل محفلِ میلاد میں　　(بیدلؔ رام پوری)☆۵۰۳

میلاد سجانے آیا ہوں
میں نعت سنانے آیا ہوں　　(آفتاب کریمی)☆۵۰۴

یوں محفلِ میلاد میں حاضر ہوں میں دل سے
حقا کہ یہ دربار ہے محبوبِ خدا ﷺ کا　　(بچھی نرائن سخاؔ)☆۵۰۵

میلاد غیر مسلموں کی نظر میں

اہلِ ایمان کو تو اپنے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثناء کی مدحت و ثنا میں تر زبانی کرنا ہی کرنا ہے۔ ان کا تو فرض ہے کہ اپنے سرکار (ﷺ) پر درود وسلام کے ڈونگرے نچھاور کریں۔ لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً کے مصداق ہم ہیں، اپنے محبوبِ پاک ﷺ کو مبعوث فرما کر اللہ کریم نے ہم پر احسان کیا ہے اور ہمیں اس احسان کا بار بار ذکر کرنے کا حکم دیا ہے... ہم تو حضور ﷺ کے اس دنیا میں مبعوث ہونے کی خوشی مناتے ہی ہیں، غیر مسلم جنھیں اسلام نصیب نہیں ہوا، وہ حضور ﷺ پر ایمان نہیں لائے، وہ بھی عید میلاد النبی ﷺ کی خوشیاں منانے کی بات کرتے ہیں۔ اصل میں سرکار ﷺ ہمارے محسن ہیں تو محسنِ انسانیت بھی تو ہیں، آپ ہمارے لیے رؤف و رحیم ہیں تو عالمین کے لیے بھی تو رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں اور جو غیر مسلم حضور ﷺ کے فیوض و برکات اور رحمت و کرم کو محسوس کرتے ہیں، اپنے آپ کو، اپنے ماحول کو، ساری دنیا کو سرکار ﷺ کا مرہونِ احسان پاتے ہیں۔ یہ وہ غیر مسلم ہیں جن میں

انسانیت کی رمق موجود ہے، وہ انسانیت کے محسنِ اعظم ﷺ کی بارگہ میں ہدیۂ عقدیت پیش کرنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتے ہیں او جب اس دن کے بارے میں سوچتے ہیں جب سرکار ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے تھے، وہ اس دن کی تعریف میں اور آقا (ﷺ) کے میلادِ پاک کی خوشی میں رطب اللسان ہوجاتے ہیں۔ (ملاحظہ فرمایئے)

ربیع الاوّل آتے ہی جہاں میں تازگی آئی گلستانِ تمنا میں بہارِ سرمدی آئی
اسی کی بارہویں شب بھی بہ شانِ دلبری آئی ندا یہ غیب سے آئی کہ روحِ زندگی آئی
مجسم ہو کے نورِ سرمدی آیا بشر ہوکر
جنابِ آمنہؓ کی گود میں آیا پسر ہوکر
(جگن ناتھ کمالؔ کرتار پوری)☆۵۰۶

دنیا میں جب وہ ساعتِ اکرام آگئی اپنی جگہ پہ گردشِ ایام آگئی
دن ڈھلتے ڈھلتے دھوپ لب بام آگئی تفسیرِ والضحیٰ کے لیے شام آگئی
والیل تھی شروع کہ خورشید چھپ گیا
چھپتا نہ کیوں، یہ مہرِ رسالت کا وقت تھا
(کمالؔ کرتار پوری)☆۵۰۷

اک جہالت کی گھٹا تھی چار سو چھائی ہوئی ہر طرف خلقِ خدا پھرتی تھی گھبرائی ہوئی
شاخ دیں داری کی تھی بے طرح مرجھائی ہوئی لہلہا اٹھی، تری جب جلوہ آرائی ہوئی
تیرے دم سے ہوگئیں تاریکیاں سب منتشر
پاگئی راحت ترے آنے سے چشمِ منتظر
(سردار بشن سنگھ بیکلؔ)☆۵۰۸

وہ جس کے آنے سے کھلی دل کے گلستاں کی کلی
پھر پھولنے پھلنے لگی جو شاخ تھی سوکھی ہوئی
ٹوٹی ہوئی، پھوٹی ہوئی
(چمن لال چمنؔ)☆۵۰۹

نعت کے بدلے رضاؔ آج سنائی جو غزل
واقعی یہ تمھیں ''میلاد'' میں سوجھی اچھی	(کالی داس گپتا رضاؔ)☆۵۱۰

شگفتہ ہے کلی کلی، حسیں پھول پھول ہے
یہ روزِ بے مثال ہے، ولادتِ رسول ﷺ ہے	(کالی داس گپتا رضاؔ)☆۵۱۱

محمد ﷺ حبیبِ خدا بن کے آئے
وہ ہر دل کے دکھ کی دوا بن کے آئے	(نوبت رائے شوقؔ)☆۵۱۲

حقیقت کی خبر دینے بشیر آیا، نذیر آیا
شہنشاہی نے جس کے پاؤں چومے، وہ فقیر آیا	(پنڈت جگن ناتھ آزاد)☆۵۱۳

ملکِ عرب میں پیدا ہوا سرور ساری خدائی کا
کون ہوا ہے آج تک ایسا سرکاروں میں سرداروں میں	(سرکشن پرشاد شادؔ)☆۵۱۴

دنیا کو تم نے آکر پرنور کردیا ہے
اور ظلمتوں کو یکسر کافور کردیا ہے	(شیام سندر باصرؔ کاشمیری)☆۵۱۵

عید میلادالنبی ﷺ کی بزم ہے آراستہ
آج ہونا چاہیے اظہارِ شانِ مصطفی ﷺ	(چاند بہاری لال صہباؔ ماتھر)☆۵۱۶
موجِ بحر روشنی اٹھی، کرن بن کے چلی
آدمی کی شکل میں نورِ خدا پیدا ہوا

☆

جس پہ بشر کو ناز ہے، ایسا بشر پیدا ہوا
صاحب خرد پیدا ہوا، صاحب نظر پیدا ہوا	(چرن سرن نازؔ مانک پوری)☆۵۱۷

آج کیا ہے جو سجاوٹ ہے سرِ چرخِ بریں
چاندنی رات بھی دل کش ہے، ستارے بھی حسیں
نور ہی نور ہے، ظلمت کا کہیں نام نہیں
قابلِ دید ہے گلزارِ جناں کی تزئیں
حکمِ خالق ہے، فرشتے سبھی ہشیار رہیں
میرے محبوب ﷺ کی تعظیم کو تیار رہیں	(منی لال جوانؔ سندیلوی)☆۵۱۸

نعت میں ذکرِ میلادِ سرکار ﷺ

آج ہے آتش مبارک یومِ میلادِ نبی ﷺ
آج پھر سے قلب میں تازہ کریں یادِ نبی ﷺ (دیوی دیال آتش)

ڈگمگاتی ہوئی کرنوں کو سنبھالا آیا
کس کے آنے سے زمانے میں اجالا آیا (سورج نرائن سورج)

بھلا کون آج بزمِ دہر میں ایسا حسیں آیا
صدا ہر سمت سے آئی، کوئی ماہِ مبیں آیا (ہر دیال شوق)

پیمبر نبیؐ رہنما بن کے آئے
محمد ﷺ رسولِ خدا بن کے آئے (سردار رام صابر)

عیدِ میلادِ محمد ﷺ جامِ مے بردوش ہے
مست اُدھر عابد، اِدھر زاہد بھی عشرت کوش ہے
آج واعظ بھی ہے مے کش، شیخ بھی مے نوش ہے
دیکھیے محفل کی محفل بے پیے مدہوش ہے
ذکرِ حضرت ﷺ نے عجب وہ کیف پیدا کردیا (امر چند قیس جالندھری)☆۵۱۹

اس سے پہلے مختلف عنوانات کے تحت کئی غیر مسلموں کے میلادیہ اشعار نقل کیے جاچکے ہیں جن میں جسٹس رانا بھگوان داس بھگوان، دینا ناتھ مست کشمیری، لالہ لچھمی نرائن سخا اور دوسرے اہم شعرا شامل ہیں۔

مضمون مکمل کرنے سے پہلے ایک مسدس اور ایک مخمس کا ایک ایک بند نذر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ پہلے مشہور صحافی محمد اشرف خاں عطا کا میلادیہ مسدس دیکھیے:

وہ جس نے آکے وحدت کا دیا پیغام دنیا کو
پلایا بادۂ عرفاں کا جس نے جام دنیا کو
وہ جس نے حکمرانی کی بساطِ کہنہ دے پلٹی
وہ جس نے حریت سکھلائی نافر جام دنیا کو
وہ جس کے دہر میں آنے سے دورِ انقلاب آیا
ضعیفوں، ناتوانوں اور غلاموں پر شباب آیا (اشرف عطا)☆۵۲۰

اب ستار وارثی کے میلادیہ مخمس کا ایک بند:

عرشِ بریں سے نورِ خدا جلوہ بار ہے
ہر شے جمالِ یار کی آئینہ دار ہے
آرائشِ چمن سے فضا مشک بار ہے
جس سمت دیکھو، صلِ علیٰ کی پکار ہے
آج آمدِ حضور ﷺ ہے، جشنِ بہار ہے (ستار وارثی) ☆۵۲۱

اور... اب آخر میں ''الوداع ماہِ میلاد'' کا نیا مضمون۔ شاعر ہیں چودھری اکرم علی اختر:

الوداع، سرکار ﷺ کے ماہِ ولادت الوداع
سب مہینوں میں بڑی ہے تیری عظمت، الوداع
ترے جانے پر دلِ اختر سے نکلی یہ دعا
زندگی میں پھر کریں تیرا سواگت، الوداع

☆

وقت اب وہ قریب آگیا ہے
ماہِ میلاد جانے لگا ہے
رحمتوں کا مبارک مہینہ
مومنوں سے جدا ہو رہا ہے ☆۵۲۲

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اہلِ ایمان شاعر تو حضور رسولِ انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دنیا میں تشریف لانے کی خوشی مناتے ہی ہیں، اہلِ دل اور اہلِ نظر غیر مسلم بھی عیدِ میلادالنبی ﷺ کی مدحت میں خامہ فرسائی کرتے ہیں اور خوب کرتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ وقت کی قلت، صفحات کی تنگ دامانی اور میری بے بضاعتی کے اشتراک کے باعث موضوع سے انصاف نہیں ہوسکا، لیکن بہرحال، اس مضمون سے یہ ضرور واضح ہوجائے گا کہ نعت کا کوئی قابلِ ذکر شاعر ایسا نہیں جس نے میلادِ مصطفیٰ (علیہ التحیۃ والثنا) کے حوالے سے بات نہ کی ہو اور اللہ کے اس احسان پر شکر اور تحدیثِ نعمت پر اظہارِ مسرت و انبساط نہ کیا ہو۔

حواشی

☆۱۔ یہ حدیث ان الفاظ میں کتب صحاح میں نہیں پائی جاتی لیکن کچھ دوسری احادیثِ مبارکہ سے اس مضمون کی تصدیق ہوتی ہے۔ مثلاً مشکوٰۃ المصابیح کی حدیث کہ میری تخلیق اس وقت ہو چکی تھی جب آدمؑ مٹی اور پانی کے درمیان تھے یا زرقانی کی یہ روایت کہ اول ما خلق اللّٰہ نوری (شرح السنۃ)۔

☆۲۔ مصنف عبدالرزاق بہ حوالہ "نوری بشر" مؤلفہ حکیم مرزا الطاف احمد بیگ، ص۱۲۔

☆۳۔ ۱۹۷۳ء میں ماہ نامہ "ضیائے حرم" لاہور میں پروفیسر خالد بزمی نے اس حدیث پر اعتراض کیے تھے جن کا جواب علامہ غلام رسول سعیدی نے بھی دیا تھا۔ (جون ۱۹۷۳ء) اور دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیرپور کے صدرالمدرسین مولانا محمد باقر نے بھی (کتاب "محمد نور" مرتبہ محمد منشا تابش قصوری) جماعتِ اسلامی کے ملک نصراللہ خاں عزیزؔ شعر کی زبان میں "لولاک لما خلقت الافلاک" کو درست تسلیم کرتے ہوئے کئی دلیلیں دیتے ہیں:

کہتے ہیں کہ تو صاحبِ لولاک لما ہے — یہ عالم کن تیرے لیے پیدا ہوا ہے
اور یہ بھی تو کہتے ہیں کہ یہ قول ہے وضعی — مقطوع سند اس کی بہ پیشِ علما ہے
لیکن مجھے کچھ بحث روایت سے نہیں ہے — میں کہتا ہوں، یہ قول حقیقت ہے بجا ہے

(ماہ نامہ "نظام المشائخ" دہلی، ستمبر ۱۹۳۱ء، ص۸۴، ۸۵)

☆۴۔ "اسرارِ تصوف" (ماہ نامہ) لاہور، ربیع الاول ۱۳۴۴ھ/ اکتوبر ۱۹۲۵ء، ص ۲۵ تا ۳۲ (مضمون "حمد ربی و مولود النبی ﷺ" از مولانا محمد عبداللہ ٹیما پوری۔

☆۵۔ "رسالہ مولد شریف" از مولانا شاہ فخرالدین احمد الہ آبادی، مطبوعہ مطبع شعلۂ طور، کان پور، ص۱۳ تا ۱۷، (مولانا فخرالدین کا ذکر مولوی رحمٰن علی کی مشہور تالیف "تذکرۂ علمائے ہند" کے ص۳۷۵ پر بھی ہے) ماہ نامہ "اسرارِ تصوف" لاہور، کتوبر ۱۹۲۵ء، ص ۳۵ تا ۱۴۰ مضمون "ذکر شریف تخلیقِ نور محمدی و میلادِ جسدِ محمدی ﷺ" از حاجی مہدا اللہ کا کاخیل)

☆۶۔ حشمت یوسفی، جمال الہام، ص۴۷

☆۷۔ نثار لکھنوی، میر فدا علی فدا، معراج النثر، مطبوعہ دہلی، ۱۹۲۷ء، مقدمہ اوّل، ص۵

☆۸۔ معراج النثر، مقدمۂ دوم، ص۲۷

☆۹۔ معراج النثر، مقدمۂ چہارم، ص۵۸

☆۱۰۔ شاد عظیم آبادی، ظہور رحمت، مطبوعہ پٹنہ، ۱۹۲۹ء، ص ۶۶/ "نعت" (ماہ نامہ) لاہور، خاص نمبر میلاد النبی ﷺ، حصہ دوم، نومبر ۱۹۸۸ء، ص۷

☆۱۱۔ خبیر لکھنوی، سید سرفراز حسین، بدر کامل (حصہ اوّل) ممتاز بک ایجنسی، لکھنؤ، ۱۹۷۳ء، ص۵

☆۱۲۔ قصری کان پوری، نور ازل، مکتبۂ قصری، کراچی، ۱۹۸۲ء، ص۲۹

☆۱۳۔ شفیق بریلوی (مرتب) ارمغانِ نعت، ص۱۱۱۳

☆۱۴۔ افق کاظمی امروہوی، میر، فروغِ محامد، ملتان، ۱۳۷۹ھ، ص۳۰، ۳۱

☆۱۵۔ فروغ محامد، ص۴۵، ۴۶

☆۱۶۔ عزیز صابری (عزیز احسن، مرتب) جواہر النعت، ۱۹۸۱ء، ص۸۶ تا ۸۸
☆۱۷۔ احمد رضا بریلوی، اعلیٰ حضرت، حدائقِ بخشش (حصہ دوم) نذیر سنز پبلشرز، لاہور، ص۲/ رئیس بدایونی (مرتب) چراغِ صبحِ جمال یعنی مجموعۂ قصائدِ نورانی، ص۱۵
☆۱۸۔ اختر الحامدی، سیّد محمد مرغوب، نعت محل، ص۹۶
☆۱۹۔ چراغِ صبح جمال، ص۱۹
☆۲۰۔ ایضاً، ص۲۴، ۲۵
☆۲۱۔ ایضاً، ص۳۰
☆۲۲۔ حافظ چشتی تونسوی، روض الفردوس، ص۳۷
☆۲۳۔ غریب سہارن پوری، خزینۂ رحمت یعنی عطریاتِ غریب، سہارن پور، ۱۹۰۳ء، ص۶
☆۲۴۔ صابر القادری بریلوی، سیّد محفوظ علی، بخششِ رب، ص۲۵
☆۲۷۔ غلام نبی (مرتب)، بستانِ نبی ﷺ، کراچی، ص۱۱۷
☆۲۸۔ طیب قریشی اشرفی دہلوی، جانِ ایمان، دہلی ۱۹۶۸ء، ص۶۵
☆۲۹۔ نعت (ماہ نامہ) لاہور، نومبر ۱۹۹۴ء، ''نور علیٰ نور''، ص۵۳ تا ۷۳
☆۳۰۔ حبیب نقش بندی محسنی، سیّد حبیب احمد، نذرِ حبیب، ص۹، ۱۰، ۱۱ (تین قصیدے ہیں)
☆۳۱۔ عزیز حاصل پوری، جامِ نور، ص۵
☆۳۲۔ نعت (ماہ نامہ)، نومبر ۱۹۹۴ء، ص۷۴، ۷۵، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷
☆۳۳۔ غنی دہلوی، شہرِ تمنا، ص۶۹
☆۳۴۔ حمایتِ اسلام (ماہ نامہ) لاہور، مارچ ۱۹۹۴ء، ص۷
☆۳۵۔ نعت (ماہ نامہ) نومبر ۱۹۹۴ء، ص۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۸، ۸۹... اکرم علی اختر، صہبائے نور، لاہور، ص۶۱
☆۳۶۔ حافظ پیلی بھیتی، ختم خانۂ حجاز... بہ حوالہ نعتِ حافظ مرتبہ راجا رشید محمود، لاہور، س ن، ص۸۳
☆۳۷۔ شہزاد مجددی، حریص علینا، لاہور، ص۳۶
☆۳۸۔ حفیظ تائب، وسلموا تسلیما، لاہور، ص۷۶
☆۳۹۔ منور بدایونی، ثقلین احمد، منور نعتیں، ص۴۲
☆۴۰۔ محمد عرفان، دسترس، علی گڑھ، ۱۹۸۸ء، ص۵۲، ۵۳
☆۴۱۔ نعت (ماہ نامہ)، نومبر ۱۹۸۸ء ''میلاد النبی ﷺ حصہ دوم، ص۱۳، ۱۴
☆۴۲۔ ایضاً، ص ۳۷
☆۴۳۔ سیّد فیضی (مرتب)، نعت خیر البشر ﷺ، ص ۶۷
☆۴۴۔ صابر القادری بریلوی، بخششِ رب، ص ۸۹
☆۴۵۔ محمد عبدہٗ یمانی، ڈاکٹر، ''علموا اولادکم محبت رسول اللہ ﷺ''، ص۱۰۲ (اس عربی کتاب کے باب ''الاحتفاء بالمولد بالمولد النبوی الشریف'' کا ترجمہ محمد طفیل ضیغم نے کیا جو ماہ نامہ ''نعت''، لاہور نے میلاد النبی ﷺ نمبر بابت اکتوبر ۱۹۸۸ء میں شائع ہوا۔ یہ ترجمہ وہیں سے لیا گیا ہے۔ ص۴۷

نعت میں ذکرِ میلادِ سرکار ﷺ

☆۴۶۔ نعت (ماہ نامہ)، نومبر ۱۹۸۸ء ''میلاد النبی ﷺ'' حصہ دوم، ص ۷۳

☆۴۷۔ ایضاً ص ۱۰۵

☆۴۸۔ نعت، خاص نمبر میلاد النبی ﷺ، حصہ سوم، دسمبر ۱۹۸۸ء، ص ۷

☆۴۹۔ چراغِ صبحِ جمال، ص ۳۰

☆۵۰۔ انیس احمد نوری (مرتب)، مجموعہ نعت، حصہ اوّل، ص ۱۱۷

☆۵۱۔ شفیق بریلوی، ارمغانِ نعت، ص ۱۹۸

☆۵۲۔ ضیاء القادری، خزینۂ بہشت، ص ۱۳۶

☆۵۳۔ ایضاً ص ۱۴۷

☆۵۴۔ نعت، خاص نمبر میلاد النبی ﷺ حصہ سوم، دسمبر ۱۹۸۸ء، ص ۶۴

☆۵۵۔ ضیاء القادری، تجلیاتِ نعت، ص ۱۸۰

☆۵۶۔ خزینۂ بہشت، ص ۴۳۶/ نعت، میلاد النبی ﷺ، حصہ دوم، نومبر ۱۹۸۸ء، ص ۶

☆۵۷۔ نعت، خاص نمبر، کلامِ ضیا، حصہ اوّل، جولائی، ۱۹۸۹ء، ص ۴۲

☆۵۸۔ نغمۂ ربانی، علامہ ضیاء القادری کی ایک طویل مثنوی کا نام ہے جو ۱۹۶۴ء میں (طبع چہارم) آستانہ بک ڈپو، دہلی نے شائع کی۔ مثنوی میں ۵۱۴ اشعار ہیں، اس کا پہلا طویل حصہ ولادتِ سرکار (ﷺ) سے اور آخری حصہ معراج سے متعلق ہے۔..زیرِ نظر دونوں اشعار اسی مثنوی سے لیے گئے ہیں (ص ۳۸) چار صفحات میں اس مثنوی کے میلادیہ حصے کی تلخیص ''نعت'' لاہور کے خاص نمبر میلاد النبی ﷺ حصہ اوّل میں شائع کیے گئے، ص ۳۵تا۳۸

☆۵۹۔ ضیا محمد ضیا و طاہر شادانی (مرتبین) گل دستۂ نعت، ص ۲۷

☆۶۰۔ غلام امام شہید، قصائدِ نعتیہ، ص ۱۷ (کتاب کا نام ''مجموعۂ خیابانِ فردوس، نسیمِ جنت، قصیدۂ نعتیہ'' ہے۔ مطبوعہ مطبع منشی نول کشور، کان پور، ۱۸۸۳ء (خیابانِ فردوس اور نسیمِ جنت مولانا کفایت علی کافی کی مثنویاں ہیں، جب کہ اسی کتاب کا تیسرا حصہ ''قصیدۂ نعتیہ'' ہے جس میں شہید کے نعتیہ قصیدے ہیں)

☆۶۱۔ ''مولوی'' (ماہ نامہ)، دہلی، رسول ﷺ نمبر، ۱۳۴۹ھ، ص ۱۲۲

☆۶۲۔ ''نعت'' خاص نمبر میلاد النبی ﷺ ''حصہ اوّل، ص ۶

☆۶۳۔ نعت، خاص نمبر میلاد النبی ﷺ، حصہ دوم ۵

☆۶۴۔ مظہر لدین، حافظ، جلوہ گاہ، ص ۱۱۹

☆۶۵۔ عزیز حاصل پوری، جامِ نور، ص ۸/ نعت، خاص نمبر میلاد النبی ﷺ، حصہ اوّل، اکتوبر ۱۹۸۸ء، ص ۱۰۵

☆۶۶۔ نعت، خاص نمبر میلاد النبی ﷺ، حصہ اوّل، اکتوبر، ۱۹۸۸ء، ص ۱۰۵

☆۶۷۔ عزیز حاصل پوری، صحیفۂ نور، ص ۳۲/ نعت، خاص نمبر میلاد النبی ﷺ، حصہ اوّل، اکتوبر ۱۹۸۸ء، ص ۸

☆۶۸۔ ادب سیمابی، شاخِ طوبیٰ، ص ۳۳/ نعت، خاص نمبر میلاد النبی ﷺ حصہ سوم

☆۶۹۔ غلام رسول القادری، کلیاتِ قادری، مطبوعہ کراچی، ص ۱۲۶

☆۷۰۔ شاد عظیم آبادی، ظہورِ رحمت، ص ۶/۷/ نعت، خاص نمبر میلاد النبی ﷺ، حصہ دوم، ص ۸

☆۷۱۔ شفیق الدین شارق، نزول، اقلیم نعت، کراچی، ۱۹۹۹ء، ص ۷۲

☆۷۲۔ نعت (ماہ نامہ)، لاہور، دسمبر ۱۹۸۸ء، میلاد النبی ﷺ'' حصہ سوم، ص ۴

☆۷۳۔ محفل (ماہ نامہ) لاہور، خیر البشر ﷺ نمبر، ص ۲۱۹/ نعت (ماہ نامہ) ''غیر مسلموں کی نعت''، حصہ اوّل، ص ۴۱، (مضمون ''سرکار ﷺ کے ہندو اور سکھ مدحت نگار'' از راجا رشید محمود)

☆۷۴۔ نعت (ماہ نامہ)، ''غیر مسلموں کی نعت'' حصہ اوّل، ص ۲۸ (ممتاز حسن نے اپنے انتخاب ''خیر البشر ﷺ کے حضور میں'' میں جگن ناتھ کرتار پوری کے اس مسدس کے چھ بند دیے ہیں: ص ۲۳۴ تا ۲۳۶ لیکن یہ بند اس میں نہیں ہے۔

☆۷۵۔ ارمان اکبر آبادی، سروشِ سدرہ (مرتبہ ڈاکٹر صدیقہ ارمان)، ص ۱۳۹/ نعت (ماہ نامہ)، اکتوبر ۱۹۸۸ء، ''میلاد النبی ﷺ حصہ اوّل، ص ۷ (''سروش سدرہ'' میں مخمس کے آٹھ بند ہیں، ماہ نامہ ''نعت'' میں چار بند شائع کیے گئے۔

☆۷۶۔ صوفی (ماہ نامہ) پنڈی بہاء الدین، جنوری ۱۹۳۰ء بہ حوالہ ماہ نامہ ''نعت''، مارچ ۱۹۹۹ء، ''نعتیہ تبرکات''، ص ۶۶، ۶۷

☆۷۷۔ نعت (ماہ نامہ)، اکتوبر ۱۹۸۸ء، ''میلاد النبی ﷺ، حصہ اوّل، ص ۹ تا ۳۲

☆۷۸۔ شہناز کوثر، حضور ﷺ کا بچپن، اختر کتاب گھر، لاہور، ۱۹۹۲ء

☆۷۹۔ مصباح الدین شکیل، شاہ، سیرتِ احمد مجتبیٰ ﷺ، جلد اوّل، طبع سوم، مئی ۱۹۹۶ء، ص ۱۵۴

☆۸۰۔ حسن رضا خاں بریلوی، مولانا، ذوقِ نعت، کراچی ص ۶۲

☆۸۱۔ قمر یزدانی، ختم خاتۂ محمد ﷺ، ص ۱۳

☆۸۲۔ صابر براری، جامِ طہور، اشاعت دوم ۱۹۸۲ء، ص ۳۸

☆۸۳۔ نعت (ماہ نامہ)، نومبر ۱۹۹۷ء، ''اردو نعت اور عساکرِ پاکستان''، ص ۱۴

☆۸۴۔ نسیمِ سحر، یہ جو سلسلے ہیں کلام کے، القلم، اسلام آباد، ۱۹۹۶ء، ص ۴۵

☆۸۵۔ سیماب اکبر آبادی، سازِ حجاز، ص ۱۰۵

☆۸۶۔ محبوبِ احمد محبؔ، ثمرۂ حیات فی میلاد سرورِ کائنات ﷺ، ناشر محمد اسمٰعیل تاجر کتب، لاہور، ص ۲۹

☆۸۷۔ سراج آغائی ابوالعلائی اکبر آبادی، محمد سراج الدین، میلادِ رسول ﷺ، مطبوعہ مرتضائی پریس، آگرہ، ۱۳۳۶ھ، ص ۲۵

☆۸۸۔ ''نعت'' خاص نمبر لامِ ضیا حصہ دوم، اگست ۱۹۸۹ء، ص ۸۶

☆۸۹۔ غریب سہارن پوری، خزینۂ رحمت، ص ۵۱، ۱۰۴

☆۹۰۔ محمد دین فقیر، دیوانِ محمدی، ناشر شاعر، گجرات، ص ۳۴

☆۹۱۔ محمد اکبر وارثی، خواجہ، میلادِ اکبر، ص ۲۸

☆۹۲۔ جمیل الدین قادری رضوی، قبالۂ بخشش، ص ۹۳، ۹۲

☆۹۳۔ حسن رضا خاں بریلوی، ذوقِ نعت، ص ۹۷

☆۹۴۔ شاخِ طوبیٰ، ص ۲۴

☆۹۵۔ یونس شاہ، سید، تذکرۂ نعت گویانِ اردو، حصہ دوم، ص ۹۱

☆۹۶۔ ''نعت'' خاص نمبر میلاد النبی ﷺ، ''حصہ دوم، نومبر ۱۹۸۸ء، ص ۸۱

نعت میں ذکرِ میلادِ سرکار ﷺ

☆۹۷۔ گل دستۂ نعت، ص ۱۶/ ''نعت'' خاص نمبر میلاد النبی ﷺ، حصہ سوم، دسمبر ۱۹۸۸ء، ص ۹
☆۹۸۔ منور نعتیں، ص ۳۷/ ''نعت'' خاص نمبر، دسمبر ۱۹۸۸ء، ص ۱۰۳
☆۹۹۔ ریاض سہروردی، سید محمد ریاض الدین، دیوانِ ریاض، ص ۱۲۹، ۱۳۰
☆۱۰۰۔ عزیز حاصل پوری، جام نور، ص ۷
☆۱۰۱۔ بلال جعفری، طلوع سحر (۶۳ بند)، ملتان ۱۹۷۱ء، ص ۵۸، ۱۰۰، عبد المجید صدیقی، صدقِ مقال، ص ۶۹
☆۱۰۲۔ نعت (ماہ نامہ)، ستمبر ۱۹۹۳ء، ''گوشۂ میلاد''، ص ۹۲
☆۱۰۳۔ الفقیہ (ہفتہ وار) امرتسر، ۷/ ربیع الاوّل، ۱۳۳۶ھ، جلد ۱۰، شمارہ ۲۳، صفحۂ اوّل
☆۱۰۴۔ رہبر چشتی، رہبرِ رہبراں، ص ۸۳
☆۱۰۵۔ عزیز الدین خاکی القادری، ذکرِ صلِ علیٰ، ص ۱۰۱
☆۱۰۶۔ نعت (ماہ نامہ)، جولائی ۱۹۹۲ء، ''غیر مسلموں کی نعت'' حصہ چہارم، ص ۵۱ تا ۵۴
☆۱۰۷۔ ذوقِ نعت، ص ۵۲
☆۱۰۸۔ ضیاء القادری بدایونی، تجلیاتِ نعت، ص ۵۸
☆۱۰۹۔ قمر یزدانی، خم خانہ محمد ﷺ، ص ۱۴، ۱۵، ۲۲
☆۱۱۰۔ نعت (ماہ نامہ)، اکتوبر ۱۹۸۸ء، ص ۱۰۰
☆۱۱۱۔ ''نعت'' خاص نمبر میلاد النبی ﷺ، حصہ دوم، نومبر ۱۹۸۸ء، ص ۸۳
☆۱۱۲۔ وارثی شیدا، محمد سعادت حسین خاں، نعت حبیب ﷺ، ص ۲۱، ۷۶
☆۱۱۳۔ غلام امام شہید، نعتیہ قصائد، ص ۶۵، ۶۸، ۷۷
☆۱۱۴۔ ثابت لکھنوی، سید افضل حسین، صبر جمیل، جلد دوم، مطبوعہ دہلی، ۱۳۳۲ھ، ص ۵۶۹
☆۱۱۵۔ امیر مینائی، صبح ازل، امیر المطابع، حیدر آباد دکن، ۱۳۳۲ھ، ص ۱۰
☆۱۱۶۔ فدا خالدی، م ص، ص ۱۲۴
☆۱۱۷۔ انور جمال، لولاک لما، ص ۳۶
☆۱۱۸۔ فیاض احمد کاوش، نور و نکہت، ص ۳۴
☆۱۱۹۔ محسن کاکوروی، کلیاتِ نعتِ محسن (مرتبہ محمد نور الحسن) اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ۱۹۸۲ء، ص ۸۶
☆۱۲۰۔ یزدانی جالندھری، صبح سعادت، ص ۲۶، ۲۷
☆۱۲۱۔ سیف کاکوری، احمد علی، بوستانِ نعت، ۱۳۴۹ھ، ص ۲۴۰/ ''نعت'' (ماہ نامہ) خاص نمبر میلاد النبی ﷺ حصہ دوم، نومبر ۱۹۸۸ء، ص ۶۹
☆۱۲۲۔ ''نعت'' میلاد النبی ﷺ، حصہ دوم، نومبر ۱۹۸۸ء، ص ۶۹
☆۱۲۳۔ ''نعت'' میلاد النبی ﷺ، حصہ سوم، دسمبر ۱۹۸۸ء، ص ۶
☆۱۲۴۔ ''نعت'' میلاد النبی ﷺ، حصہ دوم، نومبر ۱۹۸۸ء، ص ۹
☆۱۲۵۔ جعفر طاہر، سلطنت کشور، بہ حوالہ ''نعت'' میلاد النبی ﷺ نمبر، حصہ دوم، ص ۱۰۶
☆۱۲۶۔ مقبول بیگ بدخشانی، مرزا و عبد الغنی، ڈاکٹر، ارمغانِ عقیدت، ص ۱۵
☆۱۲۷۔ ایضاً ص ۱۳۵

☆۱۲۸۔ ضیاء الدین دھیشری، سید، نعت حضرتِ رسولِ اکرم در شعرِ فارسی، مطبوعہ ایران ۱۳۲۸ھ، ص ۲۶۳، ۲۶۴

☆۱۲۹۔ فروغِ محامد، ص ۲۷، ۳۴، ۳۹، ۴۳، ۴۷، ۵۰، ۵۱، ۵۳، ۵۴

☆۱۳۰۔ علیم ناصری، طلع البدر علینا، لاہور، ۱۹۹۹ء، ص ۶۸ تا ۷۲

☆۱۳۱۔ عارف سیمابی، عرفانیات، سیماب اکادمی، کراچی، ۱۹۸۵ء، ص ۵۸ تا ۶۰ (''طلوعِ اسلام''، ۴۸ اشعار)

☆۱۳۲۔ قمر میرٹھی، شمس و قمر، لاہور، ۱۹۷۶ء، ص ۲۸ تا ۳۰

☆۱۳۳۔ زکی کیفی، محمد، کیفیات، لاہور، ۱۴۰۸ھ، ص ۷۶ تا ۸۰

☆۱۳۴۔ امیر مینائی، محامد خاتم النبیین ﷺ بہ حوالہ ''نعت'' (ماہ نامہ) خاص نمبر میلاد النبی ﷺ، حصہ دوم، نومبر ۱۹۸۸ء، ص ۳۳

☆۱۳۵۔ احمد علی سیف کلانوری، بوستانِ نعت، ۱۳۳۹ھ، ص ۲۵۱، ۲۵۲

☆۱۳۶۔ ''نعت'' (ماہ نامہ) خاص نمبر میلاد النبی ﷺ حصہ دوم، نومبر ۱۹۸۸ء، ص ۳۲

☆۱۳۷۔ سراج آغائی ابوالعلائی اکبرآبادی، محمد سراج الدین، میلادِ رسول ﷺ، مطبوعہ مرتضائی پریس، آگرہ، ص ۳۰، ۳۱

☆۱۳۸۔ ''نعت'' میلاد النبی ﷺ، حصہ دوم، ص ۸

☆۱۳۹۔ اختر الحامدی، سیّد محمد مرغوب، نعت محل، ص ۱۵۲/ ''نعت'' اکتوبر ۱۹۸۸ء، ص ۹۰ (یہ مسدس گیارہ بند کا ہے۔ ''نعت'' میں چار بند شائع کیے گئے)

☆۱۴۰۔ ہلال جعفری، طلوعِ سحر، ص ۳۳، (یہ میلادیہ مسدس، ۶۳، بندوں کا ہے)

☆۱۴۱۔ ''نعت'' خاص نمبر میلاد النبی ﷺ، حصہ اوّل، اکتوبر ۱۹۸۸ء، ص ۵۰

☆۱۴۲۔ ایضاً، ص ۸۴

☆۱۴۳۔ ''نعت'' نومبر ۱۹۸۸ء، ص ۴۷

☆۱۴۴۔ خادمی اجمیری، نکہت و نور، ص ۱۳۹، (پورا مسدس بارہ بندوں پر مشتمل ہے)

☆۱۴۵۔ نسیم بستوی، تجلیاتِ مدینہ، مکتبہ لطیفیہ، براؤں شریف (بھارت)، ۱۹۶۰ء، ص ۱۶

☆۱۴۶۔ ابو سلمان شاہجہان پوری، ڈاکٹر، نعت گو شاعرات، ص ۶۰

☆۱۴۷۔ ''نعت'' دسمبر ۱۹۸۸ء، ص ۹۰

☆۱۴۸۔ ''نعت'' نومبر ۱۹۸۸ء، ص ۸۲

☆۱۴۹۔ گل دستۂ نعت، ص ۲۷

☆۱۵۰۔ وحیدہ نسیم، نعت اور سلام، ص ۳۹/ ''نعت'' دسمبر ۱۹۸۸ء، ص ۱۰۵

☆۱۵۱۔ راجا رشید محمود، (مرتب/مقدمہ نگار) نعت کائنات، جنگ پبلشرز، ۱۹۹۳ء، ص ۳۵۳

☆۱۵۲۔ سید سلطان احمد کیف (مرتب) بزمِ نعت و منقبت، دارالاشاعت اہلِ سنت، بنارس، ۱۹۶۵ء، ص ۷

☆۱۵۳۔ نعت (ماہ نامہ)، مارچ ۱۹۹۹ء، ''نعتیہ تبرکات''، ص ۵۱، ۵۲

☆۱۵۴۔ جوش سہرامی، دامنِ گلستاں (مرتبہ شاکرہ حسنین سہرامی) پٹنہ، ۱۹۸۸ء، ص ۳۱

☆۱۵۵۔ ماہر القادری، ذکرِ جمیل، ص ۶۱ تا ۶۴، ''صبحِ انسانیت''

☆۱۵۶۔ ایضاً، ص ۷۷ تا ۸۵، ''صبحِ سعادت'' (۲۳ بند)

نعت میں ذکرِ میلادِ سرکار ﷺ

☆۱۵۷۔ محبت خاں بنگش (مرتب) شانِ محمد ﷺ، کوہاٹ، ۱۹۸۳ء، ص ۱۱

☆۱۵۸۔ نعت کائنات، ص ۵۹۴

☆۱۵۹۔ شمیم امروہوی، ریاضِ فکر، بزمِ حیات، امروہہ، ۱۹۸۴ء، ص ۱۳ تا ۱۶

☆۱۶۰۔ نسیم بستوی، محمد صابر القادری، تجلیاتِ مدینہ، مکتبہ لطیفیہ، براؤں شریف (بھارت) ۱۹۶۰ء، ص ۱۶، ۲۹

☆۱۶۱۔ مسرور انہونوی، سید عنایت علی، کارنامۂ اسلام، لکھنؤ، ۱۹۳۴ء، ص ۹، ۱۰

☆۱۶۲۔ جعفر ملیح آبادی، متاعِ فکر، لکھنؤ، ۱۹۸۳ء، ص ۲۳۸، ۲۳۹

☆۱۶۳۔ ضیا ساجد (مرتب)، منتخب نعتیں، لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۸

☆۱۶۴۔ نعت (ماہ نامہ)، فروری ۲۰۰۰ء، ''موجِ نور''، ص ۵۴

☆۱۶۵۔ نعت (ماہ نامہ)، جنوری ۱۹۹۹ء، ''کراچی کے شعرائے نعت''، ص ۴۹

☆۱۶۶۔ انور جمال، لولاک لما، ص ۴۵

☆۱۶۷۔ نعت (ماہ نامہ)، ستمبر ۱۹۹۳ء، ''گوشۂ میلاد''، ص ۸۸

☆۱۶۸۔ نعت رنگ (مجلّہ) کراچی، شمارہ نمبر ۳، ۱۹۹۶ء، ص ۳۱۶ تا ۳۱۸

☆۱۶۹۔ باب اللہ خاں اشرفی، حاجی (مرتب)، جنت کا نغمہ، نیو سلور بک ایجنسی، ممبئی، ص ۳۱

☆۱۷۰۔ انور فیروزپوری، مختارِ کل، ص ۲۹

☆۱۷۱۔ نعت (ماہ نامہ)، نومبر ۱۹۸۸ء، ''میلاد النبی ﷺ''، حصہ دوم، ص ۷۹

☆۱۷۲۔ سیماب اکبر آبادی، سازِ حجاز، ص ۶۵، ۱۲۰

☆۱۷۳۔ بے چین رج پوری،، نیر حرم، ص ۱۶۵

☆۱۷۴۔ آغا صادق، چشمۂ کوثر، ص ۱۲

☆۱۷۵۔ نعت (ماہ نامہ)، فروری ۲۰۰ء، ''موجِ نور''، ص ۲۴

☆۱۷۶۔ نعت (ماہ نامہ)، فروری ۱۹۹۷ء، ''نعت ہی نعت''، حصہ ہفتم، ص ۸۴، ۸۵

☆۱۷۷۔ نعت (ماہ نامہ)، اکتوبر ۱۹۹۳ء، ''نعت ہی نعت''، حصہ اول، ص ۶۲

☆۱۷۸۔ نعت رنگ (مجلّہ) کراچی، شمارہ نمبر ۴، ۱۹۹۷ء، ص ۲۶۷

☆۱۷۹۔ راجا رشید محمود، خواتین کی نعت گوئی، لاہور، ۱۹۹۵ء، ص ۳۱۸

☆۱۸۰۔ مست کشمیری، دینا ناتھ، فردوسِ خیال، نئی دہلی، ۱۹۷۷ء، ص ۲۱۱ تا ۲۱۵

☆۱۸۱۔ رفیع الدین اشفاق، ڈاکٹر سید، اردو میں نعتیہ شاعری، ص ۶۶۲

☆۱۸۲۔ عبدالکریم ثمر، احسن تقویم، ص ۳۶

☆۱۸۳۔ نصیر الدین ہاشمی، دکن میں اردو، ص ۲۰۳

☆۱۸۴۔ محمود شیرانی، پنجاب میں اردو، ص ۱۹۱/ گیان چند، ڈاکٹر، ''اردو مثنوی شمالی ہند میں''، جلد اول، ص ۱۷۱/ یونس شاہ، پروفیسر محمد، تذکرۂ نعت گویانِ اردو، جلد اول، ص ۱۹۴

☆۱۸۵۔ ریاض مجید، ڈاکٹر، اردو میں نعت گوئی، ص ۲۴۱

☆۱۸۶۔ اردو میں نعتیہ شاعری، ص ۱۸۹/ تذکرۂ نعت گویانِ اردو، جلد اول، ص ۲۴۱

☆۱۸۷۔ محمد باقر آگاہ، مجموعۂ ہشت بہشت معنوی/ اردو میں نعتیہ شاعری، ص ۱۹۷/ نصیر الدین ہاشمی، دکھنی کے

چند تحقیقی مضامین، ص۳۴، ۳۶

☆۱۸۸۔ مطبوعہ مطبع صالحی، ۱۲۶۹ھ

☆۱۸۹۔ مطبوعہ مطبع حیدری، ۱۲۷۳ھ

☆۱۹۰۔ مطبوعہ مطبع مفیدِ عام، آگرہ

☆۱۹۱۔ مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ۱۹۸۵ء

☆۱۹۲۔ منیر الادب، کراچی، ۱۹۶۷ء

☆۱۹۳۔ ادارہ اشاعتِ تفسیرِ صدیقی، کراچی، ۱۹۸۲ء

☆۱۹۴۔ مطبوعہ ۱۹۸۴ء

☆۱۹۵۔ نعت (ماہ نامہ)، فروری ۲۰۰۰ء، ''موجِ نور''، ص۶۴

☆۱۹۶۔ نعت (ماہ نامہ)، دسمبر ۲۰۰۱ء، ''راولپنڈی کے نعت گو''، ص۳۴

☆۱۹۷۔ خواتین کی نعت گوئی،'' ص ۱۵۷، ۱۵۸

☆۱۹۸۔ ایضاً، ص ۳۰۶/ نعت کائنات، ص۷۱

☆۱۹۹۔ نعت (ماہ نامہ) ستمبر ۱۹۹۳ء، ص ۷۶ تا ۷۸

☆۲۰۰۔ فروغِ محامد، ص ۳۵، ۳۶، ''تخلیقِ نور از نور''

☆۲۰۱۔ نعت کائنات، ص ۳۶۹ تا ۲۷۱، (۵۷ اشعار)

☆۲۰۲۔ یزادانی جالندھری، صبحِ سعادت، گوجرانوالہ، ۱۹۸۳ء، ص۲۵

☆۲۰۳۔ آہ ایٹھوی، محمد ممتاز علی، مثنوی یادِ اسلام، نظامی پریس، لکھنؤ، ۱۹۳۱ء، ص۱۲

☆۲۰۴۔ سراج آغائی اکبر آبادی، محمد سراج الدین، میلادِ رسول، مرتضائی پریس، آگرہ، ۱۳۳۶ھ، ص۲۹، ۳۰

☆۲۰۵۔ ماہر القادری، ظہورِ قدسی، بیت التوحید کراچی، س ن/ ذکرِ جمیل، ص۶۵ تا ۷۰

☆۲۰۶۔ نعت (ماہ نامہ)، اکتوبر ۱۹۹۰ء، ''میلاد النبی ﷺ'' حصہ چہارم، ص۹۷، ۹۸

☆۲۰۷۔ نعت کائنات، ص ۳۶۹، ''ورودِ ختم المرسلین ﷺ''

☆۲۰۸۔ نعت (ماہ نامہ) مارچ ۱۹۹۹ء، ص۶۶، ۶۷

☆۲۰۹۔ ایضاً، ص۶۷، ۶۸

☆۲۱۰۔ نعت (ماہ نامہ)، اکتوبر ۱۹۹۵ء، ''کافی کی نعت''، ص۲۸

☆۲۱۱۔ نعت (ماہ نامہ)، نومبر ۱۹۹۷ء، ص۱۴، ۱۵

☆۲۱۲۔ خواتین کی نعت گوئی، ص۱۳۲

☆۲۱۳۔ نعت (ماہ نامہ)، مارچ ۱۹۹۴ء، ''نعت ہی نعت''، حصہ دوم میں ۵۴

☆۲۱۴۔ فیاض احمد کاوش، نور و نکہت، سیالکوٹ، ۱۹۷۹ء، ص۳۲ تا ۳۶

☆۲۱۵۔ مسعود رضا خاکی، ڈاکٹر، معراجِ سخن، ص ۷۵ تا ۷۷

☆۲۱۶۔ منصور آفاق، محمد، آفاق نما، میانوالی، ۱۹۸۶ء، ص ۱۹ تا ۲۲

☆۲۱۷۔ آصف بشیر چشتی (مرتب)، شہرِ نعت، فیصل آباد، ص۱۵۴

☆۲۱۸۔ راجا رشید محمود، قطعاتِ نعت، ص۴۴، ۴۵

☆۲۱۹۔ راجا رشید محمود، حدیثِ شوق، ص ۴۷

☆۲۲۰۔ عبدالکریم ثمر، احسنِ تقویم، ص ۱۷، ۱۸

☆۲۲۱۔ فیض الحسن شاہ، صاحبزادہ سید، ارمغانِ فیض، ص ۸۷ تا ۹۰

☆۲۲۲۔ عرفانیات، ص ۳۹

☆۲۲۳۔ مظفر وارثی، بابِ حرم، ص ۳۴ تا ۳۷

☆۲۲۴۔ حفیظ تائب، وسلموا تسلیما، ص ۸۵

☆۲۲۵۔ نعت (ماہ نامہ)، اکتوبر ۱۹۹۰ء، ص ۹۳ تا ۹۶

☆۲۲۶۔ شام و سحر (ماہ نامہ)، لاہور، نعت نمبر ۳، ۱۹۸۳ء، ص ۲۸۳

☆۲۲۷۔ نعت کائنات، ص ۳۵۶۔ ۳۷۷، ۳۷۸۔ ۳۸۱، ۳۸۲۔ ۳۹۷، ۳۹۸۔ ۳۹۸، ۳۹۹۔ ۴۰۶، ۴۰۷۔ ۴۲۲

☆۲۲۸۔ جگن ناتھ آزاد، نسیم حجاز، محروم میموریل لٹریری سوسائٹی، نئی دہلی، ۱۹۹۹ء، ص ۶۴ تا ۷۵

☆۲۲۹۔ نعت کائنات، ص ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۷۳، ۴۷۴

☆۲۳۰۔ شام و سحر، نعت نمبر ۵، ص ۴۴۹

☆۲۳۱۔ تحریریں (ماہ نامہ)، لاہور، نعت نمبر ۲، ۱۹۸۵، ص ۷۹

☆۲۳۲۔ تحریریں، نعت نمبر ۵، ۱۹۹۱ء، ص ۶۳

☆۲۳۳۔ لفظ ہمارے (مجلّہ) لودھراں، نعت نمبر، ۱۹۸۴ء، ص ۴۸، ۴۹

☆۲۳۴۔ محبت خاں بنگش (مرتب)، شانِ محمد ﷺ، ۱۹۸۳ء، ص ۴۶، ۴۷

☆۲۳۵۔ صبیح رحمانی، ماہِ طیبہ، ۱۴۰۹ھ، ص ۱۰۹

☆۲۳۶۔ تحریریں نعت نمبر ۱۸، ۱۹۹۸ء، ص ۱۷، ۱۸

☆۲۳۷۔ ناہید قاسمی، بنجر دل سیراب کرو، لاہور، ۱۹۹۱ء، ص ۲۴ تا ۲۸/ فنون (مجلّہ) لاہور، شمارہ ۲۵، نومبر، دسمبر ۱۹۸۶ء، ص ۲۱

☆۲۳۸۔ نعت (ماہ نامہ)، اگست ۱۹۹۲ء، ص ۴۷

☆۲۳۹۔ ریاض حسین چودھری، زرِ معتبر، ص ۹۸

☆۲۴۰۔ ضیاء القادری بدایونی، تجلیاتِ نعت، آستانہ بک ڈپو، دہلی، ص ۱۶۱

☆۲۴۱۔ ایضاً، ص ۱۶۶

☆۲۴۲۔ ایضاً، ص ۲۳۴ (اس نظم کا عنوان ''ظہورِ قدسی'' ہے اور ۳۹ اشعار پر مشتمل ہے)

☆۲۴۳۔ ضیاء القادری، خزینۂ بہشت، ص ۱۸۱

☆۲۴۴۔ ایضاً، ص ۱۸۸/ ''آستانہ'' (ماہ نامہ)، دہلی، رسول ﷺ نمبر، دسمبر ۱۹۵۳ء، ص ۱۰۷، ''نعت'' (ماہ نامہ)، لاہور، خاص نمبر ''رسول ﷺ نمبروں کا تعارف''، حصہ دوم، فروری ۱۹۸۹ء، ص ۶۰۔ (یہ نعت ۱۷ اشعار کی ہے لیکن ماہ نامہ ''نعت'' میں ۸ اشعار دیے گئے ہیں)

☆۲۴۵۔ ''نعت' خاص نمبر کلام ضیا، حصہ اوّل، جولائی ۱۹۸۹ء، ص ۳۵

☆۲۴۶۔ کفایت علی کافی، دیوانِ کافی، مطبع ابوالعلائی گلزار حوض حیدرآباد دکن، ۱۳۱۴ھ، ص ۷۷، ۲۱، ۲۶

☆۲۴۷۔ راجا رشید محمود، (مرتب) قلزمِ نعت، امیر مینائی کی نعتوں کا انتخاب، ص ۴۲، ۴۳

☆۲۴۸۔ احمد علی سیفؔ کلانوری، (مرتب) بوستانِ نعت، ص ۷۸، ۶۲

☆۲۴۹۔ غریب سہارن پوری، خزینۂ رحمت، ص ۹۳، ۱۴۰

☆۲۵۰۔ غلام سرور لاہوری، مفتی، نعت سروری، مطبع نولکشور، کان پور، ۱۹۱۱ء، ص ۶

☆۲۵۱۔ عزیزؔ حاصل پوری، صحیفۂ نور، ص ۲۸، ۳۰، ۳۳، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۴۶، ۱۷۵، ۱۸۱، ۱۸۲

☆۲۵۲۔ ''آئینہ'' (ماہ نامہ)، لاہور، سیرت نمبر، اکتوبر ۱۹۶۰ء، ص ۹

☆۲۵۳۔ عزیزؔ حاصل پوری، جامِ نور، ص ۹، ۱۰، ۱۴

☆۲۵۴۔ جمیل قادری رضوی، قبالۂ بخشش، ص ۲۸، ۹۲، (صفحہ ۱۰۱ تا ۱۰۴ پر ''ذکرِ ولادتِ سیّدِ رُسل ﷺ'' میں ۶۶ اشعار کی ایک مثنوی بھی ہے۔

☆۲۵۵۔ بوستانِ نعت، ص ۵۴، ۷۶

☆۲۵۶۔ قمر یزدانی، مہرِ درخشاں، ص ۴۵، ۴۷، ۴۹، ۵۱، ۵۲

☆۲۵۷۔ ایضاً، ص ۴۳، (بعد میں ڈاکٹر منظور الحق مخدوم نے بھی قمر یزدانی کے تتبع میں اسی زمین میں نعتیہ مستزاد کہا، ایک شعر دیکھیے:

چھایا ہے ابرِ رحمت، اُمڈی ہوئی گھٹا ہے... ماحول خوش نما ہے
اے ساکنانِ عالم، مژدہ یہ جاں فزا ہے... میلادِ مصطفیٰ ﷺ ہے

(''نعت''، نومبر، ۱۹۸۸ء، ص ۸۰)

☆۲۵۸۔ قمر یزدانی، خم خانۂ محمد ﷺ، ص ۱۲، ۱۶، ۱۹، ۲۰، ۱۸

☆۲۵۹۔ خالد محمود نقش بندی، قدم قدم سجدے، ص ۲۴۴، ۲۴۹، ۲۸۴، ۲۹۴

☆۲۶۰۔ اکبر وارثی، خواجہ محمد، میلادِ اکبر، ص ۳۰، ۳۴

☆۲۶۱۔ ''نظام المشائخ'' دہلی، (ماہ نامہ) جون ۱۹۱۱ء/ ''نعت'' لاہور (ماہ نامہ) خاص نمبر ''رسول ﷺ نمبروں کا تعارف حصہ دوم''، فروری ۱۹۸۹ء، ص ۱۰۲

☆۲۶۲۔ حافظ چشتی تونسوی، روض الفردوس، ص ۲۵، ۲۷

☆۲۶۳۔ مسرور بدایونی، آیۂ رحمت، نعت اکادمی، فیصل آباد، ص ۷۷، ۹۰

☆۲۶۴۔ صدر بھوپالی، صدر الدین انصاری، حاصلِ حیات، بزمِ معیارِ ادب، بھوپال، ۱۹۸۵ء، ص ۱۸، ۶۱

☆۲۶۵۔ حشمت یوسفی، جمالِ الہام، ص ۷۳، ۸۰، ۸۱

☆۲۶۶۔ سیماب اکبر آبادی، سازِ حجاز، ص ۷۳

☆۲۶۷۔ راجا رشید محمود (مرتب)، مدیحِ رسول ﷺ، پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور، ۱۹۷۳ء، ص ۱۴۹

☆۲۶۸۔ نعت (ماہ نامہ)، دسمبر ۱۹۹۹ء ''عابد بریلوی کی نعت''، ص ۶، ۲۱، ۲۶، ۲۸، ۵۲، ۶۳

☆۲۶۹۔ نعت (ماہ نامہ)، فروری ۱۹۹۲ء، ''آزاد بیکانیری کی نعت''، ص ۸، ۳۶، ۸۶، ۹۹

☆۲۷۰۔ حمید الدین احمد حمید، سیّد، گل ہائے عقیدت، اقلیم نعت، کراچی ۲۰۰۱ء، ص ۷۵، ۱۳۳، ۱۹۷

☆۲۷۱۔ مسعود چشتی، تسکینِ قلب، ۱۹۹۸ء، ص ۷۵

☆۲۷۲۔ غنی دہلوی، نسیمِ حجاز، ص ۸۳، ۱۱۴

☆۲۷۳۔ غنی دہلوی، شہرِ تمنا، ص ۱۶۶

☆۲۷۴۔ شریف الدین نیر سہروردی، سید، مدحتِ مولائے کل ﷺ، ص۹، ۱۰۴، ۱۶۵، ۲۳۰
☆۲۷۵۔ سعید اللہ خاں، نواب، سعادتِ سعید، لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۱۱۴، ۱۱۷
☆۲۷۶۔ صابر براری، جامِ طہور، ص ۲۳، ۲۷
☆۲۷۷۔ راجا رشید محمود، مدیحِ سرکار ﷺ، مکتبۂ ایوانِ نعت رجسٹرڈ، لاہور، ۲۰۰۰ء، ص ۹۱ تا ۹۴
☆۲۷۸۔ ریحانہ تبسم فاضلی، خطیب الامم، ص ۱۰۱، ۱۰۳
☆۲۷۹۔ خورشید ایلچ پوری، خورشیدِ رسالت، ص ۱۲، ۱۳
☆۲۸۰۔ آثم فردوسی، مہمانِ معلیٰ، ص ۳۵، ۷۴
☆۲۸۱۔ کشفی لکھنوی، چراغِ حرم، اردو سماج پبلی کیشنز، لکھنؤ، ۱۹۷۲ء، ص ۱۷، ۴۷
☆۲۸۲۔ اکرم علی اختر، اسلامی نظمیں، ص ۲۶، ۲۷
☆۲۸۳۔ اکرم علی اختر، کیف و سرور، ص ۱۲۵
☆۲۸۴۔ حسین سحر، تنویر، ص ۳۹، ۴۱
☆۲۸۵۔ حسین سحر، تقدیس، ص ۹۵
☆۲۸۶۔ نسیم بستوی، تجلیاتِ مدینہ، مکتبہ لطیفیہ، براؤں شریف (بھارت) ۱۹۶۰ء، ص ۲۸
☆۲۸۷۔ نسیم بستوی، بہارستان، ص ۳۱، ۳۲
☆۲۸۸۔ رہبر چشتی، نبی الحرمین ﷺ، ص ۴۵
☆۲۸۹۔ رہبر چشتی، رہبرِ رہبراں ﷺ، ص ۳۶، ۹۶
☆۲۹۰۔ نعت (ماہ نامہ)، جولائی ۱۹۹۲ء، ''غیر مسلموں کی نعت''، حصہ چہارم، ص ۱۷، ۹۲
☆۲۹۱۔ ناز مانک پوری، چرن سرن، رہبرِ اعظم ﷺ، مانک پور (بھارت)، بار اوّل، ۱۹۸۶ء، ص ۱۰، ۱۳، ۱۴، ۳۹
☆۲۹۲۔ حسن رضا خاں بریلوی، ذوقِ نعت، مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، ص ۵۹
☆۲۹۳۔ حافظ پیلی بھیتی، حافظ خلیل الدین حسن، نعتِ حافظ (انتخاب و ترتیب از راجا رشید محمود)، ص ۲۳۹ (حافظ پیلی بھیتی کے آٹھ نعتیہ دیوان طبع ہوئے جن کے نام یہ ہیں، نعتِ مقبولِ خدا، نغمۂ روح، خم خانۂ حجاز، آئینۂ پیغمبر ﷺ، بیاضِ نعت، نغمۂ جگر دوز، لذتِ درد اور مے خانۂ خلد، ایڈیٹر ماہ نامہ ''نعت'' لاہور نے ان آٹھوں دیوانوں کا انتخاب ''نعتِ حافظ'' کے نام سے کیا)
☆۲۹۴۔ اقبال جاوید، پروفیسر محمد (مرتب) مخزنِ نعت، ص ۲۳۷
☆۲۹۵۔ راجا رشید محمود (مرتب)، مدحِ رسول ﷺ، ص ۳۳
☆۲۹۶۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو نعتیہ شاعری، ص ۲۰۴
☆۲۹۷۔ بوستانِ نعت، ص ۷
☆۲۹۸۔ ایضاً، ص ۳۸
☆۲۹۹۔ ایضاً ص ۵۹
☆۳۰۰۔ مدحِ رسول ﷺ، ص ۴۸
☆۳۰۱۔ شفیق بریلوی (مرتب) ارمغانِ نعت، ص ۱۹۶

☆۳۰۲۔ ایضاً، ص ۲۲۸/ گل دستۂ نعت، ص۲۳

☆۳۰۳۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو کی نعتیہ شاعری، ص ۱۶۹

☆۳۰۴۔ صدیق اسماعیل (مرتب)، انوارِ حرمین، ص ۱۱۰

☆۳۰۵۔ ثابت رضوی لکھنوی، سیّد افضل حسین، صبرِ جمیل، جلد دوم، ص ۵۷۲

☆۳۰۶۔ غوث شاہ، حکیم سیّد محمد، مراد العاشقین، ص ۲۳

☆۳۰۷۔ نور سہارن پوری، منشی نور محمد، باغ کلام نور، مطبوعہ سہارن پور، ۱۳۵۰ھ، ص ۴۵

☆۳۰۸۔ ارمغانِ نعت، ص ۳۱۵

☆۳۰۹۔ ''جماعت'' (ماہ نامہ) امرتسر، رسول ﷺ نمبر، ۱۹۲۳ء، ص ۴۳/ مدحِ رسول ﷺ، ص ۴۱

☆۳۱۰۔ مدحِ رسول ﷺ، ص ۶۴

☆۳۱۱۔ ایضاً، ص ۱۴۴

☆۳۱۲۔ ایضاً، ص ۱۵۲

☆۳۱۳۔ ایضاً، ص ۷۳

☆۳۱۴۔ ایضاً، ص ۸۲

☆۳۱۵۔ ایضاً، ص ۹۸

☆۳۱۶۔ حفیظ تائب، صلوا علیہ وآلہٖ، ص ۱۱۰

☆۳۱۷۔ حافظ لدھیانوی، ثنائے خواجہ ﷺ، ص ۲۹

☆۳۱۸۔ حافظ لدھیانوی، مطلعِ فاران، ص ۲۷ (یہ نظم ۳۱ اشعار پر مشتمل ہے)

☆۳۱۹۔ مخزنِ نعت، ص ۲۴۹

☆۳۲۰۔ ایضاً، ص ۲۳۲

☆۳۲۱۔ ایضاً، ص ۲۵۰

☆۳۲۲۔ عبدالکریم ثمر، احسنِ تقویم، ص ۱۸

☆۳۲۳۔ سلطان احمد کیف، ڈاکٹر سیّد، بزمِ نعت و منقبت، دارالاشاعت اہل سنت، بنارس، ۱۹۶۵ء، ص ۳

☆۳۲۴۔ انوارِ حرمین، ص ۱۹۹

☆۳۲۵۔ بیکل اُتساہی، عرش کا جلوہ، نیو سلور ایجنسی، ممبئی، ص ۱۲

☆۳۲۶۔ حنیف اسعدی، ذکرِ خیرالانام ﷺ، ص ۱۲۹

☆۳۲۷۔ عبدالمجید صدیقی، صدقِ مقال، ص ۶۹

☆۳۲۸۔ مسرور کیفی، جمالِ حرم، ص ۷۷

☆۳۲۹۔ رفیع الدین اشفاق، ڈاکٹر سیّد، اردو میں نعتیہ شاعری، ص ۲۵۷

☆۳۳۰۔ ایضاً، ص ۲۵۸

☆۳۳۱۔ ایضاً، ص ۵۱۱

☆۳۳۲۔ ''نعت'' (ماہ نامہ) لاہور، میلادالنبی ﷺ نمبر، حصہ اوّل، اکتوبر ۱۹۸۸ء، ص ۳۳

☆۳۳۳۔ ایضاً، ص ۱۰۰

☆۳۳۴۔ ایضاً، ص ۱۰۱

☆۳۳۵۔ صبا متھراوی، دربارِ رسالت ﷺ میں، ص ۶۸

☆۳۳۶۔ بیکین رج پوری، نیر حرم، ص ۱۴۳

☆۳۳۷۔ حفیظ جالندھری، ابوالاثر، شاہ نامۂ اسلام، حصہ اوّل، ص ۱۰۸

☆۳۳۸۔ گل دستۂ نعت، ص ۲۸

☆۳۳۹۔ ایضاً، ص ۳۱

☆۳۴۰۔ اختر الحامدی، نعت محل، ص ۷۸

☆۳۴۱۔ ارمغانِ نعت، ص ۳۲۳

☆۳۴۲۔ گل دستۂ نعت، ص ۲۶

☆۳۴۳۔ راجا رشید محمود (مرتب) مدحِ رسول ﷺ، ص ۱۰۰

☆۳۴۴۔ ایضاً، ص ۱۰۱

☆۳۴۵۔ نور محمد ربانی، ڈاکٹر (مؤلف) کشف العرفان، ص ۳۰۲/ ارمغانِ نعت، ص ۲۷۶

☆۳۴۶۔ طفیل احمد بدر، سیّد، سلامِ قدس، ص ۹۳

☆۳۴۷۔ سلامِ قدس، ص ۲۸۵

☆۳۴۸۔ مظفر وارثی، بابِ حرم، ص ۳۴

☆۳۴۹۔ ارمان کبر آبادی، سروشِ سدرہ (مرتب ڈاکٹر صدیقہ ارمان)، ص ۷۵

☆۳۵۰۔ صابر القادری بریلوی، سیّد محفوظ علی، بخششِ رب، ص ۴۹

☆۳۵۱۔ ''نعت'' میلاد النبی ﷺ نمبر، حصہ دوم، نومبر ۱۹۸۸ء، ص ۷۳

☆۳۵۲۔ ایضاً، ص ۸۳

☆۳۵۳۔ ایضاً، ص ۸۴

☆۳۵۴۔ راجا رشید محمود (مرتب) مدحِ رسول ﷺ، ص ۴۶

☆۳۵۵۔ ایضاً، ص ۱۹۴

☆۳۵۶۔ ادب سیمابی، شاخِ طوبیٰ، ص ۳۱

☆۳۵۷۔ طلحہ رضوی برق، ڈاکٹر، اردو کی نعتیہ شاعری، دانش اکیڈمی، آرہ (بھارت)، ۱۹۷۴ء، ص ۷۲

☆۳۵۸۔ اقبال عظیم، ماحصل (کلیات)، بزمِ خدام الادب، نئی دہلی، ۱۹۸۷ء، ص ۱۰۸

☆۳۵۹۔ ایضاً، ص ۱۲۳

☆۳۶۰۔ ماہر القادری، ذکرِ جمیل، ص ۱۴/ رفیع الدین اشفاق، ڈاکٹر سیّد، اردو میں نعتیہ شاعری، ص ۶۱۹

☆۳۶۱۔ انیسیات از انیسہ ہارون شروانیہ، ص ۸۵، اردو میں نعتیہ شاعری، ص ۶۲۸

☆۳۶۲۔ گل دستۂ نعت، ص ۳۱

☆۳۶۳۔ ''رضوان'' (پندرہ روزہ) لاہور، عید میلاد النبی ﷺ نمبر، ۱۹۵۵ء، ص ۷۱، ۷۲/ ''نعت'' لاہور، خاص نمبر ''رسول ﷺ نمبروں کا تعارف حصہ اوّل''، ستمبر ۱۹۸۸ء، ص ۴۰

☆۳۶۴۔ ''نعت'' میلاد النبی ﷺ نمبر حصہ دوم، نومبر ۱۹۸۸ء، ص ۱۰۲

☆۳۶۵۔ ایضاً، ص۱۰۳
☆۳۶۶۔ سکندر لکھنوی، سفینۂ دل، ص۱۰۶
☆۳۶۷۔ ''احسان'' (روزنامہ) لاہور، ۲۳ر مئی ۱۹۳۷/ ''نعت'' خاص نمبر ''رسول ﷺ نمبروں کا تعارف حصہ دوم''، فروری ۱۹۸۹ء، ص۸۶
☆۳۶۸۔ نیر ندیم (مرتب)، مدینۂ نعت، ص۸۲
☆۳۶۹۔ ایضاً، ص۱۰۶
☆۳۷۰۔ ایضاً، ص۱۱۳
☆۳۷۱۔ نور الحسن چشتی، حاجی، ارمضانِ نور، ص۶۳
☆۳۷۲۔ ایضاً، ص۳۰
☆۳۷۳۔ شائق دہلوی، میر سیّد علی، کلیاتِ شائق (گلگشتِ بہشت، ص۱۱)
☆۳۷۴۔ طالق ہمدانی، افکارِ جمیل، ص۴۸
☆۳۷۵۔ ''نعت'' میلادالنبی ﷺ نمبر حصہ سوم، دسمبر ۱۹۸۸ء، ص۸۸
☆۳۷۶۔ ایضاً، ص۸۹
☆۳۷۷۔ تاباں عابدی، جلوۂ تاباں، ص۲۶
☆۳۷۸۔ گوہر ملسیانی، مظہرِ نور، ص۸۹
☆۳۷۹۔ آغا صادق، چشمۂ کوثر، ص۳۲
☆۳۸۰۔ صوفی اویسی، غلام حسین، سرودِ نے، ص۳۳
☆۳۸۱۔ ایضاً، ص۱۰۱
☆۳۸۲۔ خادی اجمیری، نکہت و نور، ص۳۸
☆۳۸۳۔ ایضاً، ص۸۹
☆۳۸۴۔ نسیم بستوی، بہارستان، مکتبہ لطیفیہ، براؤں شریف (بھارت)، ص۳۱
☆۳۸۵۔ ایضاً، ص۳۲
☆۳۸۶۔ شمیم ہمت نگری، گل دستۂ شمیم، مکتبۂ لطیفیہ، براؤں شریف، ص۲۱
☆۳۸۷۔ حیرت الٰہ آبادی، منارۂ نور، ص۸۹
☆۳۸۸۔ ایضاً، ص۱۲۹
☆۳۸۹۔ بشیر زداری، خزینۂ نعت، ص۷۲
☆۳۹۰۔ محبت خاں بنگش (مرتب) شانِ محمد ﷺ، ادارۂ علم و ادب، کوہاٹ، ۱۹۸۳ء، ص۱۴
☆۳۹۱۔ ایضاً، ص۲۳
☆۳۹۲۔ طیب قریشی اشرفی دہلوی، جانِ ایمان، حصہ دوم، مکتبہ نئی منزل، دہلی، ص۶۸
☆۳۹۳۔ ایضاً ص۶۹
☆۳۹۴۔ ایضاً، ص۷۰
☆۳۹۵۔ نعت (ماہ نامہ)، لاہور، فروری ۲۰۰۰ء، ص۲۲

☆۳۹۶۔ ایضاً، ص۷۳، ۷۴

☆۳۹۷۔ نعت (ماہ نامہ)، ستمبر ۲۰۰۱ء، ''نعت ہی نعت'' (۱۲ واں حصہ)، ص ۶۸

☆۳۹۸۔ زمان کنجاہی، رحمتِ تمام، کراچی، ۱۹۸۸ء، ص ۱۰۷

☆۳۹۹۔ صادق جمیل (مرتب)، کشکولِ عقیدت، لاہور، ۱۹۹۴ء، ص ۷۰

☆۴۰۰۔ ایضاً، ص ۸۴

☆۴۰۱۔ نعت (ماہ نامہ)، نومبر ۱۹۹۷ء، ص ۹۴

☆۴۰۲۔ نعت (ماہ نامہ)، فروری ۱۹۹۸ء، ''ضلع گجرات کے اردو نعت گو شعرا''، ص ۸۔ ۲۹

☆۴۰۳۔ نعت (ماہ نامہ)، دسمبر ۱۹۹۸ء، ''نعت ہی نعت''، حصہ نہم، ص ۸، ۱۳

☆۴۰۴۔ نعت (ماہ نامہ)، جنوری ۱۹۹۹ء، ص ۳۹

☆۴۰۵۔ صوفی (ماہ نامہ) پنڈی بہاء الدین، جولائی، اگست ۱۹۳۲ء

☆۴۰۶۔ صوفی، اکتوبر ۱۹۱۵ء، بہ حوالہ ''نعت'' مارچ ۱۹۹۹ء، ص ۳۰

☆۴۰۷۔ نعت (ماہ نامہ)، ستمبر ۱۹۹۵ء، ص ۴۷

☆۴۰۸۔ نعت (ماہ نامہ) دسمبر ۱۹۹۶ء، ''اٹک کے نعت گو شعرا''، ص ۱۷، ۲۷

☆۴۰۹۔ نعت (ماہ نامہ)، نومبر ۱۹۹۷ء، ''اردو نعت اور عساکرِ پاکستان''، ص ۸۹، ۹۳

☆۴۱۰۔ نعت رنگ (مجلّہ) کراچی، شمارہ ۳، ۱۹۹۶ء، ص ۳۰۶، ۳۰۷

☆۴۱۱۔ نعت رنگ، شمارہ ۱۰، اپریل ۲۰۰۰ء، ص ۲۵۰

☆۴۱۲۔ نیلاب رنگ (ماہ نامہ)، راول پنڈی، ظہورِ قدسی نمبر، ۱۹۹۱ء، ص ۹۹

☆۴۱۳۔ اخلاق عاطف (مرتب)، جانِ رحمت، سرگودھا، ص ۸۲

☆۴۱۴۔ سید انجم جعفری (مرتب)، ورفعنا لک ذکرک، میانوالی، ۱۹۸۳ء، ص ۶۴، ۷۶، ۷۷، ۸۰، ۸۹، ۱۰۷

☆۴۱۵۔ نعت (ماہ نامہ)، جولائی ۱۹۹۴ء، ص ۳۶

☆۴۱۶۔ نعت (ماہ نامہ)، جولائی اگست، ۱۹۹۵ء، ص ۷۸، ۷۹

☆۴۱۷۔ الفقیہ، امرتسر، ۱۷ ربیع الاوّل، ۱۳۴۷ھ، صفحۂ اوّل

☆۴۱۸۔ نعت (ماہ نامہ)، جولائی، اگست ۱۹۹۵ء، ص ۲۹۹

☆۴۱۹۔ مولوی (ماہ نامہ)، دہلی، رسول ﷺ نمبر، ۱۳۳۵ھ، ص ۱۷

☆۴۲۰۔ نعت (ماہ نامہ)، ستمبر ۱۹۹۳ء، ص ۸۴، ۸۳، ۷۹، ۸۲

☆۴۲۱۔ ایضاً، ص ۸۵، ۸۶، ۹۰، ۹۱، ۹۳

☆۴۲۲۔ نعت (ماہ نامہ)، جولائی ۱۹۹۷ء، ص ۸۳، ۸۴، ۸۷، ۹۰، ۹۴

☆۴۲۳۔ نعت (ماہ نامہ)، مارچ ۱۹۹۴ء، ''نعت ہی نعت''، حصہ دوم، ص ۸۵

☆۴۲۴۔ شفیق الدین شارق، نزول، اقلیم نعت، کراچی، ص ۴۷

☆۴۲۵۔ مشرف حسین انجم، صدقہ ہے مدینے والے ﷺ کا، لاہور، ۲۰۰۱ء، ص ۳۳

☆۴۲۶۔ وحید الحسن ہاشمی، سیّد، یاسمین، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۱۴۷

☆۴۲۷۔ شریف احسن، حکیم، عبدہٗ ورسولہٗ، نعت اکادمی، فیصل آباد، ص ۸۷

☆۴۲۸۔ مسعود رضا خاکی، ڈاکٹر، معراجِ سخن، ص۷۴

☆۴۲۹۔ کاوش زیدی، ماجد علی، مدحتِ خیرالانام ﷺ، فیصل آباد، ص۵۵

☆۴۳۰۔ شعیب آبرو فیض آبادی، نظر نظر طیبہ، کراچی، ۱۹۹۳ء، ص۲۱

☆۴۳۱۔ آصف بشیر چشتی (مرتب) شہرِ نعت، فیصل آباد، ص۱۰۹، ۱۷۰، ۲۱۷

☆۴۳۲۔ گل بخشالوی (مرتب) دربارِ رسالت، کاریاں، ص۷۶، ۱۰۹

☆۴۳۳۔ عزیز صابری (عزیز احسن)، مرتب) جواہر النعت، کراچی، ۱۹۸۱ء، ص۸۱، ۲۲۳

☆۴۳۴۔ شہزاد احمد (مرتب)، انوارِ عقیدت، کراچی، ۲۰۰۰ء، ص۷۱، ۲۶۹

☆۴۳۵۔ ریاض حسین چودھری، رزقِ ثنا، لاہور، ۱۹۹۹ء، ص۷۲

☆۴۳۶۔ آفتاب کریمی، آنکھ بنی کشکول، اقلیم نعت، کراچی، ص۷۱

☆۴۳۷۔ بہزاد لکھنوی، کرم بالائے کرم، ص۱۸۶

☆۴۳۸۔ ستار وارثی، معطر معطر، ص۱۱۶

☆۴۳۹۔ احدی اجمیری، میرِ عرب کا چاند، مرتضائی پریس، آگرہ، ۱۳۵۰ھ، ص۴

☆۴۴۰۔ وفا وارثی اجمیری، ابوالخیر، آفتابِ مدینہ، مرتضائی پریس، آگرہ، س ن، ص۷

☆۴۴۱۔ سخی کنجاہی، حضوریوں کے رنگ، لاہور، ۱۹۹۶ء، ص۳۵

☆۴۴۲۔ عارف سیمابی، عرفانیات، ص۵۷

☆۴۴۳۔ صابر کوثر، حرا کا چاند، ص۸۱

☆۴۴۴۔ قمر میرٹھی، شمس و قمر، ص۵۷

☆۴۴۵۔ غالب عرفان، م، ص۴۳

☆۴۴۶۔ عطاء الرحمٰن شیخ، عطائے حرمین، ص۱۱۳

☆۴۴۷۔ ہارون الرشید، طوبیٰ، کراچی، ۱۹۹۵ء، ص۶۰

☆۴۴۸۔ سعادت حسن آس، آس کے پھول، اٹک شہر، ۱۹۹۰ء، ص۱۰۶

☆۴۴۹۔ عزیز الدین خاکی القادری، ذکرِ صلِ علیٰ، ص۵۳

☆۴۵۰۔ انجم وزیرآبادی، محمد جان، مینائے کوثر، ص۷۷

☆۴۵۱۔ ساغر صدیقی، سبز گنبد، ص۲۸

☆۴۵۲۔ تابش صمدانی، مرحبا سیدی، ملتان، ص۶۰

☆۴۵۳۔ منور ہاشمی، لوح بھی تو قلم بھی تو، اسلام آباد، ص۵۷

☆۴۵۴۔ طفیل ہوشیارپوری، رحمتِ یزداں، ص۱۷۶، ۲۱۹

☆۴۵۵۔ نعت (ماہ نامہ) اکتوبر ۱۹۹۰ء، ص۲۰، ۹۲

☆۴۵۶۔ شام وسحر، نعت نمبر۳، ۱۹۸۳ء، ص۲۷۳

☆۴۵۷۔ لفظ ہمارے، نعت نمبر، ص۱۴

☆۴۵۸۔ ایضاً، ص۷۰

☆۴۵۹۔ دردِ اسعدی (مرتب) ثنائے خواجۂ کونین، ص۸۸

☆۴۶۰۔ ایضاً، ص۱۶۹
☆۴۶۱۔ صادق دہلوی، محمد یٰسین، حریم نور، مطبوعہ دہلی، ص۲۸
☆۴۶۲۔ فدا حسین فدا، ابوالطاہر، افکارِ پریشاں، ص۲۲
☆۴۶۳۔ راجا رشید محمود (مرتب) نعتِ خاتم المرسلین ﷺ، ص۱۲۵
☆۴۶۴۔ جعفر بلوچ، بیعت، ص۸۷
☆۴۶۵۔ کیفی سرحدی، ابولکیف، صلِ علیٰ محمد، ص۴
☆۴۶۶۔ محبت خاں بنگش (مرتب)، شانِ محمد ﷺ، ص۳۵
☆۴۶۷۔ ایضاً، ص۴۹
☆۴۶۸۔ راجا رشید محمود، ورفعنا لک ذکرک، ص۷۱، ۵۹
☆۴۶۹۔ راجا رشید محمود، حدیثِ شوق، ص۴۷
☆۴۷۰۔ راجا رشید، محمود، منشورِ نعت، ص۶۸
☆۴۷۱۔ راجا رشید محمود، غیر مسلموں کی نعت گوئی، ص۷۱، ۷۲، ۳۹۸، ۳۹۹
☆۴۷۲۔ راجا رشید محمود، خواتین کی نعت گوئی، ص۱۴۰
☆۴۷۳۔ غریب سہارن پوری، خزینۂ رحمت، ص۱۳
☆۴۷۴۔ حافظ عبدالغفار حافظ، ارمغانِ حافظ، ص۵۷
☆۴۷۵۔ غلام نبی (مرتب) بستانِ نبی ﷺ، مطبوعہ کراچی، ۱۹۶۲ء، ص۱۷۷
☆۴۷۶۔ سکندر لکھنوی، سحابِ رحمت، ص۱۰۳
☆۴۷۷۔ اکبر وارثی، خواجہ محمد، میلادِ اکبر، ص۳۶
☆۴۷۸۔ نعت (ماہ نامہ)، لاہور، اگست ۱۹۸۹ء، ''کلامِ ضیا''، حصہ دوم، ص۵۴
☆۴۷۹۔ حافظ پیلی بھیتی، نعتِ حافظ (انتخاب/ ترتیب/ مقدمہ: راجا رشید محمود) ص۱۶۱
☆۴۸۰۔ قمر یزدانی، مہرِ درخشاں، ۱۹۸۰ء، ص۳۹، ۴۱
☆۴۸۱۔ راجا رشید محمود، منظومات، مجلسِ سخن رجسٹرڈ، لاہور، ۱۹۹۵ء، ص۱۸
☆۴۸۲۔ صبیح رحمانی
☆۴۸۳۔ حبیب نقش بندی محسنی، نذرِ حبیب، ص۳۶، ۳۷
☆۴۸۴۔ مظفر وارثی، کعبۂ عشق، ص۱۲۷
☆۴۸۵۔ عزیز الدین خاکی القادری، ذکرِ صلِ علیٰ، ص۷۹
☆۴۸۶۔ محمد لطیف، نعت، لاہور، ۲۰۰۱ء، ص۱۷
☆۴۸۷۔ معراجِ سخن، لاہور، ۱۹۹۰ء، ص۷۸
☆۴۸۸۔ منصور آفاق، محمد، آفاق نما، میانوالی، ص۴۳ تا ۴۵، ص۶۴
☆۴۸۹۔ راجا رشید محمود، قطعاتِ نعت، ص۴۴، ۴۵
☆۴۹۰۔ جگن ناتھ آزاد، نسیم حجاز، دہلی، ۱۹۹۹ء، ص۷۶ تا ۷۸
☆۴۹۱۔ نعت (ماہ نامہ) اگست ۱۹۹۶ء، ''ظہورِ قدسی''، ص۸۹ تا ۹۱
☆۴۹۲۔ نعت (ماہ نامہ)، نومبر ۱۹۸۸ء، ''میلاد النبی ﷺ'' حصہ دوم، ص۳۹ تا ۶۴
☆۴۹۳۔ نجم بریلوی، حافظ نجم الدین، شمعِ نجم، نعتِ برحق، مطبوعہ، مطبع نادری بریلی، ۱۳۳۳ھ، ص۵

☆۴۹۴۔ خزینۂ رحمت، ص۱۵۲
☆۴۹۵۔ ایضاً، ص۸۵
☆۴۹۶۔ سراج آغائی، میلادِ رسول ﷺ، ص۳۶
☆۴۹۷۔ مراد العاشقین، ص۵۳
☆۴۹۸۔ نور سہارن پوری، باغ کلام نور، ص۱۲۵
☆۴۹۹۔ بیکل اُتساہی بلرام پوری، عرش کا جلوہ، ص۳۱
☆۵۰۰۔ موسیٰ لدھیانوی، دیوانِ موسیٰ، ص۱۰
☆۵۰۱۔ محدث (ماہ نامہ)، لاہور، رسولِ مقبول ﷺ نمبر، حصہ دوم، ربیع الاوّل والآخر، ۱۳۹۶ھ، ص۲۲۳/ نعت (ماہنامہ)، ستمبر ۱۹۸۸ء، ''رسول ﷺ نمبروں کا تعارف''، حصہ اوّل، ص۳۵
☆۵۰۲۔ نعت (ماہ نامہ)، فروری ۱۹۹۹ء، ''حقیر فاروقی کی نعت''، ص ۶۸
☆۵۰۳۔ نعت (ماہ نامہ)، اکتوبر ۱۹۹۰ء، ''میلاد النبی ﷺ''، حصہ چہارم، ص۹۱
☆۵۰۴۔ شہزاد احمد (مرتب)، انوارِ عقیدت، ص۵۶
☆۵۰۵۔ آفتاب کریمی، آنکھ بنی کشکول، ص۹۸ تا ۱۰۰
☆۵۰۶۔ نعت (ماہ نامہ)، جولائی ۱۹۹۲ء، ''غیر مسلموں کی نعت'' حصہ چہارم، ص۱۷
☆۵۰۷۔ فانی مراد آبادی، حافظ محمد ایوب، ہندو شعرا کا نعتیہ کلام، ص۴۰
☆۵۰۸۔ ایضاً، ص۹۳
☆۵۰۹۔ ''نعت'' خاص نمبر ''غیر مسلموں کی نعت حصہ اوّل''، اگست ۱۹۸۸ء، ص ۱۷
☆۵۱۰۔ نور احمد میرٹھی (مرتب) نورِ سخن، مطبوعہ کراچی، ۱۴۰۹ھ، ص۷۷
☆۵۱۱۔ ''نعت''، غیر مسلموں کی نعت حصہ اوّل، اگست ۱۹۸۸ء، ص۲۷
☆۵۱۲۔ ''نعت'' خاص نمبر میلاد النبی ﷺ نمبر، حصہ دوم، نومبر، ص۸
☆۵۱۳۔ ''نعت'' خاص نمبر میلاد النبی ﷺ، حصہ سوم، دسمبر ۱۹۸۸ء، ص ۹۳ (یہ شعر پنڈت جگن ناتھ آزاد کی ایک طویل میلادیہ نظم سے لیا گیا ہے، یہ نظم ''نعت'' کے تین صفحوں پر شائع ہوئی)۔
☆۵۱۴۔ ہندو شعرا کا نعتیہ کلام، ص۱۰۹
☆۵۱۵۔ ایضاً، ص۱۵۰
☆۵۱۶۔ ایضاً، ص۱۵۴
☆۵۱۷۔ ناز مانک پوری، چرن سرن، رہبرِ اعظم ﷺ، دلّی، ص۱۴، ۳۹ (اس مجموعۂ نعت کا مکمل تعارف، ماہ نامہ ''نعت'' کے جون ۱۹۸۹ء کے شمارے ''غیر مسلموں کی نعت'' حصہ دوم میں صفحہ ۳۹ تا ۴۹ پر شائع کیا گیا)
☆۵۱۸۔ جامِ نور (ماہ نامہ) کلکتہ، خورشیدِ رسالت ﷺ نمبر، جون، جولائی ۱۹۶۸ء، ص۱۲۶
☆۵۱۹۔ نور احمد میرٹھی، بہر زماں بہر زباں، کراچی، ۱۹۹۶ء، ص ۱۳۸، ۳۶۱، ۳۰۵، ۳۱۹، ۴۸۵
☆۵۲۰۔ ابوالسیف عتیق (مرتب)، نغماتِ صداقت، مکتبۂ صداقت، چنیوٹ، ضلع جھنگ، طبع اوّل، ۱۹۵۷ء، ص۳۲
☆۵۲۱۔ ستار وارثی، معطر معطر، ص ۵۰
☆۵۲۲۔ اکرم علی اختر، اسلامی نظمیں، لاہور، ص ۲۸، ۲۹

شارق جمال۔ بھارت

''نعت'' کے اشعار اور فنی سقم

اردو شاعری میں زبان کی صفائی کا... اشعار میں زبان و بیان کی فصاحت کا بھی شروع ہی سے خیال رکھا گیا ہے۔ لیکن پہلوانِ سخن امام بخش ناسخ کے زمانے میں اس ضمن میں خصوصاً توجہ دی گئی ہے۔ محاورات کی صحت پر... زبان کی شستگی اور زبان کی فصاحت پر ازسرِنو غور فرما کر کچھ قاعدے وضع کیے گئے۔ اس سلسلے میں شاگردِ ناسخ، کلب حسین خاں نادر کی کتاب ''تلخیصِ معلّیٰ'' مطبوعہ ۱۲۸۰ ہجری کی ایک عبارت ہے:

> جناب امام بخش ناسخ... کسی کے شاگرد نہ تھے۔ اپنے عہدِ فصاحت میں ان سب لغویات اور حشویات کو دور کر کے ایسی صحت محاورات اور صفائی، بندش اور شستگیِ زبان اور روزمرہ کی کہ سخن ورانِ پایہ بلند اور دقیقہ رسانِ ہنرمند نے بہ دل پسند کیا اور... اور ہر ایک کو اس کی پیروی و تقلید ملحوظ رہی۔
>
> بعد وفات جناب مغفور چند شخص، شاگردانِ رشید سے ایسے نام ور ہوئے کہ سب نے اُن کو مانا اور اہلِ کمال سے جانا... از آں جملہ جناب سیّد علی اوسط صاحب رشکؔ سلمہٗ اللہ اور خواجہ وزیر مرحوم اور مرزا محمد رضا برقؔ مغفور اور شیخ امداد حسین بحرؔ، کہ ہر ایک ان میں سخن ور یگانہ اور بے مثلِ زمانہ ہے...
>
> سیّد علی اوسط صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ بڑے صاحبِ تدقیق و اہلِ استعداد باتحقیق ہیں کہ مثل و نظیر اپنا نہیں رکھتے۔ چند قواعد اور اصول

اور قیود اختراع کیے کہ اکثر قابلِ قبول و پسندِ اہلِ سخن ہیں۔ بہت سے لوگ اور کل پیروان کے انھیں قیود کے ساتھ موزوں کرتے ہیں۔

(مرتبہ ڈاکٹر انصاراللہ، ص ۹۳)

اسی طرح فصاحتِ زبان اور اصلاحِ سخن کے سلسلے میں بہ قول شخصے... صفیر بلگرامی... جلالؔ لکھنوی اور شوقؔ نیموی (شاگردِ رشید شمشاد لکھنوی) نے کئی کتابیں لکھیں۔ جن کی فنی اہمیت اُس وقت بھی تھی اور آج بھی ہے۔

عیوبِ سخن اور نقائصِ فصاحت کے باب میں کئی عیوب و نقائص کی نشان دہی کے ساتھ یہ بھی نقصِ شعر اور عیب بتایا گیا ہے کہ شعر میں ہندی زبان کے حروفِ علت کو چھوڑ کر، عربی و فارسی کے حروفِ علت کا گرانا... دبانا... گرا، دبا کر شعر موزوں کرنا... مناسب و جائز نہیں... اگر کسی شاعر نے ایسا کوئی عمل شعر سازی کے وقت کیا ہے تو اس شعر کو ساقط البحر سمجھا جائے گا۔ اس ضمن میں شوقؔ نیموی اپنے رسالے "اصلاح مع ایضاح" میں رقم طراز ہیں کہ:

اور الفاظِ حروفِ ہندیہ سے استقاطِ حروفِ علت معیوب نہیں، مگر بعض شعرا لفظ ہندی سے بھی الف نہیں گراتے... اور بعضے لفظ "کا" کو مستثنیٰ کر لیتے ہیں، مگر "یے" اور "واؤ" کو مجہول ہوں یا معروف، بے کھٹکے گرا دیتے ہیں۔ اگر نہ گرائیں تو حروفِ علت میں سے کسی کو نہ گرائیں۔ الف کی تخصیص چہ معنی دارد؟

مؤلف بھی نہیں گراتا، بلکہ اکثر دیکھا کہ جہاں کسی نے فارسی لفظ سے "ی" گرائی، لوگ عیبِ فاحش سمجھنے لگے، بلکہ غلطی پر محمول کرنے لگے۔ (حاشیہ ص ۱۹)

یہ ۱۸۹۳ء کی یعنی ایک سو دس سال پہلے کی تحریر ہے۔ ایک سو دس سال پہلے شعرا کے اس عمل کو لوگ "عیبِ فاحش" سمجھتے تھے اور غلطی پر محمول فرماتے تھے... لیکن آج...؟؟

کیا آج اس غلطی کو غلطی یا عیبِ فاحش کو عیبِ فاحش نہ سمجھا جائے گا؟...

مندرجہ بالا تحریر کو قرطاس پر لاتے وقت شوقؔ نیموی کے سامنے یہ مصرع تھا:

شہر میں قافیہ پیمائی بہت کی آتش

اس مصرع میں لفظ "پیمائی" کی یائے معروف بحر سے خارج ہے۔ اس مصرع کی

تقطیع ملاحظہ فرمائیں:

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱
فا	علا	تن	فع	لا	تن	فع	لا	تن	فع	لن
شہ	رے	قا	فِ یَ	پے	ما	ءِ بَ	ہت	کی	اا	تش

اس تقطیع میں لفظ ''پیائی'' کی یائے معروف نہیں۔ لفظ کے جزو ''ئی'' جو شمار میں دو حرفی ہے۔ تقطیع میں اس جزو (ساتویں خانے میں) کا ایک ہی حرف ہے۔ یائے معروف نہیں آسکی۔ جس کے سبب مصرع ساقط البحر ہوا۔ اسی طرح احمد رضا فاضل بریلوی کے دو مصرع ہیں:

''اے بیکسوں کے آقا، اب تیری دہائی ہے''

''یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا''

ان مصرعوں کی تقطیع بھی ملاحظہ فرمائیں...

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
مف	عول	مفا	عی	لن	مف	عول	مفا	عی	لن
اے	بےک	سُ کے	اا	قا	اب	تےرِ	دہا	ئی	ہے

اس تقطیع میں تیسرے خانے میں ''بے کسوں'' کے جزو کسو، سو کا صرف ''س'' ہے۔ واو گر گیا... یا گرا کر وزن پورا کیا گیا ہے۔ جس کے سبب بحر کا نصف حصہ بارکانِ ''مفعول فاعلاتن'' معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے مصرع کی تقطیع ملاحظہ فرمائیں:

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱
فا	علا	تن	فعِ	لا	تن	فعِ	لا	تن	فع	لن
یع	نِ مح	بو	بُ مُ	حِب	بے	ن ہِ	ے	را	تے	را

اس تقطیع میں دوسرے خانے میں لفظ یعنی کا جزو ''نی'' کا حرف ''ن'' ہی تقطیع میں ہے۔ ''ی'' دبا کر وزن پورا کیا گیا ہے۔ اسے یوں وزن میں پڑھا جائے گا:

یعنِ محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

ان مندرجہ بالا تینوں مصرع کی تقطیع میں صاف دیکھا جاسکتا ہے، کہ یائے معروف اور واو... دونوں حرف بحر سے خارج کرکے دبا۔ گرا کر وزن پورا کیا گیا ہے۔ اسی بات کو

"نعت رنگ" کراچی (بابت مارچ ۲۰۰۱ء شمارہ گیارہواں) میں فنی اعتبار سے "نعتیہ شاعری کے لوازمات" کے ذیل میں ذہن میں رکھ کر ناقدانہ اور تنقیدی بحث کی گئی ہے۔ اس بحث کو تنقیصی بحث سے کوئی علاقہ نہیں... اس میں کسی کی توہین مقصود نہیں۔

اس سلسلے میں اپنے بزرگ، اساتذۂ فن کے مذکورہ قاعدے کو آج کے شعرا بھی مانتے ہیں اور ایسے سقم سے بچنے کی ہر طرح کوشش بھی کرتے ہیں۔

یہ قاعدہ ناسخ کے زمانۂ آخر میں بتایا گیا تھا... اس سے پہلے کے شاعر خواہ اردو زبان کے ہوں... عربی و فارسی زبان کے شاعر ہوں۔ ان کے کلام میں یا اشعار میں اگر اس طرح کا سقوطِ حروفِ علت نظر آتا ہے تو اس سے کوئی بحث نہیں کی جائے گی۔ ایسے سابقہ شعرا کے اشعار سند نہیں بنیں گے۔ انھیں فنی گرفت میں بھی نہیں لیا جائے گا۔

ہاں اس قاعدے کے وجود میں آنے کے بعد خواہ غالبؔ کے اشعار میں... ظہیر غازی پوری کے کلام میں یا فاضلِ بریلوی احمد رضا صاحب کے شعروں میں یہ سقوطِ حروفِ علت نظر آنے پر اس سے فنی بحث یقیناً کی جائے گی... اس سقم پر سابقہ شعرائے فارسی و عربی کے اشعار کا سنداً پیش کرنا بھی درست نہیں، کہ ان کے اشعار اس قاعدے کے نافذ ہونے سے پہلے کے ہیں۔

اردو شاعری میں سقوطِ حروفِ علت... الف... واو... ی... کا عربی اور فارسی کے الفاظ سے گرانا۔ ان لفظوں کو غیر سمجھنا نہیں کسی طرح بھی نہیں۔ اس کے برعکس ہندی الفاظ کے حروفِ علت کا گرانا، دبانا اس زبان کے لفظوں کو گلے لگانے کے جیسا ہرگز نہیں۔ یہاں الٹی بات کہی جا رہی ہے۔

عربی اور فارسی الفاظ کو باوزن پڑھنے میں صحت مند انداز میں پڑھنے میں فصاحتِ زبان کا جو لطف ہے۔ وہ حرف گرا، دبا کر پڑھنے میں نہیں۔ اشعار پڑھنے میں تو یہ لطف اور بھی نہیں ہے۔ یہ عمل، صحت مند انداز میں باوزن پڑھنے والے انداز میں ان زبانوں کے ساتھ عین محبت کا سلوک و ثبوت ہے۔ اس اندازِ شعر خوانی میں اپنائیت کا پتا چلتا ہے۔ ان زبانوں کے الفاظ کو صحیح ادا کرنے میں ان سے عین چاہت کا ثبوت ملتا ہے۔ اسے سنوارے رکھنے میں اس سے عشق معلوم ہوتا ہے، اگر:

یعنی محبوب و محبتؔ میں نہیں میرا تیرا

کو پڑھیں:

یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

تو ان زبانوں کے ساتھ انصاف نہ ہوگا... محبت نہ ہوگی... سوتیلا پن ہوگا... اسے پورے حروف کے ساتھ پڑھنا... ان زبانوں کی شیرینی کو برقرار رکھنا ہے۔ ان میں جو حسن ہے، اُسے برقرار رکھنا ہے، اس لیے یہ ضروری امر ہے کہ عربی و فارسی حروفِ علت کا دبانا... گرانا... دبا... گرا کر شعر موزوں کرنا عیب ہی میں شمار کیا جائے اور ہر طرح اس عیبِ فاحش سے بچا جائے۔

جملۂ مذکور میں فاضلِ بریلوی کے اشعار میں تقابلِ ردیفین کی نشان دہی بھی کی گئی ہے۔ فنی اعتبار سے وہ اشعار چاہے غزل کے ہوں۔ رباعی کے ہوں سلام وغیرہ کے ہوں یا کسی اور صنفِ شاعری کے ہوں۔ یہ بھی عیب میں داخل ہے۔ اسی طرح نعت شریف کے بھی اشعار کو جب فن کی کسوٹی پر لیا جائے گا اور قاعدۂ فن کی نظر سے جب دیکھا جائے گا تو اس عیب کی نشان دہی بھی ناقد، مبصر پر ضروری ہوگی۔ صرف ضروری ہی نہیں بلکہ ناقد اور مبصر کا عین فرض ہوگا کہ اس عیب کو بہ وضاحت قرطاس پر لائے۔ اس سلسلے میں جواباً یہ لکھنا کہ:

> اجتماعِ ردیفین سے واسطہ ہر شاعر کو پڑتا ہے، جب اس سے بچنے کی ساری کوششیں بے سود ثابت ہوجاتی ہیں تو حل کی ایک آخری اور آسان مگر تکلیف دہ صورت باقی رہ جاتی ہے اور اس پر ہی عمل کیا جاتا ہے۔ وہ صورت یہ ہے کہ ایسے شعر کو ہی غزل سے خارج کردیا جاتا ہے، شعر کا خون ہوتا ہے، اس سے تکلیف تو ہوتی ہے لیکن زندگی بھر اور بعدِ وفات بھی ظہیر غازی پوری جیسے نکتہ چینوں کی نکتہ چینیوں سے محفوظ رہنے کے خیال سے جو راحت ہوتی ہے، وہ وقتی تکلیف کا بڑا اچھا مداوا بن جاتی ہے لیکن نعت میں معاملہ اس کے برعکس ہے۔
>
> (''نعت رنگ'' ص ۱۴۷)

یہاں میں عرض کروں گا کہ جب ہم شعر سازی کے وقت خواہ وہ نعتیہ ہی شاعری ہو، وزن اور بحر کے ساتھ ردیف اور قوافی کا التزام فرض سمجھتے ہیں، خود پر لازم کرتے ہیں، تو یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ اس میں در آنے والے سقم اور تسامح کو بھی شاعری کا عیب مان کر

اس سے بچیں۔ فاضل بریلوی کے دو شعر☆:

حضور ایسا کوئی انتظام ہوجائے
سلام کے لیے حاضر غلام ہوجائے
حضور آپ جو سن میں تو بات بن جائے
حضور آپ جو کہہ دیں تو کام ہوجائے

جوابی مضمون میں مندرجہ بالا مصرعوں میں سے تیسرے مصرعے میں اجتماعِ ردیفین کا عیب فاضل مضمون نگار نے تسلیم کیا ہے۔ ایک دوسری جگہ دوسرے مصرعے:

تمھاری شرم سے شانِ جلالِ حق ٹپکتی ہے

کو خود ہی اس عیبِ مذکور کو نکالنے کے لیے اسے یوں کہا ہے:

ٹپکتی ہے تمھاری شرم سے شانِ جلالِ حق

لیکن یہ بھی لکھا ہے کہ مصرعے کی مٹی پلید ہوجائے گی اگر اس طرح کیا جائے تو۔ میں سمجھتا ہوں اس ترمیم سے عیب بھی دور ہوگیا ہے اور مصرعے کی مٹی پلید نہیں ہوئی، مصرعے کا تاثر برقرار ہے۔

فاضلِ بریلوی کے نقل شدہ مندرجہ بالا شعروں میں بھی تقابلِ ردیفین جو ہے۔ ان شعروں کے مصرعے:

حضور آپ جو سن لیں تو بات بن جائے

کو اگر یوں کرلیں:

حضور آپ جو سن لیں تو میری بات بنے

تو مصرعے کی چستی اور تاثر کی بات بھی برقرار رہے گی اور کہنے والا اپنے ہی لیے کہہ رہا ہے (یعنی ضمیر) ظاہر ہوجائے گا۔

بہرحال ظہیر غازی پوری کے مضمون کا جواب لکھنے والے ڈاکٹر صابر صاحب بھی مانتے ہیں کہ اجتماعِ ردیفین کو اساتذہ اور ماہرینِ بلاغت نے عیوب میں شمار کیا ہے... اور جب اساتذۂ فن نے اسے عیوب میں شمار کیا ہے تو یہ عیب، عیب ہی کہلائے گا۔ اس سے بحث کیوں؟ اس پر تاویل کیا معنی؟ چاہے یہ شارق جمال کے یہاں ملے... ظہیر غازی پوری کے شعروں میں جھلکے... ڈاکٹر صابر سنبھلی کی شاعری میں نظر آئے... یا فاضلِ بریلوی احمد رضا خاں

کی نعتیہ شاعری میں اپنی شکل دکھائے۔

فاضلِ بریلوی جب کہ فنِ شاعری سے بھی بے بہرہ نہیں تھے، ان کی خدمت میں پیش کیے گئے سوال پر عروض وفنِ شاعری پر سیر حاصل بحث بھی فرمایا کرتے تھے، ایسی صورت میں آپ کو بہرصورت مذکورہ سقم سے بچنا لازمی تھا۔ نعتیہ شاعری واقعی بڑی محترم اور مقدس شاعری اور فن ہے۔ اس فن کو بھی فنی اعتبار سے بہت بلند ہونا چاہیے۔ بہت پاک و صاف ہونا چاہیے کہ اس کے محرکات ہیں۔ بہ قول ڈاکٹر صابر:

ا۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کی خوش نودی اور ثواب کا حصول۔

۲۔ ثواب اور ستائش دونوں کی تمنا۔

۳۔ صرف ستائش کی تمنا۔

تاکہ اس نعتیہ شاعری کا تاثر دوبالا ہو، شراب دو آتشہ کی طرح نہیں کہیں گے بلکہ اس سے مقدس، پاکیزہ... ''شراباً طہورا'' کے مصداق ہو... اور جامِ کوثر وتسنیم کا لطف اور سرور بخشے...

حاشیہ

☆۔ یہ اشعار ''نعت رنگ'' کے مرتب کے ہیں۔ شارق جمال صاحب نے سہواً انھیں فاضل بریلوی صاحب سے منسوب کردیا۔ ریکارڈ کی درستی کے لیے یہ وضاحت ضروری خیال کی گئی۔ (ادارہ)

ڈاکٹر ابوسفیان اصلاحی۔ بھارت

ہندوستان میں عربی نعت گوئی!
تحلیل و تجزیے کا ایک جائزہ

سرزمینِ ہندوستان سے عربوں اور عربی زبان و ادب کا رشتہ بہت قدیم ہے۔ یہاں کی معاشرت و معیشت میں عربی ثقافت کی جڑیں بڑا گہرا وجود رکھتی ہیں۔ اسی طرح ہندوستانیوں کی تہذیب و تمدن کی بہت سی علامتیں عربوں میں بہت واضح انداز میں موجود ہیں۔ عربوں اور ہندوستانیوں کے تجارتی تعلقات بہت پرانے ہیں۔ مختلف احادیث سے پتا چلتا ہے کہ آنحضورﷺ ہند اور اہل ہند سے بخوبی واقف تھے۔ بعثت رسول سے قبل ہندوستانی تجارت کی بڑی بڑی منڈیاں سرزمین عرب پر موجود تھیں۔ اسی تجارتی سلسلے کی بنیاد پر اسلام ہندوستان تک آیا اور یہاں آکر اپنے تار و پود ایسے پھیلائے کہ اسلام کا اس سرزمین سے رشتہ دائمی ہوگیا۔ عربی زبان و ادب کے فروغ کے لیے غیر معمولی کوششیں ہوئیں۔ عربی مدارس قائم ہوئے اور بہت سے عربی مراکز کی بنیادیں پڑیں۔ دن بہ دن دینِ اسلام اور عشق رسول کے شیدائیوں میں اضافہ ہونے لگا۔ جس طرح دین اسلام کے بہت سے موضوعات پر تصانیف منظرِعام پر آئیں، اسی طرح سرورِ کائنات ﷺ کی عظیم شخصیت کے بہت سے پہلوؤں کو ادبا اور شعرا نے موضوعِ بحث بنایا۔ جاحظ کے قول کے مطابق ہندوستان میں عربی شاعری کا آغاز پہلی صدی ہجری سے ہوچکا تھا۔ ہندوستان میں پہلے عربی شاعر کی حیثیت سے ہارون بن موسیٰ ملتانی کا نام لیا جاتا ہے۔ اسی طرح ہندوستان میں نعت گوئی کا آغاز آٹھویں صدی ہجری سے پہلے ہوچکا تھا، ویسے پہلے ہندوستانی عربی، نعت گو شاعر کا وجود آٹھویں صدی میں ملتا ہے۔ جنھیں دنیا قاضی مقتدر بن قاضی رکن الدین شریحی، کندی اور دہلوی (۷۰۳۔۷۹۱ھ) کے نام

سے جانتی ہے۔ جن کے دو شعر بہ طور مثال پیش ہیں۔

له احزايا بلا نقص ولاشبه

له العطايا بلا من ولا بدل

(آپ ﷺ کی صفات بے عیب اور بے مثال تھیں اور آپ ﷺ کی نوازشیں احسان اور بدل سے پرے تھیں۔)

له المكارم أبهما من نجوم وجى

له العزائم امضى من قنا احبطل

(آپ ﷺ کے محاسن تاریکیوں کے تاروں سے زیادہ روشن ہیں اور آپ ﷺ کے عزائم بہادروں کے نیزوں سے کہیں زیادہ بلند ہیں۔)

له الفضائل أجدى مرا عصا كسرت

له الشمائل أحلى من حبى العسل

(آپ ﷺ کے فضائل و مکارم سخت ڈنڈے سے کہیں مستحکم تھے اور آپ ﷺ کے عادات و اطوار میرے پسندیدہ شہد سے کہیں زیادہ مرغوب تھے۔)

اس طرح آٹھویں صدی سے شروع ہونے والا یہ سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا رہا اور ان شاء اللہ تا قیامت یہ محفل نعت یوں ہی قائم و دائم رہے گی اور مستقلاً سرور کائنات ﷺ کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کیا جاتا رہے گا۔ آٹھویں صدی سے قبل سے جاری رہنے والا یہ حسین سلسلہ عاشقین رسول کی نظروں سے اوجھل ہوگیا تھا۔ استاذ محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالباری کو فکر ہوئی کہ یہ قیمتی ذخیرہ اہل علم اور اہل ذوق کے سامنے آنا چاہیے۔ چناں چہ اس کے لیے آپ نے شعبۂ عربی مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ سے ''دراسات فی المدائح النبویة بالهند باللغة العربية مع جمع و تحقيق للقصائد'' کا عنوان منظور کروایا۔ استاذ محترم نے اس پر کام کرنے کے لیے ڈاکٹر محمد صدر الحسن ندوی کا انتخاب کیا۔ انھوں نے بڑی لگن اور ریاضت سے اپنے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور مسلم یونی ورسٹی نے اس پر انھیں ڈاکٹریٹ کی ڈگری عطا کی۔ یہ غیر مطبوعہ مقالہ ایک ہزار اکتالیس صفحات پر مشتمل ہے اور بہ زبان عربی ہے۔ مقالے کی ترتیب و تسوید کے سلسلے میں مقالہ نگار نے ہندوستان کے گوشے گوشے کی خاک

چھائی ہے۔ پہلی جلد سات ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلے باب میں عربی نعت گوئی کا قدرے تعارف کرانے کے بعد اختصار کے ساتھ سیرتِ مبارکہ کے مختلف پہلوؤں کو بیان کیا گیا ہے۔ دوسرے باب میں نعت گوئی کے اہم مصادر قرآن کریم، احادیثِ نبویہ اور تصانیفِ سیرت پر اظہارِ خیال کیا گیا ہے۔ انھیں تینوں مصادر کی روشنی میں سیرتِ پاک کا مکمل خاکہ ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ تیسرے باب میں عربی نعت گوئی کے عناصر کو پیش کیا گیا ہے۔ ایک تو یہ کہ نعت گو سیرتِ رسول سے پوری طرح واقف ہو، دوسرے یہ کہ سرورِ کائنات ﷺ کا جو مرتبہ ہے اس کا پاس و لحاظ ہو، انھیں ان صفات سے ہرگز وابستہ نہ کیا جائے جن کا سلسلہ شرک سے جا ملتا ہے۔ تیسرے عنصر کے سلسلے میں وضاحت سے کام نہیں لیا گیا ہے۔ اگر ان سطور کا مطلب یہ ہے کہ نعت گو مسلم ہو اور اسلامی شعائر سے مزین ہو تو یہ بات کچھ قابلِ قبول نہیں ہے کیوں کہ بہت سے ایسے غیر مسلم شعرا ہیں جنھوں نے مسلم اور متقدمین شعرا سے مختلف زبانوں میں اچھی نعتیں کہی ہیں۔ خود اردو زبان میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ چوتھا عنصر یہ پیش کیا گیا ہے کہ شاعر ایسے اسالیب کا انتخاب کرے جو آنحضور ﷺ کی شایان شان ہو۔

چوتھے باب میں عربی نعت گوئی کے عوامل سے بحث کی گئی ہے۔ اور یہ بتایا گیا کہ ہندوستانی نعت گو شعرا کے ہاں نبوت پر پختہ ایمان جھلکتا ہے۔ دوسرے ان کی نعتیں پڑھنے سے یہ تاثر ابھرتا ہے کہ ان کا آپ ﷺ سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ دوسری چیز یہ ملتی ہے کہ آپ ﷺ سے اپنی دوری اور بعد کا احساس انھیں شدت سے ہے، چوتھی چیز یہ ہے کہ ہندوستانی عربی نعت گوئی پر تصوف کے گہرے اثرات ہیں۔ اس باب کے آخر میں بتایا گیا کہ ہندی عربی نعتوں پر عربی اور فارسی نعتوں کے خاصے اثرات ہیں۔ کیوں کہ آج سے پچاس سال قبل تمام شعرا اور دانش وروں کو عربی، فارسی اور اردو یکساں طور پر آتی تھی، اس لیے یہ کوئی بعید نہیں ہے کہ ہندوستانی عربی نعت گو شعرا نے فارسی اور عربی میں پیش کی جانے والی نعتوں سے اثرات قبول کیے ہوں۔ مقالہ نگار نے متعدد مثالیں دیتے ہوئے اپنی بات کو مدلل انداز میں پیش کیا۔

پانچویں باب میں عالمی ادب کے اندر پائے جانے والے مدحیہ ادب سے بحث کی گئی ہے، اس سلسلے میں قدیم مصری، قدیم چینی، قدیم ہندوستانی (مہا بھارت یا رامائن)، قدیم

فارسی اور قدیم یونانی ادب میں پائے جانے والے مدحیہ سرمایوں کا ایک مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا ہے کہ مختلف قدیم زبانوں کے ادب میں کسی شخصیت، اوتار، لیڈر اور بہادر کی کس انداز سے تعریف کی گئی تھی۔ اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ بات بھی منظرعام پر لانے کی کوشش کی گئی کہ قدیم عربی ادب اور اسلامی ادب میں مختلف میدانوں سے متعلقہ شخصیات کی کس انداز سے مدح سرائی کی جاتی تھی۔ دورِ جاہلی میں عرب شعرا اپنے سرداروں، اپنے قائدین، اپنے آبا و اجداد، اپنے قبائل اور اپنے محبوب وغیرہ کی تعریف کیا کرتے تھے۔ مقالہ نگار نے اس سے متعلق مثالیں پیش کی ہیں۔ ایک شاعر کے کئی کئی اشعار پیش کیے گئے ہیں۔ اگر ایک ایک شاعر کے بہ طور مثال دو دو، تین تین ، چار چار اشعار نقل کیے جاتے تو بہت سے دیگر شعرا کے متنوع اشعار نقل کیے جاسکتے تھے۔

آگے چل کر ان مختلف شعرا کے اشعار نقل کے گئے ہیں جنھوں نے بعثت رسول کے بعد حضور اقدس ﷺ کی شان میں پیش کیے۔ سب سے پہلے اعشٰی کا قصیدہ پیش کیا گیا۔ جسے تمام عربی نعتیہ قصائد میں اوّلیت حاصل ہے۔

فالیت لا ارثی لها من کلالة

ولامن حفیً حتی تلاقی محمدا

(میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ تھکن اور کثرتِ سفر کی وجہ سے اس پر ہرگز ترس نہ کھاؤں گا، یہاں تک کہ محمد ﷺ کے حضور حاضر ہوجائے۔)

حتی ماتنا خی عند باب ابی هاشم

تریحی و تلقی من فواضله تدی

(جب تک تم اپنے اونٹ کو ابن ہاشم کے دروازے پر بٹھائے رہو گے وہ سکون میں رہے گا اور تم اس کی نعمتوں کے فضل سے سرفراز ہوگے۔)

اسی طرح آنحضور ﷺ نے جب مدینے کی طرف ہجرت فرمائی تو بنونجار نے جو اشعار پڑھتے ہوئے آپ ﷺ کا استقبال کیا تھا، اس کے دو شعر نقل کیے جارہے ہیں۔

طلع البدر علینا.... من ثنیات الوداع

(مقام وداع کی گھاٹیوں سے ماہ کامل ہم لوگوں پر طلوع ہوا۔)

وجب الشکر علینا..... مادعا للہ داع

(جب داعی (آنحضورﷺ) نے اللہ کی آواز لگائی تو ہم پر شکر واجب ہوگیا۔)

کعب بن زہیر کے مشہور قصیدۂ بردہ کے بعض اشعار نقل کیے گئے ہیں۔ اسی طرح ابوطالب نے آنحضرتﷺ کی خدمت عالیہ میں جو اشعار پیش کیے، ان کا بھی قدیم ترین نعتیہ اشعار میں شمار ہوتا ہے۔ ایک شعر پیش ہے۔

واله فخرت یوما فال محمدا

هو المصطفى من سرها وكريمها

(اور اگر تم اب نازاں ہو تو کوئی شک نہیں کہ محمدﷺ اپنی خاندانی شرافت و کرامت کی وجہ سے مصطفیٰ و مختار ہیں۔)

اسی طرح حضرت ابوطالب کا ایک دوسرا طویل قصیدہ آپﷺ کی شان میں موجود ہے۔ جس میں آپﷺ کی مختلف صفات کو بڑی صداقت سے منظرعام پر لایا گیا ہے۔ دو شعر ملاحظہ کریں۔

و ابیض یستسقی الغمام بوجهه

تمال الیتامی عصمة للارامل

(اور آپﷺ کے چہرۂ انور سے بارش کے لیے سوال کیا جاتا ہے، آپﷺ یتیموں کے فریاد رس ہیں اور بیواؤں کی پناہ گاہ۔)

كنا بتم و بیت اللہ نترک مکة

و نظعق الا امرکم فی بلابل

(تم سبھوں نے کذب بیانی سے کام لیا اور خانہ کعبہ کے حوالے سے کہہ رہا ہوں کہ ہم مکہ سے جارہے ہیں اور ہم تو جارہے ہیں لیکن تمھارے معاملات کو مسائل درپیش ہیں۔)

اس کے بعد حسان بن ثابت کے متعدد اشعار نقل کیے گئے ہیں، لیکن یہاں ان کے اشعار سے پہلوتہی برتی جائے گی کیوں کہ حسان بن ثابت کی نعتیہ شاعری پوری طرح سے معروف ہے۔ اسی طرح عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ کے متعدد اشعار نقل کیے گئے ہیں۔ یہاں

صرف دو شعر قارئین کے لیے حاضر ہیں:

روحی الفداء لمن اخلاقه شهرت

بانه خير مولود من البشر

(میری جان اس عظیم شخصیت پر قربان ہے جس کے اخلاق شاہد ہیں کہ انسانوں میں سب سے بہتر ہے۔)

عمت فضائله كل العباد كما

عم البرية ضوا الشمس والقمر

(اس شخصیت کے فضائل بندوں میں عام ہیں، جس طرح کہ شمس و قمر کی روشنیاں پوری مخلوق میں عام ہیں۔)

عبداللہ بن زبعری کے پانچ اشعار نقل کیے گئے۔ جن میں آنحضورﷺ کی تعریف و توصیف کے ساتھ ساتھ دین اسلام کی حقانیت بھی تمام پر لانے کی کوشش کی گئی ہے۔

جئتنا باليقين والبر والصد

ق وفي الصدق واليقين سرور

(آپﷺ ہم لوگوں کے مابین یقین، نیکی اور سچائی کے ساتھ تشریف لائے اور صدق و یقین ہی میں لطف و سرور ہے۔)

آذهب الله ضلة الجهل عنا

وآتانا الرخاء واليسور

(اللہ تعالیٰ نے ہماری جہالت کو ختم کر دیا، اور ہمیں کشادگی اور سہولت سے نوازا۔)

کعب بن مالک اور عباس بن مرداس کے اشعار نقل کرتے ہوئے ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب تک آتے ہیں۔ ابوسفیان بن حارث نے بھی اپنے جذبات کو اس ادب و احترام کے ساتھ دربار رسول میں پیش کیا ہے۔

فلم نرى مثله في الناس حيا

وليس له من الموتى عديل

(زندہ لوگوں میں ہمیں آپﷺ کی مثال نہیں مل رہی ہے، اور اسی

طرح مرحومین میں بھی کوئی آپ ﷺ کے برابر نہیں ہے۔)

صلوۃ اللہ من رب رحیم

علیہ لا تحول ولا تزول

(رب رحیم کی جانب سے آپ ﷺ پر نہ ختم ہونے والا اور نہ زائل ہونے والا سلام ہے۔)

اسی طرح محمد بن سعید بوصیری بھی شانِ رسول ﷺ میں اس انداز سے نعت سرا ہیں:

فاق النبیین فی خَلق و فی خُلق

ولم یدانوہ فی علم ولاکرم

(صورت اور سیرت دونوں ہی میں آپ ﷺ تمام انبیائے کرام سے افضل ہیں اور وہ علم اور نوازش میں آپ ﷺ کی برابری نہیں کر سکتے۔)

اسی مفہوم کو عبدالرحیم بن احمد بن علی برعی یمانی نے ان لفظوں میں بیان کیا ہے:

رسول اللہ اعلی الناس قدرا

واکرمھم و ارجھم فناء

(رتبے کے لحاظ سے اللہ کے رسول لوگوں میں برتر ہیں اور کرم فرمائی اور کشادہ دلی میں بھی آپ ﷺ تمام لوگوں سے افضل ہیں۔)

آگے چل کر جمال الدین محمد بن محمد ابن نباتہ مصری اور شہاب الدین محمود حلبی کے اور ابوحفص عمر بن علی اور شیخ جمال لدین ابوزکریا یحیٰ بن یوسف صرصری کے اشعار پیش کیے گئے ہیں۔ شیخ جمال الدین کے دو شعر ملاحظہ ہوں:

شھدت بالرسالۃ الصحف الاولی

لہ　　والنعوت　　والاسماء

(سابق آسمانی صحیفے (ماضی میں آپ ﷺ کی) تعریفیں اور (آنے سے قبل آپ ﷺ کی مختلف) صفتیں آپ ﷺ کی رسالت کی گواہ ہیں۔)

فاتاھم من ربہ بکتاب

ھو للناس رحمۃ و شفاء

(آپ ﷺ لوگوں کے پاس اللہ کی جانب سے کتاب لے کر آئے جو

لوگوں کے لیے باعث رحمت اور باعث شفا ہے۔)

ابن خلدون نے بھی دربار رسالت میں حاضری سے اس انداز میں اپنی زبان کو سرفراز کیا ہے۔ عام طور سے ابن خلدون کو ماہر عمرانیات کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔ اس کا یہ پہلو نظروں سے بالکل اوجھل ہے۔ مقالہ نگار کی یہ کاوش قابل ستائش ہے کہ انھوں نے اس طرح کے بہت سے تاریک گوشوں سے پردہ اٹھایا ہے۔ یہاں پر نقل کردہ اشعار سے ابن خلدون کی اعلیٰ شعری صلاحیت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔

یاسیّد الرسل الکرام! ضراعة

تفضی منیٰ نفسی وتذھب حولی

(اے تمام رسولوں کے سردار! ضعف دامن گیر ہے یعنی میرے نفس کی خواہشات کشادہ ہو رہی ہیں اور میری عمر ڈھل رہی ہے۔)

عافت ذنوبی عن جنابک والمنی

فیھا تعللنی بقل کذوب

میرے گناہ نے آپ ﷺ کے حضور حاضری سے روک دیا ہے اور ان میں خواہشات مجھے ہر طرح کے جھوٹ بولنے پر آمادہ کر رہی ہے۔

ھب لی شفاعتک التی ارجوبھا

صفحا جمیلا عن قبیح ذنوبی

(آپ ﷺ مجھے اپنی اس شفاعت سے نوازیئے جس کو میں اپنے بدترین گناہوں کے سلسلے میں ایک خوب صورت درگزر کا راستہ تصور کرتا ہوں۔)

الی دعوتک و اتقا باجابتی

یاخیر مدعو وخیر مجیب

(اے پکاری جانے والی شخصیت اور اے بہترین جواب دینے والی ذات! میں نے تمھیں آواز دی ہے اور مجھے تمھارے جواب آنے پر پورا اعتماد ہے۔)

ابن حجر عسقلانی کو بھی مدح رسول ﷺ کا شرف حاصل ہے۔ مقالہ نگار نے ان کے ایک قصیدے سے متعدد اشعار نقل کیے ہیں۔ آپ کے دو شعر سے آپ بھی لطف اندوز

ہوں اور درود و سلام کے ثواب سے سرفراز ہوں۔

کریم بالحیاء من راحتیہ

یجود وفی المحیا بالحیاء

(آپ ﷺ حیا کے اعتبار سے حد درجہ شریف ہیں، اپنی دونوں ہتھیلیوں سے لٹاتے ہیں اور آپ ﷺ کے چہرے سے حیا آشکارا ہے۔)

بقربک لی المسرة فی صباحی

و بعدک لی المساده فی مسائی

(آپ ﷺ کی قربت کے سبب میری صبح مسرتوں سے لبریز ہے اور آپ ﷺ کے بعد میری دوپہر کا سلسلہ ہے، جس کی انتہا شام ہے۔)

مقالہ نگار نے شیخ عبداللہ شیراوی، شیخ حسین دجانی اور شیخ عبدالغنی کے بھی اشعار اس سلسلے میں شامل کیے ہیں۔ یہ اشعار نعت گوئی کے تعلق سے بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ مذکورہ عربی نعت گو شعرا کا تعلق مختلف ادوار سے ہے۔ اس سے ایک طرف یہ معلوم ہوا کہ عرب شعرا ہر دور میں آنحضور ﷺ کی تعریف و توصیف سے اپنے عقبیٰ کی تزئین میں مصروف رہے اور دوسری طرف عرب شعرا کی نعت گوئی کے ارتقا کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

چھٹے باب میں ہندوستان کے اندر عربی زبان و ادب میں خاتم المرسلین ﷺ کی شخصیت پر جو گل ہائے عقیدت نچھاور کیے گئے ہیں، اس کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اصل موضوع پر آنے سے قبل ہندوستان میں اسلام کی آمد اور اس کی دعوت و احیا پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ کس قدر جلد یہاں کے لوگوں کے دلوں میں اسلام جاگزیں ہوگیا اور یہاں کے علمائے اسلام نے عربی زبان و ادب کی خدمات میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ مقالہ نگار نے بہت سے علمائے کرام کی تصانیف کا ذکر بھی کیا ہے۔ لیکن اس ضمن میں مولانا حمید الدین فراہی کی قرآنی، ادبی، علمی اور شعری خدمات سے کوئی بحث نہیں ہے۔ ہندوستان میں جن لوگوں نے عربی زبان و ادب کے ارتقا میں نمایاں رول ادا کیا ہے، ان میں مولانا فراہی کا نام ضرور شامل ہوگا۔ نظم قرآن کے متعلق مولانا کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

مقالہ نگار نے سیرتِ پاک پر لکھی جانے والی تصانیف کی ایک فہرست پیش کی ہے۔ جو موضوع سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے حد درجہ مفید ہے۔ یہ بھی بتایا گیا کہ شاعری

کے باب میں اسلام کا کیا نقطۂ نظر ہے۔ باب کے آخر میں نعت گوئی کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔

ساتواں باب کتاب کا آخری باب ہے۔ یہی بات اس مقالے کا حاصل ہے۔ اس میں مقابلہ نگار نے پانچ فصلیں قائم کی ہیں اور نہایت سلیقے سے شعرا کی زمانی ترتیب سے ذکر کیا ہے۔ پہلی فصل میں آٹھویں صدی ہجری سے بارھویں صدی تک کے شعرا کو سمیٹا گیا ہے۔ یہ ہندوستان کے سب سے قدیم نعت گو شعرا ہیں۔ یعنی یہ وہ شعرا ہیں جنھوں نے ہندوستان میں اس صنف کی تعمیر و تاسیس میں حصہ لیا اور اس کے استحکام و استقلال میں ناقابل فراموش خدمات انجام دیں۔ فصل اوّل میں گیارہ شعرا شامل ہیں۔ دوسری فصل کا آغاز تیرھویں صدی کی ابتدا سے ہوکر اسی کی انتہا پر ختم ہوا ہے۔ اس میں نو شعرا شامل ہیں۔ تیسری فصل میں چودھویں صدی کے نصف کے اکیس شعرا زیر بحث آئے ہیں۔ چوتھی فصل میں جدید شعرا شامل ہیں۔ جس کی ابتدا چودھویں صدی کے نصف آخر سے ہوکر اسی کے انتہا پر ختم ہوتی ہے۔ اس میں بائیس شعرا پر اظہارِ خیال کیا گیا ہے۔ اس باب کی آخری فصل معاصر شعرا پر مشتمل ہے۔ جس میں سات شعرا کا کلام شامل ہے۔ اس طرح اس باب میں ستر ہندوستانی نعت گو شعرا کے کلام کے ساتھ ساتھ ان کی حیات و خدمات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مقالہ نگار کا خیال ہے کہ یہ تحقیقی مقالہ ہندوستان میں عربی نعت گوئی پر تنہا ہے۔ اس میں کوئی کلام نہیں ہے کہ یہ کام اپنی نوعیت کے لحاظ سے منفرد اور پہلا ہے۔ اب تک اتنے اہتمام، اتنی تفصیل و توضیح اور تحلیل و تجزیے کے اعتبار سے کوئی دوسرا کام اس موضوع پر نہیں ملتا۔ اس کی تیاری کے سلسلے میں مقالہ نگار نے اپنی ذاتی مصارف سے ہندوستان کے ان تمام شہروں کے پھیرے لگائے جہاں انھیں اپنے موضوع سے متعلق مواد ملنے کی امید تھی۔ مختلف لائبریریوں، مختلف اداروں، مختلف ذاتی کتب خانوں سے ایک ایک تنکا چن چن کر ایک مقدس نشیمن کی تعمیر کر ڈالی۔ مقالہ نگار غیر معمولی ستائش کے مستحق ہیں کہ انھوں نے شعرا کے کلام اور ان کے احوال و کوائف کے جمع کرنے میں بڑی جاں فشانیوں کا سامنا کیا ہے۔ شعرا کے کلام پر بڑا جچا تلا تبصرہ بھی کیا ہے۔ جس سے مقالہ نگار کی تنقیدی بصیرت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اتنا بڑا کام انھوں نے اس لیے پائے تکمیل کو پہنچا دیا کہ وہ ایک سچے عاشق رسول ہیں۔ انھیں اپنے حبیب ﷺ سے غیر معمولی تعلق ہے۔ اسی سودائے جنوں نے انھیں جری اور باحوصلہ بنا دیا اور بڑے شوق سے

عشق رسول کے توسط سے اپنی منزل مقصود کو پالیا۔ دینی اور علمی و ادبی حیثیت سے یہ کام ہمیشہ قابلِ ذکر رہے گا اور مقالہ نگار کے لیے توشۂ عقبیٰ ثابت ہوگا۔ مقالے میں شامل شدہ شعرا کے دو دو اشعار ترجمے کے ساتھ دیے جا رہے ہیں۔ تاکہ ہمارے اردو قارئین بھی عربی نعت گو شعرا کے کلام سے محظوظ ہوسکیں۔

له المكارم البهى من نجوم وجى
له العزائم امضى من قنا البطل

(آپ ﷺ کے اخلاق تاریکیوں کے تاروں سے بھی زیادہ روشن ہیں
اور آپ کے عزائم بہادروں کے نیزوں سے زیادہ۔)

اردت مدح نبى الله مجتهدا
حتى عجزت فقال العقل لى فقل

(اللہ کے نبی کی مدح سرائی کی میں نے ہر ممکن کوشش کی، یہاں تک
کہ عاجز آگیا تو عقل نے مجھ سے کہا کہ بس کہتے رہو۔)

(قاضی عبدالقادر الکندی الدھلوی (۷۰۳۔۷۹۱ھ)

بالعلم مكتنف بالعلم متصف
باللطف ملتحف بالبرمتسد

(آپ ﷺ علم سے آراستہ تھے، بردباری سے متصف تھے، نرمی سے
وابستہ تھے اور نیکی سے متسم تھے۔)

بالخلق مشتمل بالرفق مكتمل
بالحق متصل بالصدق منفرد

(آپ ﷺ اعلیٰ کردار کے حامل تھے، آپ ﷺ کی ذات سے نرمی
عیاں تھی، حق سے متصل تھے اور سچائی میں منفرد تھے۔)

(احمد بن محمد التھانیسری، ۷۳۲۔۷۲۰ھ)

رسول كريم نبى نبيه
رفيع شفيع عزيز وجيه

(آپ ﷺ صاحب کرامت رسول اور صاحب شرافت نبی ہیں،

صاحب مرتبت، صاحب شفاعت اور صاحب قوت ہیں، اور بہت خوب صورت ہیں۔)

نطق الحجر لجلاله

صلوا عليه وسلموا

(آپ کی جلالت شان کے باب میں پتھر بھی گویا ہوا، مستقلاً آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجتے رہو۔)

(شیخ عبدالحق دہلوی، ۹۵۸۔۱۰۵۲ھ)

يارسول الله حباني باللقاء

ان تغب عني فقدجاء القضاء

(اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ مجھے (اپنی) ملاقات سے سرفراز کریں، اگر آپ ﷺ مجھ سے مستقل غائب رہے تو موت آجائے گی۔)

ياسحاب الجود يابحرالعطاء

مرحبا يانور عيني مرحبا

(اے بخششوں کے بادل، اے عطیات کے سمندر! میں آپ ﷺ کا استقبال کرتا ہوں، اے میری آنکھوں کے نور! میں کھڑا ہوں مرحبا کے لیے۔)

(شیخ حسن دہلوی، ۱۰۱۸۔۱۱۰۳ھ)

ياشفيع الورىٰ سلام عليك

يانبي الهدىٰ سلام عليك

(اے مخلوق کی شفاعت کرنے والے، تجھ پر سلام ہو، اے ہدایت کے نبی تجھ پر سلام ہو۔)

طلع منك كوكب العرفان

انت شمس الضحى سلام عليك

(آپ ﷺ کی وجہ سے علم و معرفت کے ستارے جھلملانے لگے، آپ تو شمس الضحیٰ ہیں، آپ پر درود و سلام ہو۔)

(سیّد برکت اللہ عشقی مارہروی، ۱۰۷۰۔۱۱۴۲ھ)

فمن شاء فليذكر جمال بثينة

فمن شاء فليغزل لحب الزيانب

(جو چاہے شبینہ کے حسن و جمال کا چرچا کرے اور جو چاہے حبیات کی محبت میں غزل سرا رہے۔)

ساذكر حبى للحبيب محمد

اذا وصف العشاق حب الحبائب

(عنقریب (اپنے) حبیب محمد سے اپنی محبت کا ذکر چھیڑوں گا، جس وقت عاشقین محبوباؤں کی محبت کا ذکر کریں گے۔)

(شاہ ولی اللہ دہلوی (۱۱۱۴-۱۱۷۲ھ)

هو الرسول اضاء العالمين به

رسم الضلالة والبدعات منتهام

(وہ ایسا رسول ہے جس نے اپنی ذات سے جیالوں کو روشن کر دیا۔ ضلالت کی رسم اور بدعات منہدم ہوگئیں۔)

ذاک الذی اشرقت ارض الزمان به

شمس المراتب بحر الجود محترم

(یہ وہی شخصیت تھی جس کے ذریعے زمین نے زمانے کو روشن کردیا۔ یہ شخصیت مراتب میں سورج کے مانند اور سخاوت میں دریا کے مثل تھی اور نہایت قابلِ احترام ہے۔)

(عبدالسلام ہزاروی۔۱۱۷۷ھ)

غبار نعليه كحل فى بصائرنا

جنا به مستطاب منتهى الطلب

(آپ ﷺ کے نعلین شریفین کی گرد ہماری آنکھوں کا سرمہ ہے، آپ ﷺ کے جناب حاضری حد درجہ طیب ہے اور یہی آخری خواہش ہے۔)

مدينة المصطفى دامت مكرمة

كم من كرام بها من مد ذكى الصحب

(حبیب مصطفیٰ کا شہر مدینہ ہمیشہ محترم رہے گا، اس کے بہت سے شرفا کو صحابۂ کرامؓ کی صحبت نصیب ہوئی ہے۔)

غلام علی آزاد بلگرامی، ۱۱۱۶۔۱۲۰۰ھ)

صارت بحبل متين لا انفصام له

خيام اخباره ممدودة الطنب

(وہ ذات عالیہ مضبوط رسّی کے مانند ہے، جس کا ٹوٹنا ناممکن ہے، اور اس کی خبروں کے خیمے ہر تباہی سے محفوظ ہیں۔)

ازل يا طبيب الروح والجسم علتى

اقل ياشفيع الانس والحق عثرتى

(اے طبیب! میرے روحانی اور جسمانی مرض کو ختم کردے، اے جن و انس کی شفاعت کرنے والے میری کٹھنائیوں کو دُور کر دے۔)

(سیّد باقر مرتضیٰ شافعی دیلوری مدراسی، ۱۱۵۸۔۱۲۲۰ھ)

ياأحمد المختار يازين الورى

ياخاتما للرسل ما اعلاكا

(اے احمد مختار، اے مخلوق کی زینت، اور اے خاتم الرسل کس چیز نے تمھاری ذات کو بلند کر دیا۔)

واستمسك الروح الامين ركابه

فى سيرة واستخدم الا ملاكا

(آپ ﷺ کی روانگی کے وقت روح امین آپ ﷺ کی سواری کو تھامے ہوئے تھے اور ملوک و سلاطین آپ ﷺ کے خدام بن گئے۔

(شاہ رفیع الدین دہلوی، ۱۱۶۳۔۱۲۳۳ھ)

فمدحك رقيتى و شفاء دائى

اذا ما خصنت فى مجج السقام

(جب میں ہجوم امراض میں ہوتا ہوں، تو آپ ﷺ کی مدح سرائی میرا تعویذ اور میری بیماری کی شفا بن جاتی ہے۔)

مواهبک التی لا نقص فیها
جهار بیت حتی قبل القطام

(آپ ﷺ کے عطیات میں کوئی نقص نہیں ہے، عہد شیرخواری سے قبل میں اس سے سیراب ہوا۔)

(شاہ عبدالعزیز دہلوی، ۱۱۵۹۔ ۱۲۳۹ھ)

یاشفیع العباد خذ سیدی
انت فی الاضطرار معتمدی

(اے بندوں کے شفیع! آپ ﷺ میرے دست گیر بن جائیں، آپ ﷺ تو پریشانیوں میں میرا سہارا ہیں۔)

لیس لی سواک، اغث
مسنی الضر، سیدی سندی

(آپ ﷺ کے علاوہ میرا کوئی نہیں ہے، جسے مصیبت میں پکاروں، اے میرے آقا آپ ﷺ ہی میرا ٹھکانہ ہیں۔)

(مفتی الٰہی بخش کاندھلوی، ۱۱۶۴۔ ۱۲۴۵ھ)

وسلمت الانعام والطیور والحصی
علیه کذا الاشجار والحجر الصلد

(حیوانات، چڑیوں اور کنکریوں نے آپ پر سلام بھیجا، اسی طرح درختوں اور چٹانوں نے بھی آپ ﷺ پر سلام بھیجا۔)

و عام الله الخلق یطلب قربه
دنا منه شوقاً والسراوق منقد

(خدائے خلق نے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی قربت کے لیے بلایا، آپ ﷺ محبت میں اللہ سے قریب ہوئے درآں حالاں کہ شامیانہ سایہ دار درخت کے مانند تنا ہوا تھا۔)

(شیخ ضیاء الدین مدراسی۔۱۲۵۱ھ)

سبحان ربی قد وصلت بطیبه
بعد اشتیاق ان ازور بتربة

(میں اللہ کا شکر گزار ہوں کہ میں آپ کی وادیٔ طیبہ میں موجود ہوں، شوق کی تکمیل کے بعد اوّلاً آپ کی تربت کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔)

لاحمد المختار ارسل خاتما

للانبیاء نحو البریة کافة

(احمد مختار ﷺ کو تمام امت کے لیے آخری نبی کی حیثیت سے بھیجا گیا۔)

(شیخ امین الدین کاکوروی، ۱۱۶۴۔۱۲۵۳ھ)

له قلب کمصباح منیر

والقرآن سیرته معانی

(آپ ﷺ کا دل روشن چراغ کے مانند ہے اور آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ قرآن کریم کے لیے مفاہیم کا درجہ رکھتی ہے۔)

عزیز ذوالمقارم والمعالی

رفیع القدر مرتفع المکان

(آپ ﷺ نہایت مضبوط، اعلیٰ اخلاق و اقدار، عظیم الشان منزلت اور گراں قدر حیثیت کے مالک ہیں۔)

(شیخ نصیرالدین دہلوی، ۰۰۰۔ ۱۲۶۶ھ)

ملک الوری بکماله وهب الهدیٰ لرجاله

سمح العلی لعیاله قطر الندی بنواله

(آپ ﷺ اپنے کمال سے مخلوق پر چھا گئے، اپنے لوگوں کو ہدایت سے نوازا، اپنے گھرانے کو بلندی عطا کی اور آپ کی نوازشوں سے شبنم کا تقاطر ہوا۔)

سرع العوالم کلها ملک المکارم

جمع المحاسن جملها بجماله و جلاله

(علم و فضل اور حسن کے اعتبار سے آپ کو تمام عالم پر فوقیت حاصل ہے، آپ ﷺ اخلاق کریمانہ کے مالک ہیں اور مجموعۂ محاسن ہیں، یہ

تمام صفات حسنہ آپ ﷺ کے اندر آپ ﷺ کے جمال و جلال کے سبب ہیں۔

(شیخ فیض احمد بدایونی، ۱۲۲۳ـ۱۲۷۴ھ)

علازفیری ودمع العین یتحدر
و بلتی الدمع، والاحشاء تستعر

(میری آہ بلند ہوئی، اور آنکھیں اشک بار ہوگئیں۔)

کان لیلی یوم الفصل متصل
فماله دونه صبح ولا سحر

(میری رات روز جزا سے متصل ہے اور جسکی صبح نمودار ہونے والی نہیں ہے۔)

(شیخ فضل حق خیرآبادی، ۱۲۱۲ـ ۱۲۷۸ھ)

فیحبه ارجو النعیم بجنة
وخطیت فی الدنیا بعیش ارغد

آپ ﷺ سے محبت کے عوض میں جنت میں آسودہ حالی کا خواست گار ہوں اور اسی کے سبب دنیا میں نہایت خوش گوار زندگی بسر کی۔

فی فرحة من حبه و مسرة
لاترحت مذ ادعی باسم محمد

(اسم محمد ﷺ سے وابستگی اور اس سے محبت کی وجہ سے مستقلاً میں فرحاں و شاداں رہا۔)

(محمد یعقوب ـ۱۳۰۲ھ)

هو الجود کل الجود لاجود دونه
فطوبی لمن یرجوه من هالک رد

(تمام سخاوتیں آپ ﷺ سے وابستہ ہیں اور ہر سخاوت آپ ﷺ کے حضور بے معنی ہے، چناں چہ فنا ہونے والی مخلوق میں سے وہ شخص لائق مبارک باد ہے جس نے آپ ﷺ سے امید وابستہ کی۔)

هو الغيث كل الغيث لاغيث مثله
فيروى لمن يدعوه من فلمي صد

(آپ ﷺ تمام فیاضیوں میں پیش پیش ہیں، آپ کی فیاضی بے مثال ہے۔ چناں چہ آپ ﷺ نے ان روکے ہوئے پیاسوں کو سیراب کیا جس نے آپ ﷺ کو آواز دی۔)

(فیض الحسن سہارن پوری، ۱۲۲۸ـ۱۳۰۴ھ)

له خلق كريم المسك فاحا
و ان الله اعطاه كفاحا

(آپ ﷺ کی صفات ستودہ مشک کی ایسی خوش بوؤں میں بسی ہوئی ہیں، جو پورے معاشرے کو معطر کر رہی ہے، اور اللہ نے آپ کو قوتِ دفاع سے نوازا تھا۔)

هو الداعي عليه الله صلى
هو الهادي ومن عاداه ضلا

(آپ ﷺ ایک ایسے داعی ہیں جس پر اللہ نے سلامتی بھیجی اور آپ ﷺ ایسے ہادی ہیں کہ آپ ﷺ سے عداوت رکھنے والا گم راہ ہے۔)

(مفتی عباس لکھنوی، ۱۲۲۴ـ ۱۳۰۶ھ)

قلبي يطير الى طيور مروجها
والى جوار رياضها الغناء

(میرا دل سرزمین حجاز کی چراگاہوں کی چڑیوں کی طرف پرواز کر رہا ہے اوراس کے گھنے دار باغات کے دامن میں سکونت کا خواست گار ہے۔)

ليس البلوغ بار ضهالي قدرتي
نتتان بين الهند والزورا

(سرزمین حجاز تک رسائی، میری قسمت میں نہیں ہے، ہندوستان اور اس دور دراز علاقہ کے مابین ایک طویل مسافت ہے۔)

ان بات جسمي نازحا عن ارضها
فالقلب فيها عمدة الوكلاء

(اگر میرا جسم سرزمین حجاز سے مستقل دُور رہا، تو دل وہاں (میرا) سب سے اچھا ترجمان ہے۔)

(نواب صدیق حسن خاں قنوجی، ۱۲۴۸۔ ۱۳۰۷ھ)

ثم الصلوٰۃ علی خیرالبریۃ من
آیاته ظهرت فی الشمس والقمر

(پھر اس اشرف المخلوقات پر درود و سلام ہو جس کی بعض نشانیاں سورج اور چاند میں ہویدا ہوئیں۔)

ازکی صلوٰۃ نفوق المسک فی ارج
وتنشط الروح متی اضواتها العطر

(آپ ﷺ پر ایسے نہایت پاکیزہ سلاموں کی بارش ہو جس سے مشک کی خوش بو پھیلتی ہے اور اس کی معطر روشنیوں سے روح بھڑک اُٹھتی ہے۔)

(قاضی ملا محمد پشاوری، ۰۰۰۔ ۱۳۱۰ھ)

نطق السماء بعظمته لمع الضیاء بقدرته
شهد الحجاز بوحیدته لما اری متعاته

(فلک آپ ﷺ کی عظمت کا قائل ہے، آپ ﷺ ہی کے سبب ماحول روشن ہوگیا، سرزمین حجاز نے آپ ﷺ کی خصوصیات کو دیکھ کر آپ ﷺ کی انفرادیت کی شہادت پیش کی۔)

احمد محمد اسمه خلق عظیم و سمه
صلوات ربی قسمه مع فضل تسلیماته

(آپ ﷺ کا نام نامی احمد محمد ﷺ ہے، آپ ﷺ کی علامت عادت حسنہ ہے، آپ ﷺ کی قسمت میں اللہ کی جانب سے آپ ﷺ پر سلام ہی سلام ہے اور یہ سلام آپ ﷺ پر کثرت سے ہوتا ہے۔)

(شیخ احمد گجراتی، ۱۲۶۵۔۱۳۱۶ھ)

فلاحیاۃ لقلب لم یحن له
والجذع حسن له کالمدنف السقم

(جس دل میں آپ کا عشق نہ ہو، وہ دل مردہ ہے اور وادی تو اس کی محبت میں (سرشار ہے) رٹ لگائے ہوئے ہے جس طرح قریب المرگ مریض بیماری سے مستقل کراہتا رہتا ہے۔)

وقاض من اصبعیه الماء منهمرا

حیاة کل صدفی القفیر مقتحم

(اور آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی کے سوتے اُبل پڑے، ہر بادل کی زندگی بے آب وگیاہ بیان (سرزمین عرب) سے جڑی ہوئی ہے۔)

(احمد عبدالقادر کوکنی، ۱۲۷۲۔ ۱۳۲۰ھ)

یارب صلی علی الحبیب وآله

انا فانا دائما کنواله

(اے میرے رب! دوست اور دوست کے اہل و عیال پر اپنا سلام نازل فرما، آپ ﷺ نے ہمیشہ اپنی عادت کے مطابق نرمی کی۔)

لاشان لی قسما لستان جماله

غیرالهیام بذکرو و خیاله

(بخدا اس کی شان جمال کے سامنے میری حیثیت غیر عاشقین کی سی نہیں ہے، میں اس کے ذکر و خیال میں ڈوبا ہوا ہوں۔)

(یعقوب قادری دہلوی۔ ۱۳۲۴ھ)

فالخلق والخلق کل منه ذو طرف

کالنور فی شقف والنور فی الف

(پس آپ ﷺ کی جسمانی ساخت اور عادات، سب کی سب ٹھیکروں پر پڑنے والی مختلف الاطراف روشنی کے مانند ہے اور محفوظ چراگاہ پر پڑنے والی روشنی کے مانند ہے۔)

والدر فی صدف والورد فی عرف

کالزهر فی ترف و البدر فی شرف

(اور آپ ﷺ صدف کے گہر کے مانند ہیں اور بلند مقام پر موجودہ

گلاب کے پھول کے مانند ہیں، پر شباب پھول کے مانند ہیں اور بلند مقام پر پہنچنے والے چاند کی طرح ہیں۔)

والبحر فی کرم والدھر فی ھمم

(اور سمندر کے مثل کریم ہیں اور باحوصلے زمانے جیسے ہیں۔)

(سیّد علی تستری حیدرآبادی، ۱۲۵۲۔۱۳۲۴ھ)

نبی نور عین الانبیاء

نبی مونس للاتقیاء

(ہمارے نبی ﷺ انبیائے کرام کی آنکھوں کے نور ہیں، اور ہمارے نبی ﷺ متقی حضرات کے غم خوار ہیں)

ھو السباح فی بحر المعانی

ھو الانسان فی عیل الوھتاء

(آپ ﷺ حکم و معانی کے سمندر کے تیراک ہیں، اور آپ ﷺ ہر دل عزیز انسان ہیں۔)

(عبدالحفیظ کاکوروی۔۱۳۲۴ھ)

یاعین فیض اللّٰہ والعرفان

یسعی الیک الخلق کالظمان

(اے آنکھ! اللہ کا فیض و عرفان جاری ہے، آپ ﷺ کی جانب تمام مخلوق پیاسے کے مانند بھاگی جا رہی ہے۔)

قوم راوک وامۃ قد اخبرت

من ذاک البدر الذی اصبانی

(قوم نے آپ ﷺ کا مشاہدہ کیا اور ملت نے اس چاند کے طلوع ہونے کی خبر دی جس نے مجھے روشنی بخشی۔)

(مرزا غلام احمد قادیانی، ۱۲۵۶۔۱۳۲۶ھ)

الی ما اری یاطیب منک التراخیا

وقد حل وحط الشیب الرأس ثاویا

(اے وادیٔ طیبہ! تمھاری جانب سے کب تک تاخیر کا سامنا کرتا رہوں گا، جب کہ بڑھاپا سر میں داخل ہوکر اپنی جگہ بنا چکا ہے۔)

وعض علی مافات منک انا ملا

وفجر من العین الدموع الھواحیا

(تمھاری جانب سے آنے والی جن چیزوں کو کھوچکا ہوں، اس پر انگلی کاٹ رہا ہوں، اور آنکھ سے اشک رواں جاری ہے۔)

(عبدالحیٔ کفلیتوی، ۱۲۸۳۔۱۳۳۱ھ)

فانک شمس یستضاء بنورھا

وما کل شئی یقبس الضوء صافیا

(پس آپ ﷺ تو سورج کے مثل ہیں جس کے نور سے اکتساب نور کیا جاتا ہے، اور ہر ہر شے کھلی ہوئی چاندنی کو سمیٹ رہی ہے۔)

اتیتک ارجو من نوالک شحه

وما خاب مستسق اتی البحر صادیا

(میں آپ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کی بخشش سے امید لگائے ہوئے آیا کہ وہ لٹائی جائے گی، شدید پیاس سے دوچار پانی مانگنے والا سمندر کے پاس آکر مایوس نہیں ہوا۔)

(عبدالمنعم چاٹگامی، ۱۲۶۵۔۱۳۳۳ھ)

الھی یامجیب المستھام

سالتک بالنبی فخر الانام

(اے میرے پروردگار تو کھٹکھٹانے والے کا جواب دینے والا ہے، (اے ربّ العزت) میں نے تم کو نبی کریم کے حوالے سے پکارا ہے جو فخر آدم ہے۔)

حبیبک مصطفی الصدر العلی

رسولک سید المرسل العظام

(آپ کے حبیب مصطفیٰ ﷺ کا سینہ بلند ہے اور آپ کے رسول عظیم

ترین رسولوں کے سردار ہیں۔)

(عبدالنبی گجراتی۔۱۳۳۶ھ)

لاحتشی من ماسھم
ید ناصری اقوی ید

(میں لوگوں (دشمنان اسلام) کی قوت سے نہیں ڈرتا ہوں، میرے ناصر و مددگار کا تو مضبوط ترین ہاتھ ہے۔)

ان زاد و آدم قدراً عند مولدہ
فکم اب یعتلی قداد لمولود

(آنحضور ﷺ کی ولادت باسعادت سے حضرت آدم کے رتبے میں اضافہ ہوا کتنے ہی والد اپنے بیٹوں سے بلند مرتبہ ہوتے ہیں۔)

(مفتی احمد رضا خاں بریلوی، ۱۲۷۲۔۱۳۴۰ھ)

ولولاک مافھلت علی الخدر اومعی
لتذکار الروحاء تحویہ من احوی

(اور اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو تنہائی میں میں اشک بار نہ ہوتا، اس کے اس بے شمار اخلاق کا بار بار ذکر کرکے جو اس کو گھیرے ہوئے ہیں۔)

فانت الحبیب الواجب الحب والذی
سریرۃ قلبی دائما عنہ لاتطوی

(پس آپ ﷺ تو ایسے حبیب ہیں جو واجب الاحترام ہیں اور جن کے لیے میرے دل کی چارپائی ہر وقت بچھی رہتی ہے۔)

(حبیب ابوبکر بن شہاب علوی حیدرآبادی، ۱۲۶۲۔۱۳۴۷ھ)

انظر الی افضالہ یعطی بقل منالہ
یسقی الامم بزلالہ یمینہ وشمالہ

(اس فیاضیوں کی طرف نگاہ اٹھاؤ، اپنی ہر شے لٹانے کے لیے تیار ہے، اپنے آب زلالی سے اپنے گردونواح کے لوگوں کو سیراب کررہا ہے۔)

الزم دوام خیاله ما فی الوری بمثاله

هو فی الازل کهلاله بدر نهایة حاله

(اس کے خیالوں میں بس جاؤ جس کی مخلوق میں کوئی مثال نہیں ہے،
وہ ازل میں پہلی کے چاند کی طرح تھا اور اپنی انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔)

(محمد خلیل الرحمٰن برہان پوری، ۱۲۵۴۔۱۳۴۲ھ)

کالورد زهرته والمسک نکهته

والبدر طلعته والدر منطقه

آپ ﷺ کا گل گلاب کے مثل ہے اور اس کی خوش بو مشک جیسی،
آپ ﷺ کا نزول طلوع بدرِ کامل ہے اور گفتگو موتیوں کے مانند ہے۔)

و للارواح ریحان لدیه

مراح لیس یرح و ارتیاح

(اور آپ ﷺ کے پاس لوگوں کے لیے بہترین خوش بو ہے، یہ مقام
عالی اور اس کی سلامتی غیر معدوم ہے۔)

(محمد وحید الدین حیدر آبادی، ۱۲۸۸۔۱۳۴۴ھ)

و لکن ان خطلت به زمانا

نضرت بحبه فی الانتهاء

(اور اگر کچھ وقت میں اس شخصیت سے وابستہ رہا تو اس کی محبت کے
عوض اخیر تک خوش حالیوں میں گزارا۔)

ولم یسلک طریقا قط الا

ومسک منه ینشرفی الهواء

(اور وہ جس کسی راستے کو طے کرتا ہے تو اس کی وجہ سے ہوا مشک کی
خوش بوؤں میں بس جاتی ہے۔)

(عبدالرزاق گوپاموی، ۱۲۷۳۔ ۱۳۴۸ھ)

واجود من ریح الغداة اذاحرت

نسیماً یفوح المسک منها تصفوعا

اور وہ تو صبح سویرے چلنے والی اس بادِ نسیم سے بھی زیادہ لطیف و کریم ہے جس کی وجہ سے فضا مشک کی خوش بو بکھیرتی ہے۔

وجهه کا البدر او شمس الضحی

صدره مشکوة انوار الرسل

(اس کا چہرہ بدر کامل کے مانند ہے، یا شمس الضحیٰ کے مانند، اس کا سینہ رسولوں کی روشنیوں کا طاق ہے۔)

(حبیب الرحمٰن عثمانی۔۱۳۴۸ھ)

هو المصطفی بین النواری بحکمة

هو المجتبیٰ فی العلم بین المجامع

(وہ مجلسوں میں اپنی حکمت کے پیشِ نظر مصطفیٰ بنا ہوا ہے اور اکیڈمیوں میں اپنے علم وفضل کی وجہ سے مجتبیٰ بنا ہوا ہے۔)

الاجاء بالنطق الفصیح کانه

بلیغ عریب بارع فی المصاقع

(جب وہ اپنی فصیح گفتگو کے ساتھ آئے تو اندازہ ہوا کہ وہ بلغاء میں ایک نادر اور منفرد قسم کے بلیغ ہیں۔)

(سیّد اشرف شمسی حیدرآبادی، ۱۲۸۰۔ ۱۳۴۹ھ)

للمؤمنین جناح المرفق یخفضه

مثل لاب البر بالاولاد قدرفقا

(مومنین کے لیے آپ ﷺ نے اپنے نرم بازو کو جھکادیا، جس طرح کہ نیک باپ نے اولاد کے ساتھ نرمی برتی۔)

زینت مثل عروس کل ارملة

کان الرداء علیها الصوف والخرقا

(آپ ﷺ نے ہر بیوہ کو دلہن کی طرح آراستہ کیا، جس کے جسم پر پرانے دھرانے کپڑے تھے۔)

(سیّد محمد حسینی کالپوی، ۱۲۷۹، ۱۳۵۱ھ)

وبوجهه تستنزل البركات من
فوق السماء فايده باياد

(اسی کی وجہ سے آسمان سے برکات کا نزول ہو رہا ہے اور اللہ نے آپ ﷺ کی (غیبی) ہاتھوں سے مدد کی۔)

وبه النجاة وعصمة من أزمة
وبه حياة طيبة لبلاد

(اور اسی کے سبب بحران سے تحفظ اور نجات ملی ہوئی ہے، اور اسی کی بنا پر شہروں میں خوش گوار ماحول ہے۔)

(علامہ انور شاہ کشمیری، ۱۸۷۵۔۱۹۳۳ء)

صلاته دوما على
خير الانام محمد

(خیر الوریٰ محمد ﷺ پر مستقلاً اس کی برکتیں نازل ہوتی رہتی ہیں۔)

والآل والاصحاب هم
ماوای عند شدائد

(اور اہل بیت اور صحابہ کرام پر مستقل درود و سلام ہو، آپ مصائب میں میری پناہ گاہ ہیں۔)

(احمد حسین رسول پوری، ۱۲۸۸۔ ۱۳۵۹ھ)

فضلک لا يحدو لايحصى
خاتم الانبياء سلام عليک

(آپ ﷺ فضل غیر محدود اور لاتعداد ہے، اے خاتم الانبیاء تم پر سلام و درود ہو۔)

هادى الخلق حامى الأمة
فى جميع البلاد سلام عليک

(آپ ﷺ مخلوق کے ہادی اور قوم کے مددگار ہیں۔ تمام ممالک کی جانب سے آپ ﷺ پر درود و سلام ہو۔)

(سید محمد مخدوم حسینی قادری، ۱۲۹۸۔۱۳۶۴ھ)

والنفس فی رهق والروح فی رمق
والقلب فی قلق والعین فی مهد

(اور جان گناہ میں ہے، روح عذاب میں ہے۔ دل اضطراب میں ہے اور آنکھ کم خوابی کے مرض میں ہے۔)

زدیا غلیلی فزدواشتد یاظمای
من اشتدادک لااشکولی احد

(اے میرے مرض تو اپنا سلسلہ دراز کر اور اے میری پیاس تو سخت سے سخت ہوجا، لیکن تمھاری شدت کی شکایت کسی سے نہیں کروں گا۔)

الا الی من سقت جیشاً اصابعه
وکان الفا و نصف الالف فی العدد

(مگر ایک ایسے شخص سے جس کی انگلیوں نے فوج کو سیراب کیا اور جو فوج ڈیڑھ ہزار نفوس پر مشتمل تھی۔)

(عبدالرحمٰن امروہی۔۱۳۶۷ھ)

ثم الصلوة علی الذی قد جاء نا
شریعة غراء ذات امان

پھر درود و سلام اس شخصیت پر جو ہمارے لیے روشن شریعت لے کر آیا جو امن و سکون کی داعی تھی۔

بیضاء صافیة لقی لونها
عن عصمة التحریف والنقصان

(یہ ایک مصفی اور مذکیٰ شریعت ہے، جس کا رنگ تحریف اور نقص سے پاک ہے۔)

(مفتی کفایت اللہ دہلوی، ۱۲۹۲۔۱۳۷۲ھ)

رسول اللّٰه خذ بیدی فانی
جریح لامرحته التنام

(اے اللہ کے رسول! میرا ہاتھ تھام لیں، کیوں کہ زخم خوردہ ہوں اور

اس زخم کے اچھے ہونے کی کوئی امید نہیں ہے۔)

رسول الله فارحمنی فانی

غریب هائم ولی الهیام

(اے اللہ کے رسول! مجھ پر رحم فرما، کیوں کہ میں درماندہ اور پیاسا ہوں اور میری پیاس نہایت شدید ہے۔)

(شیخ محمد اعزاز علی امروہی دیوبندی، ۱۳۰۰ـ۱۳۷۲ھ)

سلام طیب مثل الغوافی

سلت متفردات فی الجنان

☆

علی من قد ترقی حضره الله

دنی ثم تدلی بالدهان

(اس ذات عظیم پر جو اللہ کی جناب میں حاضر ہوا، قریب ہوا۔)

(قاضی عبدالرحمٰن گجراتی۔۱۳۷۳ھ)

ومن فی الناس افصح منک لفظا

وأبلغ منک معنی یستضاء

(اور لوگوں میں لفظی اعتبار سے کون آپ سے زیادہ فصیح تھا اور معنوی اعتبار سے کون آپ سے زیادہ بلیغ تھا کہ جس سے استفادہ کیا جائے۔)

شمائل تستمیل بها قلوبا

فتانس بالخطاب فما تضاء

(آپ ﷺ کے کردار سے دل مائل ہوتے تھے اور خطاب سے مانوس ہوتے تھے اور اسی سے روشنی ملتی تھی۔)

(اصغر علی روحی، ۱۲۸۶ـ۱۳۷۴ھ)

وما هو الا المصطفی سیّد الوری

محمد ن الهادی النبی المبتحل

(اور آپ ﷺ ہی مصطفیٰ اور سیّد الوریٰ ہیں، محمد ﷺ ہادی اور خوش

کرنے والے نبی ہیں۔)

کان نبیا حین آدم لم یکن
له فی عروق الطین والماء هیکل

(اور آپ تو اس وقت بھی نبی تھے جب کہ حضرت آدم کا (سرزمین پر) وجود بھی نہیں تھا۔)

(سیّد ابراہیم دہلوی، ۱۲۹۵، ۱۳۷۷ھ)

لما استنارت نجوم الدین بازغة
وضاء انوارها للهل والجبل

(جب دین اسلام کے ستارے طلوع ہوکر روشن ہوئے تو آپ نے اس کی کرنوں کو وادی اور پہاڑ میں عام کر دی۔)

یارب صل وسلم دائما ابدا
علی نبیک هادی الخلق للسبل

(اے میرے رب! تو اپنے نبی پر مستقلاً درود و سلام نازل فرما، جو مخلوق کے راستوں کے ہادی ہیں۔)

(فیض الرحمٰن دیوبندی۔۱۳۷۸ھ)

الله عاصمه جبریل خادمه
دانت له المرسل الامجاد والامم

(اللہ آپ ﷺ کا محافظ ہے، جبریل آپ کے خادم ہیں، اور تمام پیغمبرانِ عظام اور ملتیں آپ کی فرماں بردار بن گئیں۔)

الشمس غرته والیل طرسته
تبد و نجوم اللیل حین یبتسم

(سورج اس کی پیشانی اور رات ہے، جس وقت وہ مسکراتا ہے تو رات کے تارے نمودار ہوتے ہیں۔)

(عبدالقادر حیدرآبادی، ۱۲۸۸۔۱۳۸۱ھ)

هوافصح بمقاله
هو اکمل بنواله

(وہ اپنی گفتگو میں غیر معمولی فصیح ہے اور اپنی سخاوت میں غیر معمولی آگے ہے۔)

هو اعظم بحلاله

هو افقد بمقاله

(وہ اپنے جلال میں حد درجہ عظیم ہے اور اپنی خطابت میں فقید المثال ہے۔)

(حامد حسن قادری۔۱۳۸۱ھ)

سراج منیر فی الظلام بنوره

اضیئت لهدی المنکرین المشاعل

(وہ اپنے نور کے سبب تاریکیوں میں روشن چراغ ہے، منکرین کی ہدایت کے لیے تاریکیوں میں چراغ روشن کے گئے۔)

(عبدالباسط حیدرآبادی، ۱۳۰۵۔۱۳۸۵ھ)

شرعه عذب فرات ماء ه

شربه غیر مشوب بالکدر

(آپ ﷺ کی شریعت دریائے فرات کے پانی کی طرح میٹھی تھی اور اس کے پیتے وقت محسوس ہوتا کہ وہ گندگی سے پاک ہے۔)

یارسول الله یامولی الوریٰ

یانبی الله یا نعم الوزر

(اے اللہ کے رسول، اے مخلوق کے آقا، اللہ کے نبی اور اے بہترین بوجھ اٹھانے والے۔)

(محمد طاہر سیف الدین، ۱۳۰۵۔ ۱۳۸۵ھ)

ختام السلام کمسک الختام

مختم الکرام نبی فخیم

(سلام پر خاتمہ مسک ختام کے مانند ہے، شرفا نے)

واصحابه الاصفیاء الکرام

حدی الدهر مادام یجری النسیم

(اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام پاک باز اور پاک طینت ہیں، جب تک یہ دنیا قائم ہے اور بادِ نسیم جاری ہے۔)

(محمد ادریس کاندھلوی، ۱۹۰۰ـ۱۹۷۴ء)

واها لسيرته قافت شمائله

ياحسن سيرته تشتاقها المقل

(آپ ﷺ کی سیرت باعث حیرت ہے، آپ کے عادات واخلاق بلند ترین ہیں۔)

له جمال اذ مازاره احد

لقول سبحان ربى هل له بدل

(جب کبھی کوئی آپ ﷺ کی زیارت کرے گا تو آپ کے حسن کا مشاہدہ کرے گا اور اللہ کی پاکی بیان کرتے ہوئے کہے گا کہ کیا آپ کا کوئی بدل ہے۔)

(عبدالمنان دہلوی۔۱۳۹۴ھ)

اتانا بنو لن ترى العين مثله

ولم تر حقا مثله من مخبر

(آپ ﷺ اپنے ساتھ ایک ایسا نور لے کر آئے، جس کا آنکھ نے کبھی مشاہدہ نہیں کیا تھا، اور اسی طرح کسی مخبر کی طرف سے آپ ﷺ جیسے حق کی مثال نہیں ملتی۔)

اماتا ببرهان من العلم والهدى

ضيا موروود يا خير مصدر

(اے بے مثال گھاٹ اوراے لاجواب منبع ومصدر کے مالک، آپ ﷺ علم اور ہدایت کی دلیل کے ساتھ ہمارے یہاں تشریف لائے۔)

(ظفراحمد تھانوی، ۱۳۱۰ـ۱۳۹۵ھ)

حسبى شفاعته حسبى وسيلته

لقل هول من الاهوال احشاها

(آپ ﷺ کی شفاعت اور آپ کا وسیلہ میرے لیے ان تمام خطرات کے سلسلے میں کافی ہے جن سے خوف کھاتا ہوں۔)

واها لطيبة لازالت منورة
طابت مشارقها من طيب رياها

(مجھے وادیٔ طیبہ کی خوب صورتی پر حیرت ہے جو ہمیشہ منور رہنے والی ہے، جس کے گوشے گوشے اپنی خوش گو ہواؤں سے خوش کن نے بنے ہوئے ہیں۔)

(مفتی محمد شفیع دیوبندی، ۱۸۹۶۔ ۱۹۷۶ء)

طاف الخيال من الحبيب فزارا
فاهتز قلب المستهام وطارا

(حبیب کا تصور بار بار آرہا ہے۔ چناں چہ تصور نے (آپ ﷺ کی) زیارت کی، اور زیارت کرتے ہی تصور کا دل ہل گیا اور اُڑ گیا۔)

قرالعيون بشيمة من بزقة
فله الجمال يعجب الابصارا

(برق کی زیارت سے آنکھوں کو قرار ملا، اسے ایک ایسا حسن میسر ہے جس سے نگاہیں متحیر ہو جاتی ہیں۔)

(مولانا یوسف بنوری، ۱۹۰۸۔ ۱۹۷۷ء)

يوم تقشع ظلمة ظلماء
وتالق الانوار والأضواء

(آپ ﷺ کے آتے ہی دل کی تمام سیاہیاں چھنٹ گئیں اور (ہر طرف) انوار ہی انوار بکھرے ہوئے تھے۔)

مثل الضحى للفجر منه ضياء
فتلا لا الافاق والارجاء

(آپ ﷺ ضحیٰ کے مانند ہیں جن سے فجر اکتساب نور کرتی ہے اور اس کے بعد آفاق اور دنیا کے تمام گوشے جھلملانے لگتے ہیں۔)

(مفتی جمیل احمد تھانوی، ۱۳۱۸ھ۔۱۹۰۰ء)

اضاءت طليعة وجه النبی

دیاجی کون ضریر دجی

(نبی ﷺ کے چہرے کی ابتدائی کرنوں نے دنیا کے تاریک شدہ وادیوں کی تاریکیوں کو روشنیوں میں بدل دیا۔)

تفور ماحول ام القری

ببدر منبر لقی وضی

(ام القریٰ کے اردگرد کی تمام وادیاں روشن، منزہ اور چمک دار چاند کی بدولت مشک کی خوش بوؤں میں بس گئیں۔)

(امین احمد بن فضل اللہ مدراسی، ۱۳۴۵۔ ۱۹۲۷ء)

له شكرا على ان قد هدانا

بنور قد جلامنه القضاء

(ہم اس ذاتِ عظیم کے حد درجہ مشکور ہیں جس نے ہمیں ایک ایسی روشنی کے ذریعے ہدایت بخشی جس سے پوری فضا دمک اٹھی۔)

لقل من نبی او رسول

مراتب دونه وله العلاء

(تمام انبیا و رسل کے مراتب آپ ﷺ سے کم ہیں اور آپ کے لیے بلندی ہے۔)

(سیّد طاہر رضوی حیدرآبادی، ۱۳۴۹ھ۔ ۱۹۳۰ء)

يفوح الهواء بعطر مزيد

يذكر الحبيب المطاع المجيد

(اس دوست کے ذکر سے جس کی اطاعت کی جاتی ہے اور جو برتر ہے ہوا ایک مثالی اور منفرد عطر کی خوش بو فضا میں بکھیر رہی ہے۔)

هو النور احمد علا قدره

وفی كل سفراتی ذكره

(آپ ﷺ روشنی ہیں، احمد ہیں اور آپ کی منزلت بلند ہے اور ہر سفر

آپ کے ذکر سے آباد ہے۔)

(محمد سعید محمد یعقوب مجددی، ۱۳۵۶ھ۔۱۹۳۸ء)

یا و صافه الحسنی لقلب قلوبنا
وتهتز شوقا والرکائب تطرب

(آپ ﷺ کے اوصاف حسنٰی کے سبب دل مطمئن ہیں۔ اور وفور شوق میں متحرک ہیں اور سواریاں جھوم رہی ہیں۔)

بمدحک ارجو الله یغفرزلتی
ولو کنت عیداً طول ملول عمری اذنب

(مجھے اللہ سے امید ہے کہ نعت رسول ﷺ کے سبب وہ میرے گناہوں کو معاف کر دے گا، گو کہ میں طویل العمر اور بہت زیادہ گنہ گار ہی کیوں نہ ہوں۔)

(محمد خواجہ شریف حیدرآبادی، ۱۳۵۹ھ۔۱۹۴۰ء)

یاخاتم الرسل الکرام حبینا
فبغیر حبک مومن لایکمل

(ہمارے حبیب ﷺ رسولانِ کرام کے خاتم ہیں، چناں چہ آپ کی محبت کے بغیر مومن کامل نہیں ہوتا۔)

معه اللواء والمرسلون جمیعهم
یوم القیامة تحته هو حامل

(قیامت کے روز آپ ﷺ جھنڈے کو اٹھائے ہوئے ہوں گے اور تمام رسول آپ ﷺ کے ساتھ ہوں گے۔)

(محمد مجیب خاں حیدرآبادی، ۱۳۹۰ھ۔۱۹۷۰ء)

فی الحشر یاتیک الوری مستقیا
انت الذی یسقی لکاس تشبع

(تمام مخلوق پانی کی تلاش میں آپ ﷺ کے پاس آئے گی، آپ ﷺ ایک ایسے گلاس سے پانی پلائیں گے جو آسودہ کر دے گا۔)

یاسید جمت ذنوبی کثرۃ

ارجو شفاعتک التی ھی اوسع

(اے میرے آقا! میرے گناہ بہت زیادہ ہوچلے ہیں، میں آپ ﷺ کی اس شفاعت کا امیدوار ہوں جو بہت وسیع ہے۔)

(سیّد ضیاء الدین حیدرآبادی، ۱۳۹۲ھ۔۱۹۷۲ء)

پہلی جلد کا اسی پر اختتام ہوا ہے۔ مقالہ نگار کی علمی ریاضت، ادبی کوہ کنی اور تحقیقی جاں فشانی کا اندازہ مذکورہ شعرائے کرام کے ناموں پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالنے سے ہوسکتا ہے کہ انھیں کن کن عوارض و موانع سے سابقہ پڑا ہوگا۔ مقالہ نگار کی غیر معمولی کاوشوں کا وہی اندازہ لگا سکتا ہے جو خود تحقیق کے دشوار گزار مراحل سے گزرا ہو، شعرا کے احوال، ان کے کلام اور ان سے متعلقہ مصادر و مآخذ کی تلاش میں کتنے ہفت خواں طے کیے ہوں گے۔ اس انداز اور اس معیار کا کام ابھی تک نہیں ہوا۔ ہندوستان کی عربی نعتیہ شاعری کا اتنا قدیم اور اتنا وقیع سرمایہ اب تک علمی دنیا کی نظروں سے پرے تھا، مقالہ نگار حد درجہ شکریے کے مستحق ہیں کہ نہ صرف انھوں نے اس پر کام کیا بلکہ اپنی بساط کی حد تک آٹھویں صدی سے ہونے والی عربی نعتیہ شاعری کو ایک دوسری جلد میں جمع کردیا۔ جسے سچ پوچھیے تو انسائیکلوپیڈیا کہا جاسکتا ہے۔ نعتوں کا یہ مجموعہ ۵۰۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں آٹھویں صدی ہجری سے اب تک کے ۶۶ شعرا کا کلام شامل ہے۔ اس جلد کے مطالعے سے ایک بات تو یہ سامنے آتی ہے کہ ہندوستانی شعرا بھی اس صنف میں طبع آزمائی کرتے رہے، شعرا کے خیالات میں کافی حد تک ہم آہنگی ہے، بیش تر شعرا کی تشبیہات ایک جیسی ہیں۔ نیز لفظیات، معانی اور تشبیہات میں دورِ اوّل کے عرب شعرا کی اقتدا کی گئی ہے، جس کا مقالہ نگار نے خود بھی تذکرہ کیا ہے۔ عرب شعرا کی نعتیہ شاعری سے موازنہ کیا جائے تو یہ کہنے میں مضائقہ نہیں کہ زبان و بیان کی سطح سے یہ شاعری کم درجہ کی ہے۔ ہندوستان میں اچھے عربی نثر نگار اور محقق تو پیدا ہوئے لیکن اچھے شاعر پیدا نہیں ہوئے۔

عربی نعتوں کے اس مجموعے کے پڑھنے سے یہ مترشح ہوا، کہ ان پر قرآن کریم اور احادیث کے گہرے اثرات ہیں۔ قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں آپ کی مذکورہ شمائل کا کثرت سے ذکر کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کے کئی معجزوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اشاعت اسلام کے سلسلے میں آپ کو جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا، ان کا بھی ذکر ہے، ساتھ ہی ساتھ حمد بھی

ملتی ہے، ایک چیز جو خاص طور سے ان نعتوں میں ملتی ہے وہ یہ ہے کہ ابونواس اس کی طرح ان میں بار بار اپنی کوتاہیوں، گناہوں، کمیوں اور قوم کے انحطاط و ادبار اور بے راہ روی کا تذکرہ آیا ہے کہ اے اللہ اپنے محبوب کے صدقے میں ہمارے گناہوں کو معاف کردے اور قوم جو ذلت و نکبت کے حصار میں گھری ہوئی ہے، اسے اس سے باہر نکال دے، یہ بھی شعرا کا بار بار اعتراف ہے کہ ہم گناہوں سے بوجھل ہیں لیکن ہمیں امید ہے کہ اپنے سیّد کی شفاعت سے اللہ ہمیں جہنم سے بری کردے گا۔ دوسر جلد میں مقالہ نگار کی جانب سے اگر ان نعتوں پر ایک تجزیہ ہوتا تو کیا ہی بہتر ہوتا۔ بہرکیف مقالہ نگار صدرالحسن ندوی ہزار ہا شکریے کے مستحق ہیں کہ انھوں نے ایک بڑا کام کردیا۔ دوسری جلد میں شامل شدہ نعتوں کے حوالے تو ہیں لیکن نامکمل ہیں۔

سابقہ سطور میں یہ بات متعدد بار آچکی ہے کہ جمع اور تحقیق کے لحاظ سے یہ کام انفرادیت کا ہے اور موضوع کے لحاظ سے اسے اوّلیت حاصل ہے لیکن کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر طباعت کے وقت اس کا خیال کرلیا جائے تو اس کی افادیت و اہمیت میں مزید اضافہ ہوجائے گا۔ ایک تو یہ کہ موضوع کو سامنے رکھتے ہوئے یہاں پر سیرتِ مبارکہ کے ذکر کی ضرورت نہیں محسوس ہوتی۔ دوسرے سیرتِ پاک سے متعلقہ نثری تصنیف کا ذکر بھی بے جوڑ سا نظر آتا ہے۔ اسی طرح چھٹے باب کی بہت سی چیزوں مثلاً ہندوستان میں اسلام کی اشاعت، ہندوستانی مصنفین کی تصنیف اور شاعری کے باب میں اسلام کا نقطۂ نظر کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ ہندوستانی علما عربی زبان و ادب کے سلسلے میں مولانا فراہی کا ذکر نہیں کیا گیا جب کہ عربی ادب، تفسیر اور عربی نصاب کی تیاری سے متعلق آپ کی غیر معمولی خدمات ہیں۔ تقریباً چالیس کتابیں ہندوستان اور عرب سے شائع ہوچکی ہیں۔ صاحب دیوان عربی شاعر ہیں۔ علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی اور جامعہ عثمانیہ کے باب میں آپ نے نمایاں خدمات انجام دیں۔ ابھی مولانا فراہی کی تیس کتابیں مخطوطات کی صورت میں ہیں۔ صرف ایک کتاب کے علاوہ آپ کی تمام تصانیف عربی میں ہیں۔ فلسفۂ نظم قرآن کو ایک نظریے کی شکل دینے میں آپ کو اوّلیت حاصل ہے۔

ایک چیز پر شدید توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ صرف انھی اقتباسات کو باقی رکھا جائے جو بہت ہی ضروری ہوں۔ بقیہ اقتباسات کے مفاہیم کو اختصار کے ساتھ اپنے لفظوں میں سمیٹ دیا جائے۔ چند شعرا، مقالہ میں ایسے بھی شامل ہیں جن کا کلام نہیں مل سکا ہے۔ ان کا صرف مقدمے میں ذکر کردینا کافی ہوگا۔ سوانحی خاکے کے باب میں قدرے اختصار

سے کام لیا جائے، مقالے میں شعرائے کرام کے صرف نعتیہ اشعار ہی نقل کیے جائیں۔ اس کے علاوہ بہت سے غیر متعلقہ کو نکال دینے پر جامعیت میں اضافہ ہوجائے گا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے فن تک ہی بات کو محدود رکھا جائے تو زیادہ مناسب ہے چہ جائے کہ قادیانیت کو موضوعِ بحث بنایا جائے۔ پڑھتے ہوئے بار بار یہ احساس ہوا کہ بہت سے ایسے الفاظ ہیں جن کا بار بار اعادہ ہوا ہے۔ مثلاً، مبرزین، تولی، مطبوع، عثرنا علی، بارع، متذلغومة اظفارہ، مفلقین، عویصہ اور ضریبة الحب وغیرہ۔ مقالے کی ضخامت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بات تو ممکن ہے کہ ایک لفظ دو چار پانچ بار آجائے لیکن اس سے زیادہ آنے پر قاری کو گرانی محسوس ہونے لگتی ہے اور رعنائی و حسن متاثر ہونے لگتی ہے۔ سنین ہجری کا عیسوی میں ذکر ہوجائے تو مناسب ہوتا، جن شعرا کے صرف چند اشعار ملتے ہیں، ان کا بھی ذکر صرف پیش لفظ میں ہی کردیا جائے۔ پہلی جلد میں متعدد ایسے شعرا ہیں جن کے اشعار بغیر حوالے کے نقل کیے گئے ہیں، مثال کے طور پر ۳۷۴، ۳۸۳، ۳۹۴، ۴۱۱، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۳۷، ۴۵۷، ۴۷۵ اور ۴۸۵ صفحات دیکھے جاسکتے ہیں۔

اس مقالے کی تیاری میں مقالہ نگار نے عربی کی ۱۴۶، اردو کی ۸۰، فارسی کی ۱۴ اور انگریزی کی دو کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔ اسی طرح عربی کے بارہ مجلات و جرائد اور اردو کے گیارہ مجلات و جرائد سے مقالہ کی ترتیب میں مدد لی گئی ہے۔ یہ کتابیں ہندوستان کے مختلف شہروں کی مختلف لائبریریوں میں موجود تھیں، مصادر و مآخذ کی تلاش میں مقالہ نگار کو نہ جانے کتنے ہفت خواں طے کرنے پڑے۔ مقالہ نگار کی یہ مثالی خدمت رہتی دنیا تک قدر و منزلت کی نظروں سے دیکھی جائے گی۔ اس مقالے کی خوبیوں کے پیچھے استاذ محترم پروفیسر عبدالباری صاحب کی دعائیں، اخلاص اور مشورے بھی شامل ہیں۔ یہ کام موضوع کے لحاظ سے اتنا وقیع ہے کہ حکومت ہند یا کسی ادارے کو چاہیے کہ جلد از جلد اسے شائع کرکے عربوں اور اہل علم کے ہاتھوں تک پہنچایا جائے تاکہ اتنے قیمتی ذخیرے سے استفادہ کو آسان بنایا جاسکے، عرب دنیا میں یہ کام ہاتھوں ہاتھ لیا جائے گا اور مقالہ نگار کو اہل علم کے مابین اعتماد و استناد حاصل ہوگا۔ اس مقالہ پر شعبۂ عربی مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ کی جانب سے مقالہ نگار کو ۱۹۹۹ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری تفویض کی گئی۔ آخر میں دعا ہے کہ صاحب مقالہ کو اللہ مزید علمی اور دینی کاموں کے کرنے کی توفیق عنایت کرے۔

ڈاکٹر صابر سنبھلی۔ بھارت

حضرت رضا بریلوی کی نعت گوئی میں مضمون آفرینی

شاعری محض موزوں مصرعوں کے جوڑ توڑ اور ردیف قافیے کے استعمال کا نام نہیں ہے۔ اگر الفاظ کے ایسے اجتماع، جس میں موزونیت اور ردیف و قوافی تو موجود ہوں مگر تخیل کی کارفرمائی نہ ہو، تک بندی یا برائے نام شاعری تو کہا جاسکتا ہے، اعلیٰ درجے کی شاعری نہیں۔ تخیل کی بلندی سے کلام میں جو خوبیاں پیدا ہوتی ہیں، وہ ہیں تشبیہات و استعارات، تمام صنائع معنوی، اصلیت، باریک بینی، بلند خیالی، جذبات نگاری، جوش، دقت نظر، زورِ کلام، فلسفیانہ نکات، طنز، محاکات، مرقع نگاری، منظرنگاری، مطائبات، معاملہ بندی، نزاکتِ خیال، نکتہ آفرینی وغیرہم۔ ان خوبیوں کی وجہ سے ہی کسی شاعر کی کوشش صحیح معنی میں شاعری بنتی ہے۔

ایسی بہت سی مثالیں دی جاسکتی ہیں جن میں باوجود موزونیت کی شعریت نہیں پائی جاتی۔ دو مثالیں پیش خدمت ہیں۔

''ہماری شاعری'' مصنفہ سیّد مسعود حسن رضوی ادیب لکھنوی میں اس کی مثال میں ایک بیت یوں لکھی ہے:

ہاتھی کو بڑا کیا بڑا ہے　　　لٹھے کو کھڑا کیا کھڑا ہے

دونوں مصرے موزوں ہیں، ردیف اور قافیے موجود ہیں، مگر اس کو شعر وہی کہے گا جو شعر کی ماہیت اور کیفیت سے بے خبر ہو۔ پروفیسر گیان چند جین نے بھی ایسی نام نہاد شاعری کی کچھ مثالیں کسی مضمون میں دی تھیں۔ وہ مضمون تو اس وقت پیش نظر نہیں ہے البتہ مثالاً دی گئی ایک بیت یادداشت میں محفوظ ہے۔ وہ اس طرح ہے:

جنت تمھیں دلائے گی اے بیبیو نماز　　　اللہ سے ملائے گی اے بیبیو نماز

موزونی اور ردیف و قوافی کے ساتھ اس میں اصلیت اور سچائی بھی ہے۔ کہنے والے نے بڑی اچھی بات کہی ہے۔ اس لیے ان دو مصرعوں میں خلوص کی موجودگی سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا۔ جو کچھ کہا گیا ہے اس میں سچائی بھی ہے، مگر حق شاعری کا کوئی پارکھ اور ادب کا نقاد اس کو اعلیٰ درجے کا شعر نہیں کہہ سکتا۔ وجہ یہ ہے کہ اس میں تخیل کی کارفرمائی نہیں۔ نماز کی تاکید کا احترام رکھتے ہوئے کوئی مجھ جیسا راسخ العقیدہ اس کو معمولی درجے کا شعر ضرور قرار دے سکتا ہے۔

اردو شاعری کی طویل تاریخ میں ہزارہا شاعر طبع آزمائی کرچکے، لاکھ بلکہ کروڑوں شعر کہے جاچکے ہوں گے۔ نئے مضامین کا کال ہوگیا ہے۔ بہت سے چھٹ بھیے شعرا دوسروں کے پیدا کردہ مضامین کو الفاظ بدل بدل کر نیا روپ دے رہے ہیں۔ اُس کو ''شراب کہن درجام نو'' کہا جاسکتا ہے، مگر اس سے کہنے والے کی طبیعت کی اُپج کا کوئی پتا نہیں چلتا۔ صاحب آبِ حیات نے کسی جگہ اس چیز کو چبائے ہوئے نوالے منھ میں پھرائے جانے سے تعبیر کیا ہے اور یہ تعبیر درست ہے۔

نئے مضامین کی تلاش اور اُن کے نئے اظہار کے لیے ہی جدید شاعری منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی اور غزل نے ایسا چولا بدلا کہ اپنے لغوی (حکایت کردن بامحبوب) سے کوسوں دُور جا پڑی اور جدید غزل تو غم جاناں کے بجائے غم دوراں کی ترجمان بن گئی ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ نعت کا میدان غزل کے مقابلے میں بہت محدود ہے۔ اُس پر شریعت کی قدغن نے اس کو اور بھی محدود کر دیا ہے۔ اردو نعت گوئی کی تاریخ بھی لگ بھگ اردو غزل کے قدم بہ قدم چلتی رہی ہے۔ نعت گو شعرا کی بھی کمی نہیں رہی۔ اس لیے اس میں چند مضامین کی تکرار بہت نظر آتی ہے۔ حصولِ ثواب کے لیے یہ بھی کارآمد ہے مگر ایک فن کا پارکھ چاہتا ہے کہ قدیم کے ساتھ کچھ جدید بھی ہو۔ مضامین نہ سہی اُن کے بیان کرنے کا انداز ہی اپنے اندر نیا پن رکھتا ہو۔ لیکن کہنے والوں کے سامنے بھی مشکل یہ ہے کہ نئے مضامین کہاں سے لائیں چودھویں صدی کے مجددِ دین نے جب دین کے پژمردہ چہرے کو رونق اور شادابی دی تو اس نے نعت کو بھی نو بہ نو مضامین اور بدلا ہوا اسلوب دے کر نیا رنگ اور نیا مزاج دے دیا۔ اس اجمال کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

شاعری میں نعت گوئی کی روایت سرکارِ قرار ﷺ کی حیات ظاہری سے ہی ملتی ہے۔

اس سلسلے میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا نام نامی مشہور و معروف ہے۔ اس زمانے میں نعت کے مضامین کون کون سے تھے یہ تو تحقیق کا موضوع ہے، مگر اتنا کہا جاسکتا ہے کہ جیسے جیسے نعت گوئی کا کارواں آگے بڑھتا رہا اُس میں نو بہ نو مضامین شامل ہوتے رہے۔

عربی سے فارسی میں آتے آتے بہت سے نئے مضامین نعت کا جز بن گئے اور فارسی میں مضامین نعت نے بہت ترقی کی۔ اگرچہ اردو نعت گوئی کی ابتدا بڑے سپاٹ انداز میں ہوئی، مگر پھر فارسی کے مضامین اردو میں شامل ہونے لگے اور بعض طباع نعت گویوں نے نئے مضامین بھی پیدا کیے، جو اپنے زمانے میں بہت مقبول رہے ہوں گے مگر اب بار بار کی تکرار سے فرسودہ معلوم ہوتے ہیں۔ اگرچہ بعض شعرا اب بھی اُن کو نظم کرتے ہیں۔

سرکارِ دوجہاں ﷺ کا حسین وجمیل سراپا، اُن کی حق گوئی، اُن کے اخلاق کریمانہ، اُن کی سادگی، سخاوت، داد و دہش، اُن کے روضے کے دیدار کی تمنا، روزِ حشر شفاعت کی آرزو، طلب استعانت، دستگیری، معجزات، تصرفات، معمولاتِ شب و روز اور ان جیسے بہت سے مضامین سے اردو کی روایتی نعت مالامال ہے۔ جن شعرا نے نعت پر زیادہ توجہ دی انھوں نے اگرچہ انھیں موضوعات کا سہارا لیا مگر بات کہنے کے ڈھنگ نے مضمون کو کہیں سے کہیں پہنچادیا اور قاری یا سامع کو ایسا معلوم ہوا جیسے وہ جو پڑھ یا سن رہا ہے وہ نیا مضمون ہے۔

شاعری کے اسی فن میں مضمون آفرینی کا راز پنہاں ہے۔ ندرتِ بیان، نادرہ کاری، تازہ کاری، جدت ادا اور لطافت معنی بھی اس کی مختلف شکلیں ہیں یا تھوڑے فرق کے ساتھ بدلے ہوئے نام ہیں۔

چودھویں صدی ہجری میں برصغیر کے چند نامور نعت گو شعرا اُترپردیش میں ہی ہوئے۔ ان میں امام احمد رضا فاضل بریلوی، اُستاذِ زمن مولانا احسن رضا خان صاحب حسن بریلوی، مولانا محسن کاکوروی، مولانا ضیاء القادری بدایونی، حافظ پیلی بھیتی کے نام خاص طور سے ذکر کے قابل ہیں۔ ان نعت گو شعرا میں امام احمد رضا فاضل بریلوی کا مقام سب سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ ان صفحات میں اسی عظیم ہستی کی نعتوں میں مضامین نو کی نشاندہی مقصود ہے۔ ان صفحات کے مطالعے سے معلوم ہوگا کہ امام موصوف کو مضمون آفرینی میں کیسا ملکہ حاصل تھا۔

عظمت مصطفیٰ ﷺ ایمانی عقیدہ ہے۔ اس کو تسلیم کیے بغیر کوئی مومن تو کجا مسلمان بھی نہیں ہوسکتا چاہے وہ دن رات سجدے کرتا رہے۔ یہ عقیدہ عاشقانِ نبی کے لیے جانِ ایمان

ہے۔ اس عقیدے کی تبلیغ امام احمد رضا کے لیے مشن کا درجہ رکھتی تھی۔ اُن کی نثر اور شاعری میں ہر جگہ اس عقیدے کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے۔ نعت کے درج ذیل اشعار میں عظمت مصطفیٰ ﷺ کے اظہار کے لیے جس طرح مضمون آفرینی کی گئی ہے وہ دیکھتے ہی بنتی ہے:

عصائے کلیم اژدہائے غضب تھا گروں کا سہارا عصائے محمد ﷺ

نام حق پر کرے محبوب دل و جاں قرباں حق کرے عرش سے تا فرش نثار عارض

سر فلک نہ کبھی تا بہ آستاں پہنچا کہ ابتدائے بلندی تھی انتہائے فلک

تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہِ محن پھول

نازشیں کرتے ہیں آپس میں ملک ہیں غلامانِ شہِ ابرار ہم

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں دوجہاں کی نعمتیں ہیں اُن کی خالی ہاتھ میں

اگرچہ یہ مضمون بعد میں بہت نظم ہوا مگر اس کی اصل یہی شعر ہے:

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے، سر عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں، وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

را کھائیں تیرے غلاموں سے اُلجھیں ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے

سن لیں اعدا میں بگڑنے کا نہیں وہ سلامت ہیں بنانے والے

تیرے ہی دامن پہ ہر عاصی کی پڑتی ہے نظر
ایک جانِ بے خطا پر دوجہاں کا بار ہے

مضمون کو جس اچھوتے انداز اور انوکھے پیرائے میں بیان کیا ہے قابلِ دید ہے۔

عرش پہ جا کے مرغ عقل تھک کر گرا غش آ گیا
اور ابھی منزلوں پرے پہلا ہی آستان ہے

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا
ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

وہ نامی کہ نامِ خدا نام تیرا رؤف و رحیم و علیم و علی ہے

قرآن کریم میں یہی نام باری تعالیٰ جل سبحانہ کے لیے بھی آئے ہیں اور مصطفےٰ جانِ رحمت ﷺ کے لیے بھی۔ اس کا فائدہ اُٹھا کر کیا مضمون پیدا کیا ہے اور اس کو کس انداز میں ادا کیا ہے، داد دیتے ہی بنتی ہے۔

لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے   ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ

حدیث قدسی کے مضمون "لولاک لما خلقت الافلاک" کی بڑے عجیب انداز میں ترجمانی کی گئی ہے۔

گنتی کنیز زادوں میں شام و سحر کی ہے   رومی غلام دن، حبشی باندیاں شبیں

ادنیٰ نچھاور اس مرے دولھا کے سر کی ہے   وہ خلد جس میں اُترے گی ابرار کی برات

دونوں جہاں میں دھوم تمھاری کمر کی ہے   ایسی بندھی نصیب کھلے مشکلیں کھلیں

سرکارِ دوعالم ﷺ کی داد و دہش، عطا و سخا کے بارے میں مختلف اسالیب میں بہت کچھ کہا گیا ہے مگر امام احمد رضا نے اس مضمون میں بھی جدت پیدا کر دی، فرماتے ہیں:

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرّہ تیرا

اُس گلی کا گدا ہوں میں جس میں   مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

اب تو نہ روک اے غنی عادت سگ بگڑ گئی
میرے کریم پہلے ہی لقمہ تر کھلائے کیوں

دریا بہا دیے ہیں دُر بے بہا دیے ہیں   میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا،

اب تو غنی کے در پر بستر جما دیے ہیں   ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اُٹھتے ہوں گے

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی   کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے

سرکار دوعالم ﷺ کے جسم پاک ولطیف کا سایہ نہ تھا۔ بعض نعت گویوں کے کلام میں کچھ اس طرح کا مضمون سننے کو ملتا ہے کہ "اگرچہ آپ کے جسم کا سایہ نہیں تھا مگر آپ کا سایہ تمام اُمت کے سروں پر ہے۔" یہاں دوسرے سائے سے مراد سرکار کی سرپرستی ہے۔ گو کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مضمون جدید دور کی پیداوار ہے مگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ کہ اس کو بھی (شاید) سب سے پہلے امام احمد رضا نے ہی باندھا تھا۔

"حدائق بخشش" میں "سرکار کے جسم بے سایہ" سے متعلق یہ مضمون اس طرح نظم ہوا ہے:،

تو وہ قدِ بے سایہ اب سایہ کناں آیا   جلتی تھی زمیں کیسی تھی دھوپ کڑی کیسی

جسم بے سایہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

مہر کس منھ سے جلوداری جاناں کرتا
سائے کے نام سے بے زار ہے یکتائی دوست
راہ نبی میں کیا کمی فرش بیاض دیدہ کی
چادر ظل ہے ملگجی زیر قدم بچھائے کیوں

ہر سچے نعت گو بلکہ ہر عاشق رسول کے نزدیک شہر رسول ﷺ کی اُلفت اور چاہت جزوِ ایمان و باعث راحت جان ہے۔ امام احمد رضا کوئے حبیب کی اُلفت میں شرابور ہیں۔ اُن کے منظوم جذبات کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔ صرف وہی اشعار درج کیے گئے ہیں جن میں مضامین نو باندھے گئے ہیں:

چمن طیبہ ہے وہ باغ کہ مرغ سدرہ		برسوں چہکے ہے جہاں بلبل شیدا ہو کر
نام مدینہ لے دیا چلنے لگی نسیم خلد		سوزشِ غم کو ہم نے بھی کیسی ہوا بتائی کیوں؟
حورِ جناں ستم کیا طیبہ نظر میں پھر گیا		چھیڑ کے پردہ حجاز دیس کی چیز گائی کیوں

اُن کی حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لیے
آنکھوں میں آئیں سر پہ رہیں دل میں گھر کریں

جو ترے در سے یار پھرتے ہیں		در بہ در یوں ہی خوار پھرتے ہیں
پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں		دشت طیبہ کے خار پھرتے ہیں
چمن طیبہ میں سنبل جو سنوارے گیسو		حور بڑھ کر شکنِ ناز پہ وارے گیسو
کاش آویزہ قندیل مدینہ ہو وہ دل		جس کی سوزش نے کیا رشک چراغاں ہم کو
خوف ہے سمع خراشی سگ طیبہ کا		ورنہ کیا یاد نہیں نالۂ افغاں ہم کو
خار صحرا مدینہ نہ نکل جائے کہیں		وحشتِ دل نہ پھرا بے سر و ساماں ہم کو
اے خارِ طیبہ دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے		یوں دل میں آ کہ دیدۂ تر کو خبر نہ ہو
پارۂ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفے میں رضا		ان سگانِ کو سے اتنی جاں پیاری واہ واہ
حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا		ارے سر کا موقع ہے او جانے والے
مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے		غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے
جیتے کیا دیکھ کے ہیں اے حورو!		طیبہ سے خلد میں آنے والے

اُسی در پر تڑپتے ہیں مچلتے ہیں بلکتے ہیں اُٹھا جاتا نہیں کیا خوب اپنی ناتوانی ہے
ہر اک دیوار و در پر مہر نے کی ہے جبیں سائی
نگار مسجد اقدس میں کب سونے کا پانی ہے
جہاں کی خاک روبی نے چمن آرا کیا تجھ کو
صبا ہم نے بھی اُن گلیوں کی کچھ دن خاک چھانی ہے
یہ پیاری پیاری کیاری ترے خانہ باغ کی
سرد اس کی آب و تاب سے آتش سفر کی ہے

(ق)

جنت میں آ کے نار میں جاتا نہیں کوئی
شکر خدا نوید نجات و ظفر کی ہے

ان دونوں قطعہ بند شعروں میں احادیث کریمہ کی روشنی میں جو نیا مضمون پیدا کیا ہے وہ اور کسی نعت گو کو نہیں سوجھا۔ نازک خیالی کی انتہا ہے:

آغوش شوق کھولے ہے جن کے لیے حطیم
وہ پھر کے دیکھتے نہیں یہ دُھن کدھر کی ہے
ہاں ہاں رہِ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ
او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے

(ق)

کعبہ دولھن ہے تربت اطہر نئی دولھن
یہ رشک آفتاب وہ غیرت قمر کی ہے
دونوں بنیں سجیلی انیلی بنی مگر جو پی کے پاس ہے وہ سہاگن کنور کی ہے
سرسبز وصل یہ ہے سیہ پوش ہجر وہ چمکی دوپٹوں سے ہے جو حالت جگر کی ہے

بیت اللہ اور روضۂ انور کے غلاموں کے الگ الگ رنگ ہونے سے کیا مضمون پیدا کیا ہے، سبحان اللہ۔

عنبر زمیں، عبیر ہوا مشک تر غبار ادنیٰ سی یہ شناخت تری رہ گزر کی ہے

مدینہ کی محبت اُس ملک کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے جس ملک میں یہ واقع ہے۔ ملاحظہ ہوں چند اشعار (صرف وہی اشعار نقل کیے جا رہے ہیں جن میں مضمون آفرینی کمال پر ہے)

تاب مرأت سحر گردِ بیابانِ عرب
غازۂ روے قمر دود چراغانِ عرب

تشنہ نہر جناں مہر عربی و عجمی
لب ہر نہر جناں تشنۂ نیسان عرب

عندلیبی پہ جھگڑتے ہیں کٹے مرتے ہیں
گل و بلبل کو لڑاتا ہے گلستانِ عرب

چرچے ہوتے ہیں یہ کمھلائے ہوئے پھولوں میں
کیوں یہ دن دیکھتے پاتے جو بیابانِ عرب

ہشت خلد آئیں وہاں کسب لطافت کو رضا
چار دن برسے جہاں ابرِ بہارانِ عرب

سیرت کے ساتھ ساتھ حسن صورت میں لاثانی تھے۔ اُن جیسا حسین نہ اُن سے پہلے کوئی ہوا اور نہ اُن کے بعد۔ حضرت رسالت مآب ﷺ کی اس صفت کو نعت کے تقریباً سبھی شعرا نے اپنے اشعار میں جگہ دی ہے۔ صدیوں کی تکرار کے باعث یہ مضامین فرسودہ ہوگئے تھے۔ اس لیے بعض مادّیت پرست ایسے اشعار کو سن کر ناک بھوں چڑھانے لگے تھے۔ امام احمد رضا نے حضرت ختمی مرتبت کے حسن صورت کے بیان میں بہت سے اشعار کہے مگر کسی کو مضامین کی فرسودگی کا شکوہ نہ ہوا۔ اس لیے کہ اس باب میں نئے نئے نکات بیان کر کے مضمون آفرینی کا حق ادا کر دیا۔ ایسے کچھ اشعار ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

طرفہ عالم ہے وہ قرآن اِدھر دیکھیں اُدھر　　مصحف پاک ہو حیران بہارِ عارض
کیا ٹھیک ہو رُخِ نبوی پر مثالِ گل　　پامالِ جلوۂ کف پا ہے جمالِ گل
دب کے زیرِپا نہ گنجائش سمانے کی رہی　　بن گیا جلوہ کف پا کا اُبھر کر ایڑیاں

وہ کمالِ حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دُور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

دیکھو قرآں میں شبِ قدر ہے تا مطلعِ فجر
یعنی نزدیک ہیں عارض کے وہ پیارے گیسو

عرش جس خوبیِ رفتار کا پامال ہوا
دو قدم چل کے رکھا سرو خراماں ہم کو

بزم ثنائے زلف میں میری عروسِ فکر کو
ساری بہشت ہشت خلد چھوٹا سا عطردان ہے

پیش نظر وہ نوبہار، سجدے کو دل ہے بے قرار
روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے

شانِ خدا نہ ساتھ دے اُن کے خرام کا وہ ناز
سدرہ سے ناز میں جسے نرم سی اک اُڑان ہے

☆

وہ گل ہیں لب ہائے نازک اُن کے، ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل، یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے

☆

نقاب اُلٹے وہ مہر انور، جلال رخسار گرمیوں پر
فلک کو ہیبت سے تپ چڑھی تھی ٹپکتے انجم کے آبلے تھے
وہ ظلِ رحمت، وہ رُخ کے جلوے کہ تارے چھپتے نہ کھلنے پاتے
سنہری، زربفت اودی اطلس یہ تھان سب دھوپ چھاؤں کے تھے

شب لحید و شارب ہے رُخ روشن دن
گیسو وہ شبِ قدر برات مومن

مژگاں کی صفیں چار ہیں دو ابرو ہیں
والفجر کے پہلو میں لیالِ عشر

تخیل کی بلند پروازی بھی کسی کلام کو بہترین شعر بنا سکتی ہے۔ اس لیے شاعری کے لیے یہ قوت ازبس ضروری ہے ورنہ شاعری تک بندی بن کر رہ جاتی ہے۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ مضمون آفرینی قوتِ متخیلہ کا ہی جز ہے، مگر نعت میں اس کے استعمال میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ غزل کی طرح نعت میں ہر جگہ اور ہر موقع پر اس کا استعمال نہیں ہوسکتا۔ امام احمد رضا کو قصیدۂ معراجیہ میں اس کے اظہار کا موقع مل گیا اس لیے اس قصیدے میں نو بہ نو مضامین کے انبار نظر آتے ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

نئی دلہن کی پھبن میں کعبہ، نکھر کے سنورا، سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

یہ جھوما میزاب زر کا جھومر کہ آرہا کان پر ڈھلک کر
پھوہار برسی تو موتی جھڑ کر، حطیم کی گود میں بھرے تھے
دلہن کی خوشبو سے مست کپڑے، نسیم گستاخ آنچلوں سے
غبار مشکیں جو اُڑ رہا تھا، غزال نافے بسا رہے تھے
یہ جوششِ نور کا اثر تھا، کہ آپ گوہر کمر کمر تھا
صفائے رہ سے پھسل پھسل کر، ستارے قدموں میں لوٹتے تھے
بڑھا یہ لہرا کے بحرِ مسرت کہ ڈھل گیا نام ریگ کثرت
فلک کے ٹیلوں کی کیا حقیقت، یہ عرش و کرسی دو بلبلے تھے
چلا وہ سرو چماں خراماں، نہ رُک سکا سدرہ سے بھی داماں
پلک جھپکتی رہی وہ کب کے سب این وآں سے گزر چکے تھے
جھلک سی اک قدسیوں پہ آئی، ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولھا کی دُور پہنچی، برات میں ہوش ہی گئے تھے
تھکے تھے روح الامیں کے بازو، چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو
رکاب چھوٹی، اُمید ٹوٹی، نگاہ حسرت کے ولولے تھے
روش کی گرمی کو جس نے سوچا، دماغ سے اک بھبھو کا پھوٹا
خرد کے جنگل میں پھول چمکا، دہر دہر پیڑ جل رہے تھے
جلو میں جو مرغ عقل اڑے تھے عجب برے حالوں گرتے پڑتے
وہ سدرہ پر ہی رہے تھے تھک کر، چڑھا تھا دم، تیور آگئے تھے
قوی تھے مرغان وہم کے پر، اڑے تو اُڑنے کو اور دم بھر
اُٹھائی سینے کی ایسی ٹھوکر، کہ خون اندیشہ تھوکتے تھے
وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا، کہ غنچہ و گل کا فرق اُٹھایا
گرہ میں کلیوں کے باغ پھولے، گلوں کے تکمے لگے ہوئے تھے

آنسوؤں کی تاثیر مسلم ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ ہمارے مہربان آقا عاصیوں کے لیے بہت رویا کرتے تھے۔ اس مضمون کو امام احمد رضا نے جس انداز سے بیان کیا ہے اُس سے اُن کی طباعی کے اعتراف کے بغیر چارہ نہیں رہتا۔صرف دو شعر ملاحظہ ہوں۔

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا　　رو رو کے مصطفےٰ نے دریا بہا دیے ہیں
اوس مہر حشر پر پڑ جائے پیاسو تو سہی　　اُس گلِ خنداں کا رونا گریۂ شبنم نہیں

الگ الگ موضوعات پر اشعار کے مجموعے ملاحظہ فرمانے کے بعد اب ایک ایک شعر میں شاعر کی کاری گری ملاحظہ فرمایئے اور دیکھیے کہ امام احمد رضا جہاں تک مضمون آفرینی کا سوال ہے نعتیہ شاعری میں بھی کسی غزل گو سے پیچھے نہیں تھے۔ ہمارے آقا سرکار دوعالم ﷺ گناہ گاروں کے پردہ پوش ہیں اس کو یوں نظم کیا ہے:

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں پراس کے خلاف　　تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

مدینہ منورہ اور روضۂ اطہر یہاں سے دُور تو ہیں ہی راہ میں ایسی بہت سی رکاوٹیں بھی حائل ہیں جن کے ہوتے نگاہوں کا وہاں پہنچنا ممکن نہیں۔ نیا تخیل اور نیا مضمون ملاحظہ فرمائیں:

مدد اے جوششِ گریہ بہا دے کوہ اور صحرا
نظر آجائے جلوۂ بے حجاب اُس پاک تربت کا

گیسوئے آقائے دوجہاں کے ذکر کو عین ذکرِ حق مانتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں:

یار گیسو ذکرِ حق ہے آہ کر　　دل میں پیدا لام ہو ہی جائے گا

زلف کو ''لام'' سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ گیسوئے سرکار ﷺ کی یاد میں آہ کرنے سے یہ ''لام''، ''آہ'' کے ''الف'' اور ''ہا'' کے مابین داخل ہو جائے گا تو لفظ ''آہ''، ''اللہ'' سے بدل جائے گا اور اللہ ربّ العزت کا ذکر بلاشبہ ذکرِ حق ہے۔ نازک خیال اور مضمون آفرینی کی انتہا ہے۔

''مرنا'' زندگی ختم ہونے کو بھی کہتے ہیں اور عاشقوں کی زبان میں دبی محبت کو بھی عشق میں مرنے کے مضمون کو کس اچھوتے انوکھے اور نئے انداز میں پیش فرمایا ہے۔ پڑھیے اور داد دیجیے:

مرنے والوں کو یہاں ملتی ہے عمر جاوید
زندہ چھوڑے گی کسی کو نہ مسیحائیِ دوست

ایک اور نیا مضمون:

گوش شہ کہتے ہیں فریاد رسی کو ہم ہیں　　وعدۂ چشم ہے بخشائیں گے گویا ہو کر

ایک ہی شعر میں اللہ ربّ العزت سے سب کچھ مانگ لینا مضمون آفرینی کے کمال کے سبب ہی ممکن ہوا۔ شعر ملاحظہ فرمائیں:

صدقہ ان اعیاں کا دے چھے عین عز علم و عمل عفو و عرفاں، عافیت احمد رضا کے واسطے

اب بغیر کسی تبصرے کے کچھ اور اشعار ملاحظہ فرمایئے، جن میں مضمون آفرینی کا جوہر پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر نظر آتا ہے:

اگرچہ چھالے ستاروں سے پڑ گئے لاکھوں
مگر تمھاری طلب میں تھکے نہ پائے فلک
تمھاری یاد میں گزری تھی جاگتے شب بھر
چلی نسیم ہوئے بند دیدہ ہائے فلک
عبرت فزا ہے شرم گنہ سے مرا سکوت
گویا لب خموش لحد کا جواب ہوں
شاہا! تجھے ستر مرے اشکوں سے تا نہ میں
آبِ عبث چکیدۂ چشم کباب ہوں
میں نے کہاں کہ جلوۂ اصل میں کس طرح گمیں
صبح نے نورِ مہر میں مٹ کر دکھا دیا کہ یوں
دل کو دے نور و داغِ عشق، پھر میں فدا دو نیم کر
دل کو ہے فکر کس طرح مردے جلاتے تھے حضور
اے میں فدا لگا کے ایک ٹھوکر اسے بتا کہ یوں
غفلت شیخ و شاب پر ہنستے ہیں طفل شیر خوار
کرنے کو گدگدی عبث آنے لگی بہائی کیوں

☆

رکھیے جیسے ہیں خانہ زاد ہیں ہم
مول کے عیب دار پھرتے ہیں
تجھ سا سیاہ کار کون، اُن سا شفیع ہے کہاں
پھر وہ تجھی کو بھول جائیں، دل یہ ترا گمان ہے

بار جلال اُٹھا لیا، گرچہ کلیجہ شق ہوا
یوں تو یہ ماہ سبز رنگ نظروں میں دھان پان ہے
جلی جلی بو، سے اُس کی پیدا، ہے سوزش عشق چشم والا
کباب آہو میں بھی نہ پایا، مزہ جو دل کے کباب میں ہے
اے عشق ترے صدقے، جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے
منگتا کا ہاتھ اُٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دُوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

ان مثالوں سے نعتیہ شاعری میں امام احمد رضا کی مضمون آفرینی کا کافی ثبوت بہم ہوجاتا ہے۔ واضح ہو کہ طوالتِ مضمون کے خوف سے یہ مثالیں صرف حدائق بخشش کے حصہ اوّل سے اخذ کی گئی ہیں اور کوشش کی گئی ہے کہ کسی شعر کی تکرار نہ ہو ورنہ بعض اشعار ان میں ایسے بھی ہیں جو ایک سے زیادہ عنوانات کے تحت آ سکتے تھے (اگر کہیں کوئی شعر مکرر آگیا ہو تو وہ بہ سبب سہو ہوگا، جس کے لیے معذرت خواہوں) اگر اشعار کی تکرار کی جاتی تو مضمون ضرور طویل ہوجاتا۔

یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ مضمون آفرینی کی یہ فراوانی اُس شخص کے کلام میں ہے جس کا نہ پیشہ شاعری تھا اور نہ جس کو علمی کاموں کے ہجوم کے باعث شعرگوئی کے واسطے اتنا وقت ملتا تھا جتنا کہ چاہیے تھا جب کہ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ شاعری بے کاری کا مشغلہ ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر سیّد طلحہ رضوی برقؔ داناپوری۔ بھارت

''کہف الوریٰ'' میری نظر میں

''کہف الوریٰ'' حضرت قمر وارثی کی ایک حمد اور باسٹھ نعتوں کا نہایت خوب صورت اور دیدہ زیب مجموعہ ہے۔ اس سے قبل آپ کا پہلا مجموعہ نعت بعنوان ''شمس الضحیٰ'' ۱۴۰۷ھ میں منظرِ عام پر آچکا ہے۔ افسوس کہ مجھے اس کی زیارت کا شرف حاصل نہیں۔ مجلّہ ''لیلۃ النعت'' میں جناب شہزاد احمد صاحب کے مضمون ''کراچی کے نعت گو شعرا'' میں قمر وارثی کا مختصر تعارف اور پروفیسر منظر ایوبی کا مضمون ''قمر وارثی کی نعت گوئی'' نظر سے گزرا۔

شمس الضحیٰ کے مقتبس نعتیہ اشعار سے محظوظ و مکیف ہوا اور جناب قمر کی نسبت و فیضان وارث پاکؒ کا معترف بھی:

جس قدر جنبش قلم دیکھوں مدحت مصطفیٰ ﷺ رقم دیکھوں

یہ دراصل لرزش تار رگ جاں ہے۔ بربط حیات کی ہر صدا اسی زخمہ عشق نبیؐ پر موقوف ہے۔ جناب قمر نے اپنی نعتوں میں فکر وفن کے جوہر دکھانے کی پوری کوشش کی ہے مگر ان کی نعتوں کا رواں دواں سادہ و سلیس اور سہل ممتنع کا انداز بڑا دل نشیں ہے۔

وابستہ رکھ حضور سے دامن حیات کا اے دل یہی ہے ایک ذریعہ نجات کا

یہ مطلع، مطلع انوار ہے، غور کیجیے تو فکر و خیال کی آنکھیں چکا چوندھ ہونے لگیں۔

بہرطور میرے پیش نظر تازہ مجموعہ نعت ''کہف الوریٰ'' ہے۔ آغازِ کتاب میں جناب سیّد ابوالخیر کشفی، عاصی کرنالی اور صبیح رحمانی کے مضامین عقیدت ہیں اور جلد کتاب کے دوسرے، تیسرے اور چوتھے صفحہ پر جناب حفیظ تائب، حنیف اسعدی اور اختر لکھنوی کے تاثرات ہیں۔ میں چاہوں گا کہ ذیل میں ان سب کا جائزہ لیتا چلوں۔

جناب حفیظ تائب لکھتے ہیں:

> ناعت کے پیشِ نظر منفرد و صاحب اسلوب ہونے کی منزلیں رہی ہیں... پھر طویل ردیفوں کو نبھانے میں انھوں نے حیرت انگیز کامیابی حاصل کی ہے۔

جناب حنیف اسعدی فرماتے ہیں:

> وہ مشکل بات کو کہہ لینے کا فن جانتے ہیں بلکہ وہ اپنی ساری آگہی اور توانائی کو قافیے کے برتنے اور ردیف کے نبھانے میں صرف کر دینے کے ہنر سے بھی واقف ہیں۔ ان کے یہاں جذبے کی سرشاری سے کہیں زیادہ لفظی نادرہ کاری کے کمالات ملتے ہیں۔

جناب اختر لکھنوی آخری صفحہ پر یوں رقم طراز ہیں:

> قمر وارثی کی نعت نگاری جذبات، لہجے، اسلوب مشکل ردیفوں اور مترنم بحروں کے سبب اپنی ایک نمایاں شناخت رکھتی ہے۔ ایک پر ہجوم (؟) میلے میں اپنی پہچان رکھنا آسان نہیں... بہت سے پہلو ہیں جو بیان ہونے کے متقاضی (کذا) ہیں۔

''دل کی شاعری'' کے عنوان سے سیّد ابوالخیر کشفی صاحب کا مضمون بڑا فاضلانہ ہے۔ وحی سے متعلق موصوف کا اپنا نقطۂ نظر ہے، کوئی ضروری نہیں کہ ان سے سب کو اتفاق ہی ہو۔ صفحہ نمبر۵ پر تیسرے پیراگراف کا آخری جملہ ایک حرف ''نہ'' کی زیادتی سے معنوی طور پر منفی ہوگیا ہے:

> شہرِ رسول... کیا سننے والے پر یہ لازم نہ ہوگا کہ اس کی حاضری کی قبولیت کی دعا نہ کرے۔

جناب عاصی کرنالی نے ''کہف الوریٰ'' کے مطالعے میں دقت نظر سے کام لیا ہے۔ ن کا مضمون پرلطف بھی ہے اور غور طلب بھی۔ چند اقتباسات قابلِ غور ملاحظہ ہوں:

> قمر وارثی اس فنی اور معنوی تلازمے کو روا رکھنے اور برتنے کے سبب گویا نعت گوئی کی اس تمام روش و روایت کو مسترد کر دیتے ہیں جس میں سلیقے کی کمی، شعور کا فقدان، مبالغے اور غلو کے عناصر، دیوانگی

و بے خبری اور افراط و تفریط کے معائب پائے جاتے ہیں۔

ان کی نعت، نعت کی اقسام اور موضوعاتی تقسیم کے کسی دائرے میں نہیں آتی جو نعت کے نقادوں نے ذوقی اعتبار سے قائم کر رکھے ہیں... قمر وارثی کی ہر نعت میں قریب قریب ہر ضروری مضمون اور ہر لازمی کیفیت موجود ہے۔

الغرض قمر وارثی کی نعت جہاں قدیم ادوار کی خصوصیات کی حامل ہیں وہیں ہمارے عہد کے مسائل و احوال کی آئینہ دار بھی ہے... نعت کے اس (ان) تمام تخلیقی عمل میں حسن کاری موجود ہے۔ زبان و بیان اور اظہار کا تمام ترجمان ان کے یہاں بہ ہر جا دامن کش دل و نگاہ ہے۔

حضرت عاصی کرنالی ایک معتبر نقاد ہیں۔ انھیں اپنے ان (بظاہر متضاد) دعوؤں کی دلیل بھی پیش کرنی چاہیے تھی۔ انھیں اس کا احساس تھا، شاید اسی لیے آخر میں یہ لکھ کر مضمون ختم کرتے ہیں کہ:

میں چاہتا تھا کہ اشعار کا ایک انتخاب درج کروں لیکن مجموعے میں اچھے اشعار کثرت سے ہیں بلکہ سارے ہی اشعار اچھے ہیں اس لیے اس سعیٔ لاحاصل سے رُکا رہا...

صبیح رحمانی صاحب نے اظہارِ عقیدت میں اختصار کو راہ دی اور خوب کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

روح میں سلگنے والی ایسی آگ کو قمر وارثی نے کہف الوریٰ کی نعتوں میں ہمارے سامنے پیش کیا ہے جو جذبوں کی تہذیب، شعور کی توسیع اور روحانی عناصر (؟) کے ساتھ زندگی کے مختلف مراحل طے کرتی نظر آتی ہیں (ہے)۔

''کہف الوریٰ'' کے نعتیہ اشعار سے متعلق اب میں اپنا تنقیدی تأثر اپنی کم علمی کا اعتراف کرتے ہوئے نہایت ادب کے ساتھ پیش کرنا چاہوں گا۔

جناب قمر وارثی نے عقیدت و احترام کے ساتھ اپنی نعتوں میں جن قلبی کیفیات و محسوسات کا اظہار کیا ہے وہ ان کے عشقِ رسول کی دین ہے اور ''این سعادت بزور بازو

نیست'' انھوں نے بہت کم وقت میں نعت کا اچھا سرمایہ جمع کرلیا۔ پہلے مجموعۂ نعت کے بعد محض چند برسوں میں ہی دوسرا مجموعہ پیش کر دینا ان کی توجہ، لگن اور جذبِ دروں کا غماز ہے۔

میں شعری مجموعوں کا مطالعہ ترتیب سے کرتا ہوں اور صفحات کی ورق گردانی کرتے ہوئے دھوپ چھاؤں دونوں پر نگاہ رکھتا ہوں تاکہ اظہارِ خیال میں کماحقہ تعریف اور حوصلہ افزائی بھی کرسکوں۔ نیز نقد و نظر کا بھی کچھ حق ادا ہوسکے ورنہ صرف ستائشی جملے شاعر کا بھی نقصان کرتے ہیں اور شاعری کا بھی۔ حضرت وارث پاک کی ایک زندہ و پائندہ کرامت یہ ہے کہ ان کے سلسلے میں شعری ذوق عام ہے اور شعرا بالخصوص نعت کے میدان میں جذبۂ عشق نبی ﷺ کے طفیل کامیاب اور نمایاں رہتے ہیں۔ خواہ بیدم وارثی ہوں یا بے نظیر شاہ وارثی، عزیز وارثی ہو یا قمر وارثی۔ ایک دوسرا نمایاں وصف وارثی شعرا کی نعتوں اور غزلوں میں ان کی کوثر و تسنیم سے دھلی، رواں دواں، پاکیزہ زبان، برجستگی و شگفتگی اور سہل ممتنع ہے۔ یہ ایک ایسی قدر مشترک ہے جس سے کوئی وارثی نعت گو محروم نہیں۔

یہ شعر کسے یاد نہیں:

آئی نسیم کوئے محمد ﷺ کھنچنے لگا دل سوئے محمد ﷺ
بھینی بھینی خوشبو مہکی بیدمؔ دل کی دنیا لہکی کھل گئے جب گیسوئے محمد ﷺ

بے نظیر شاہ وارثی لکھتے ہیں:

ازل میں ہر انجام لکھا گیا شبِ غم کی لیکن سحر رہ گئی
جفا پر وہ نازاں پشیمان ہم اک انسان وہ ہیں اک انسان ہم

سیّد بدرالدین اوگھٹ شاہ وارثی فرماتے ہیں:

ذرا سنتا نہیں کہنا کسی کا دلِ ناداں کو ہے سودا کسی کا
یارب نہ لگے روضۂ رضواں میں مرا دل گھبرا کے شب و روز کہوں ہائے مدینہ

جناب قمر وارثی کے پہلے مجموعے کے منتخب اشعار مجھے روانی و برجستگی کے زیادہ حامل نظر آتے ہیں۔ ''کہف الوریٰ'' میں قمر نے جذبہ و کیفیت کی پیشکش کے ساتھ فن شعر کی بھی فکر کی ہے اور وہ یوں کہ نئی نئی زمینوں کی اختراع قوافی و ردیف کی ندرت پر زیادہ دھیان دیا جس کے سبب کہیں کہیں ان سے چوک بھی ہوگئی ہے۔ میں آخر میں ان کی طرف اشارہ کروں گا۔

نعت کے لیے ایسی مشکل زمین نکالنی اور اُس میں شعر کہنا بڑے دل گردے کا کام ہے، مثلاً "ہم سفر، میں اور چراغ ہنر میں اور چراغ"، "حد مل کے آپس میں، مقید مل کے آپس میں"، "دلنشیں اثاثہ، یقیں اثاثہ"، "ارتباط زندگی، انبساط زندگی"، "سرکار یقیناً، دشوار یقیناً"، "سفر آراستہ، سحر آراستہ"، "روشنی کا اعتبار، آگہی کا اعتبار"، "نگاہ تلاش، ماہ تلاش" وغیرہ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

اہلِ عرفاں، اہلِ دل، اہلِ نظر میں اور چراغ
آفتابِ گنبدِ خضرا کے سیارے ہیں لب

عشق سرکار سے رشتہ ہو تو ایسا رشتہ
دل گوارا نہ کرے جاں سے بھی اپنا رشتہ

قمر بابِ نبی، مینار و گنبد مل کے آپس میں
سفر بینائی کا جلووں سے اپنے روک دیتے ہیں

سب میرے ہم سفر ہیں مدینے کی راہ میں
خوشبو، دھنک، چراغ، صبا، رنگ، کہکشاں

اس جبیں کو دیکھتے ہی رہ گئے شرما کے پھول
خاکِ طیبہ جس کو چھونے کا شرف حاصل ہوا

کیوں نہ ہو ذکر و فکر شہ دوسرا چاندنی چاندنی کہکشاں کہکشاں
ہر عمل، ہر قدم، ہر سخن آپ کا چاندنی چاندنی کہکشاں کہکشاں

ظاہر ہے اتنی دشوار زمینوں میں لزوم مالایلزم کے پیشِ نظر آمد کی تجلیاں آوردہ جلووں میں گم ہوں گی ہی۔ اس باوصف شاعر کا قلم لکھتا ہے:

نہ دل سے دُور اُجالا نہ دل سے دُور مہک
طلب ہے نور تو یاد آپ کی حضور مہک

قمر وارثی کا شعری سفر جاری ہے تو وہ ابھی بہت سی منزلیں طے کریں گے۔ ہر شاعر اپنی فکر و نظر کا ایک حلقہ رکھتا ہے اور اپنے فنی و شعری عمل کا دائرہ۔ ان کی پہنائی وسعتِ مطالعہ و ندرتِ مشاہدہ کا تابع ہے۔ ہر صاحب فکر فن اپنے مخصوص علائم شاعری سے پہچانا جاتا ہے۔ اس کی لفظیات اور لب و لہجہ اس کی شناخت بن جاتے ہیں۔

میں نے قمر وارثی کی ایک شناخت یہ محسوس کی ہے کہ وہ اشعار میں فارسی ترکیبیں اور حرف پیشیں "بہ" کا استعمال خوب کرتے ہیں۔ ذہنی عمل کے اس ارتکاز سے ایک مخصوص پہچان سامنے آتی ہے جو کہیں ان کا حسن زبان ہے اور کہیں عجز بیان، مثلاً:

بہ ہر منزل ص۔۳۶، بہ حرف اذن حضوری ص۔۳۰، بہ حرف نعت ص۔۴۴، بہ شوق جنوں ص۴۶، بفیض اتباع ص۴۹، بحکم رب ص۵۲، بہ عشق شافع محشر ص۵۳، بفیض یاد نبی ص۵۵، بیادِ نبی ص۵۷، بنامِ

''کہف الوریٰ'' نـ

مصطفیٰ ص۶۱، بہ ایقان اثر ص۶۳، بہ یاد مصطفیٰ ص۶۴، بفیض عشق نبی ص۶۷، ص۶۹، ص۷۱، بہ لب خموشاں ص۷۸، بفیض اتباع مصطفیٰ ص۸۰، بہ انداز حقیقت ص۸۱، بہ ہر جانب بہ ہر صورت ص۸۲، بمعہ لب خوشبو ص۸۳، بیاد نبی ص۹۰، بہ ہر لحہ ص۱۱۰، بہ یاد نبی ص۱۱۲، بہ حسن ارتباط زندگی ص۱۱۳، بفیض عشق نبی ص۱۱۵، بہ اعجاز اتباع رسول ص۱۱۶، بہ ہرگام ص۱۱۷، بہ یادشاہ والا ص۱۲۳، بہ ہر پہلو ص۱۲۴ وغیرہ۔

قمر وارثی کی نعتوں میں جذب و کیف و مستی تو ہے ہی، وفور شوق کے اظہار میں کہیں کہیں دامن فن پر گرفت ڈھیل پڑ گئی ہے مثلاً:

''شاخ حیرت پر کھلا ہے میرے قامت کا گلاب'' (ص۴۰) یہاں میرے کی جگہ میری لکھنا تھا۔

''دم بخود ہیں ماہ و انجم محوِ حیراں آفتاب'' (ص۹۸) مصرع محل نظر ہے۔ اسے یوں ہونا تھا:

دم بخود ہے ماہ، انجم محو، حیراں آفتاب

یہ عالم ہے قمر سنگ در آقا سے نسبت کا
کہ سجدے عظمت محراب و منبر ہوتے جاتے ہیں
(۱۰۲)

یعنی چہ؟

اہلِ دل پر نبی نے در اپنا منزل بے سراغ رکھا ہے (ص۱۰۸)
شوق قافیہ پیائی میں معنی فی بطن شاعر ہو کے رہ گیا ہے۔

نمایاں اس جبیں پر کس بلا کا نور ہوتا ہے (ص۱۰۹)

اس مصرع میں پہلوئے ذم ہے۔ یوں بھی حیرت و استعجاب، از دیار اور دل فریبی کے معنوں میں کس بلا کا نو غزلیہ شاعری میں تو کھپ جائے گا مگر نعت میں نہیں۔

ہشدار کہ رہ بر دم تیغ است قدم را

سن کے دستک نقش پائے سیّد کونین کی فرش کیا ہے عرش کی قسمت کے دروازے کھلے
(ص۱۲۷)

دستک ہاتھ سے دی جانے والی آواز ہے، خواہ تالی بجانے کو کہیے خواہ کواڑ تھپتھپانے کو۔ دستک پاؤں سے نسبت نہیں رکھتی، وہ بھی نقش پا سے۔

عرفی مشتاب ایں رہ نعت است نہ صحرا است

بس ان چند مصرعوں پر میری نگاہ خردہ بیں ٹھہری، خدا کرے قصور میری کم نظری کا ہو۔

مختصر یہ کہ حضرت قمر وارثی نے اپنی نعتوں کو جس ندرت معنوی و تازگی خیال سے سجانے کی کوشش کی ہے وہ ان کے جذب دروں اور عشقِ رسول ﷺ کی سرشاری کی دین ہے۔ درج ذیل اشعار ان کی بقا کے ضامن ہیں:

اٹھی جو خاک مدینہ کو چوم کر اک بار
پھر اس جبیں پہ دکھایا ہنر اجالوں نے
سر بلندی کی عطا ایسی در سرکار نے
مجھ سے خائف اب ہے کیا کیا انحطاطِ زندگی
نکہتیں ڈھلتی رہیں تحریر میں تاثیر کی
حرف کو جتنا فزوں رنگ ثنا دیتے رہے

قمر نے بڑی ہنر مندی سے نعتوں میں لفظوں کے نگینے جڑے ہیں اور کیوں نہ ہو۔

شاعری بھی کام ہے آتش مرصع ساز کا

معروف ادیب و شاعر سیّد افتخار حیدر کی دو نئی کتابیں

سیّد المرسلین بہ زبانِ قرآن

اور

انبیائے شریعت بہ زبانِ قرآن

شائع ہوگئی ہیں

ناشر: مکتبہ تعمیرِ انسانیت۔ اردو بازار، لاہور

شاہ محمد قائم رضوی قتیل داناپوری (بھارت)

کسی سے دامنِ خیرالبشر چھوٹا تو سب چھوٹا
قسم ذاتِ خدا کی یہ اگر چھوٹا تو سب چھوٹا

جو کعبہ دل میں، آنکھوں میں مدینہ چاہیے ورنہ
اِدھر چھوٹا تو سب چھوٹا اُدھر چھوٹا تو سب چھوٹا

درِ فردوس ہو، بابِ حرم ہو یا درِ کعبہ
اگر اُس سرورِ عالم کا در چھوٹا تو سب چھوٹا

سرِ محشر خوشا قسمت جو سایہ ان کے دامن کا
اگر پایا تو سب پایا اگر چھوٹا تو سب چھوٹا

ثنا لکھ مدح لکھ سلکِ دُرِ دندان حضرت کی
کہ اے شاعر جو تجھ سے یہ گہر چھوٹا تو سب چھوٹا

عاصی کرنالی (ملتان)

هم نبی ﷺ کا آستاں دیکھا کیے
محورِ کون و مکاں دیکھا کیے

اُن کا در ہے قبلہ گاہِ اِنس و جاں
قبلہ گاہِ اِنس و جاں دیکھا کیے

ایک ہی منزل کے رُخ گرمِ سفر
کارواں در کارواں دیکھا کیے

یہ غبارِ نارسایاں تو نہیں
جنبشِ ریگِ رواں دیکھا کیے

کعبے کی ''پہلے'' زیارت ہم نے کی
ایک حیرت زا سماں دیکھا کیے

قدسیاں دیکھا کیے سب کا طواف
ہم طوافِ قدسیاں دیکھا کیے

ہم مدینے کے مسافر رشک سے
میزبانوں کے مکاں دیکھا کیے

دیکھ کر باغاتِ طیبہ کے شجر
طائروں کے آشیاں دیکھا کیے

اُس فضائے زندگی پرور میں ہم
ارتقائے جسم و جاں دیکھا کیے

وحدتِ ملّی کا منظر دیکھ کر
اپنے ہونے کا نشاں دیکھا کیے

ہم نے بڑھ کر جالیوں کو چھو لیا
بے بسی سے پاسباں دیکھا کیے

کیا سمجھتے فلسفی معراج کو
وہ کہاں تھے، یہ کہاں دیکھا کیے

ہم وہاں موہوم تھے، معدوم تھے
بس وہی وہ تھے، جہاں دیکھا کیے

اُن کے قدموں میں پڑی دیکھی زمیں
در پہ جھکتا آسماں دیکھا کیے

واپسی میں سبز گنبد کا جمال
آنسوؤں کے درمیاں دیکھا کیے

جب تلک ممکن رہا، مڑ مڑ کے ہم
حاصلِ عمرِ رواں دیکھا کیے

سرشار صدیقی (کراچی)

یہ کس کے قدموں پہ سرشار سر جھکایا ہے
کہ میرے قد سے بڑا آج میرا سایہ ہے

اس اسمِ پاک کو جب حرزِ جاں بنایا ہے
تو ہجر میں بھی حضوری کا لطف آیا ہے

ارادہ، گویا اشارہ تھا باریابی کا
میں یوں چلا ہوں کہ جیسے مجھے بلایا ہے

میں اس نگاہ کی اُمید لے کے آیا ہوں
کہ جس نے خاک کو بھی کیمیا بنایا ہے

غلام ثانی اثنینؓ ہوں مجھے کیا غم
کہ ان کے سائے کے سائے میں میرا سایہ ہے

درود پڑھتے ہیں اکسیر بن گئی مری خاک
یہ نسخہ میں درِ مصطفیٰ ﷺ سے پایا ہے

خلوص مدحت سرکار دوسرا کے طفیل
سخن نے مرتبۂ اعتبار پایا ہے

مرے سلام کی اوقات کیا مگر سرشار
دل ایسا دھڑکا کہ جیسے جواب آیا ہے

علی محسن صدیقی (کراچی)

نشانِ عظمت و تقدیس بام و در ٹھہرے
ترے حوالے سے پتھر بھی معتبر ٹھہرے

ہزار دانش و فرہنگ کے لیے پندار
ترے حضور جو پہنچے، تو بے خبر ٹھہرے

خرد سے خیرہ نگہہ، اہل دانش و بینش
ترے ہی نورِ بصیرت سے دیدہ ور ٹھہرے

تری نگاہ کا فیضان ہی تو ہے، جس سے
عمرؓ کے ایک اشارے پہ بحر و بر ٹھہرے

یہ معجزہ ہے تری تربیت کا جس کے طفیل
جو بے ہنر تھے کبھی، صاحبِ ہنر ٹھہرے

بھٹک رہے تھے جو صدیوں سے راہ گم کردہ
ترے ہی فیض سے دنیا کے راہ بر ٹھہرے

نفس میں تیری، عرار و گلاب کی خوش بو
ترے ہی لفظ، گہر سے بھی خوب تر ٹھہرے

خدا کے خلق کے پیکر، محمد ﷺ و احمد ﷺ
خدا کے بعد، تمھیں سب سے معتبر ٹھہرے

سیّد افتخار حیدر (ٹورانٹو، کینیڈا)

آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کا میں شیدا ہوتا
آپ ﷺ کے نقشِ قدم پر مرا سجدہ ہوتا
میرے جذبات پہ چھا جاتے فقط آپ ﷺ ہی آپ ﷺ
میں فقط آپ کا ہو جاتا تو ہونا ہوتا
آپ ﷺ کے دستِ کرم کی ہی نوازش رہتی
آپ ﷺ کا فیض ہی مقصودِ تمنا ہوتا
آپ ﷺ کی ذاتِ حقیقی کا جو ملتا جلوہ
تو یہی جلوہ مجھے جلوۂ سینا ہوتا
اپنی پلکوں سے چنا کرتا میں ذرّہ ذرّہ
دسترس میں جو مرے نور کا صحرا ہوتا
لاکھ چاہوں کہ تصور میں بنا لوں تصویر
نقش ملتا نہیں جو آپ کے زیبا ہوتا
دنیا قرآن سمجھتی تو سمجھ آتے آپ ﷺ
پھر ہر اِک سمت اُجالا ہی اُجالا ہوتا
دیکھ لیتا دم آخر جو رُخ انور کو
جانِ عالم مرا مر جانا بھی جینا ہوتا

کون ہوتا مری سرکار ﷺ کا ہم سر حیدؔر
اور ہوتا بھی اگر کوئی تو سایہ ہوتا

عبدالرحمٰن عبد (نیویارک، امریکا)

متاعِ زندگی ہے نعت اُن ﷺ کی
کہ عینِ بندگی ہے نعت اُن ﷺ کی

درِ ادراک وا ہوتا ہے اس سے
دلوں کی روشنی ہے نعت اُن ﷺ کی

مرے کہنے پہ کیسے خوش نہ ہوگا
خدا نے خود کہی ہے نعت اُن ﷺ کی

یہی معراج ہے شعر و سخن کی
وقارِ شاعری ہے نعت اُن ﷺ کی

بہت مشکل تھی مولا تک رسائی
وسیلہ بن گئی ہے نعت اُن ﷺ کی

کہا یونہی نہیں "صلو علیہ"
رضائے ایزدی ہے نعت اُن ﷺ کی

اگر ایمان کی پوچھو تو کہہ دوں
کلام اللہ، سبھی ہے نعت اُن ﷺ کی

ملے ہیں عبؔد کو اعزاز کیا کیا
مری پہچاں بنی ہے نعت اُن ﷺ کی

ظہیر غازی پوری (بھارت)

زمانے بھر میں یکتا کوئی ہستی ہو نہیں سکتی
کہ وہ اللہ کے محبوب جیسی ہو نہیں سکتی

یہ سچ ہے رحمت للعالمینﷺ نے اپنی امت پر
کیے احسان اتنے جن کی گنتی ہو نہیں سکتی

فدایانِ نبیﷺ کے ہاتھ سے جو دُور رہ جائے
خدائے لم یزل کی ایسی رستی ہو نہیں سکتی

حکومت بیٹھ کر جو کی کھجوروں کی چٹائی پر
زمانے میں کہیں بھی ایسی شاہی ہو نہیں سکتی

زمیں سے عرش تک ہیں جن کے قدموں کے نشاں روشن
حقیقت ان کی دُنیا میں کہانی ہو نہیں سکتی

رسول پاکﷺ کی دُنیا میں جس نے پیروی کی ہے
سرِ محشر زیادہ اس پہ سختی ہو نہیں سکتی

ظہیرؔ اک بار آ جائیں وہ صحنِ خواب میں میرے
کہ اس سے بڑھ کے کچھ میری کمائی ہو نہیں سکتی

احمد صغیر صدیقی (کراچی)

حمدیہ قطعات

ہے اُسی کا وجود سب کا وجود
وہی شاہد ہے اور وہی مشہود
اس کو سوچوں تو کس طرح سوچوں
عقل محدود اور وہ لامحدود

☆

بے نہایت ہے آذری میری
میرا آذر ہے جو وہ کیا ہوگا
مجھ سے برتر یہاں کوئی بھی نہیں
مجھ سے برتر ہے جو وہ کیا ہوگا

نعتیہ

کوئی رستہ مرا اندھیرا نہیں
چل رہا ہوں میں جاں اُجالے ہوئے
مجھ کو کافی ہیں رہنمائی کو
ہاتھ اُس کے دیے سنبھالے ہوئے

☆

وہ کہ شاہنشہِ خواص و عوام
وہ کہ خیر الانام، فخرِ انام
کج کلاہی ہماری یوں ہی نہیں
ہم ہیں اُس کے غلام ابن غلام

☆

ہمدم کاشمیری (سری نگر، کشمیر)

ازل سے تا بہ ابد ہے نشاں محمد ﷺ کا
ہر اک جہاں سے ہے آگے جہاں محمد ﷺ کا

کہاں کہاں نہ ملے جاں نثار احمد ﷺ کے
کہ چار سو ہے رواں کارواں محمد ﷺ کا

دلوں میں مہرِ نبوت کا عکس ہے اپنے
نظر سے دُور نہیں آستاں محمد ﷺ کا

گلے میں اُن ﷺ کی غلامی کا طوق ڈالا ہے
رواں ہے خون میں اپنے بیاں محمد ﷺ کا

بجز خدا جو کسی اور کو نہیں جانے
تمام عمر رہا مدح خواں محمد ﷺ کا

ہمیں ستائے گی کیا دھوپ وقت کی ہمدمؔ
ہے اپنے سر پہ تنا سائباں محمد ﷺ کا

ظفر مہدی (جدہ)

نام سے جن کے ہوئی ہے چشمِ تر میں روشنی
سب کرم اُن کا کہ ہے علم و ہنر میں روشنی

برکتیں ہیں سب اُنھیں کے نقشِ پاک کی اس لیے
چار سو پھیلی ہوئی ہے بحر و بر میں روشنی

آپ سرکارِ دوعالم ﷺ منبع انوار ہیں
آپ ﷺ ہی کے حسن سے شمس و قمر میں روشنی

آپ ﷺ نے انسان پر کھولے ہیں رازِ کائنات
آپ ﷺ کی سیرت سے ہے ہر بام و در میں روشنی

ہے دیارِ خواب روشن آپ ﷺ کے ادراک سے
آپ ﷺ کی رحمت سے ہے زادِ سفر میں روشنی

نعت گویوں، نعت خوانوں، سننے والوں کے طفیل
سب سمٹ کر آ گئی ہے اِس نگر میں روشنی

یہ شرف اپنے گدا کو بخش دیجیے اے حضور ﷺ
تا ابد باقی رہے نامِ ظفرؔ میں روشنی

محسن علوی (جدہ)

جب سے درِ نبی ﷺ کا میں ادنیٰ غلام بن گیا
وقت نے مجھ سے یہ کہا جا ترا کام بن گیا

اُن ﷺ کے ہی در کی حاضری میرے لیے سند بنی
میرے عروج کا نقیب اُن ﷺ کا سلام بن گیا

لکھے تھے چند شعر ہی اُن ﷺ کی ثنا کے باب میں
مدح رسولِ پاک ﷺ میں میرا مقام بن گیا

روح کی رفعتیں الگ قلب کے حوصلے الگ
مدحِ خدائے نورِ حق میرا پیام بن گیا

رحمتِ کائنات ہیں اُن ﷺ کی تو وہ صفات ہیں
جن کے بیان کے لیے پورا کلام بن گیا

صلِ علیٰ کے ورد سے عقدے ہوئے تمام حل
صبح جو حل نہ ہوسکا وہ سرِ شام بن گیا

جب بھی قدم اُٹھے مرے روضۂ پاک کے لیے
حبِ نبی ﷺ کا جذب و شوق میرا امام بن گیا

در کی جانب حاضری ملے قلب کو اک سکوں ملے
دیکھو تو در پہ جا کے خود کیسا نظام بن گیا

میرے جنونِ شوق کو عمرِ تمام کا سکوں
وہ تھوڑی دیر کے لیے میرا قیام بن گیا

بن گیا محسنؔ خوش نصیب پر رحم ہے یہ سکونِ دل
در سے یہ رحم کا طریق رحمتِ عام بن گیا

تسلیم الٰہی زلفی (ٹورانٹو، کینیڈا)

نکلا ہے کس کا نام یہ میری زبان سے
آنگن میں پھول گرنے لگے آسمان سے

کس کا خیال آیا یہ کیسی ہوا چلی
اُبھریں عجیب خوشبوئیں سارے مکان سے

یہ کون رہنما ہے پسِ پردہ آج بھی
لگتے ہیں جس کے نقشِ قدم سائبان سے

تابندہ کس کی یاد ہے اور کس کا تذکرہ
روشن ہیں جسم و جاں مرے کس کے دھیان سے

صبحِ ازل سے شامِ ابد تک کا فاصلہ
طے ہو رہا ہے کس کی توجہ سے دھیان سے

زلفی بہ فیضِ سایۂ رحمت تمام عمر
مانگی نہ میں نے چھاؤں کسی سائباں سے

صابر وسیم (کراچی)

مایوسی کی ظلمت سے جب دل گھبراتا ہے
اسمِ محمد ﷺ تاریکی میں دیا جلاتا ہے

اُس کے نام سے کھل اُٹھتے ہیں امیدوں کے پھول
ہرا بھرا اک موسم اپنے پاس بلاتا ہے

اُس رحمت کا دامن تھام کے زندہ رہتے ہیں
ورنہ ہمیں کب اس دُنیا میں جینا آتا ہے

اُس ہستی کے واسطے ہی تخلیق ہوا یہ سب
صرف تماشے کو یہ دُنیا کون بناتا ہے

راتوں کے سناٹوں میں سرشاری رہتی ہے
ذکر محمد ﷺ لمحہ لمحہ رس برساتا ہے

دھیان میں اُس کے سوجائیں تو شب بھر اُس کا دھیان
خواب سرا کی دیواروں پہ رنگ بچھاتا ہے

اللہ کا پیغام ہوا کی لہروں پر جا کے
بحر و بر میں اُس کا ہی چرچا پھیلاتا ہے

صرف وہی آنکھیں ہیں جن کو آنکھیں کہتے ہیں
اُس گنبد کا منظر جن آنکھوں میں سماتا ہے

قیصر نجفی (کراچی)

اندھی سوچوں میں بینائی جاگ اُٹھی
صدیوں بعد وہاں دانائی جاگ اُٹھی

سناٹوں کے گھر گھر تالے ٹوٹ گئے
کیا آواز تھی ہر انگنائی جاگ اُٹھی

بغض و عداوت کی خلوت دم توڑ گئی
وہ آئے تو بزم آرائی جاگ اُٹھی

ہر سو امن کی فاختہ کی چہکار سنی
ان ہاتھوں میں جب دارائی جاگ اُٹھی

قلزمِ ریگ سے اُبھری لہر تحرک کی
پیکرِ ہستی میں انگڑائی جاگ اُٹھی

سارے نیند کے ماتے اس کی اور چلے
جب وہ اک بستی صحرائی جاگ اُٹھی

وہ خوشبو جب پھیلی چار طرف قیصرؔ
روحِ گیتی کی پہنائی جاگ اُٹھی

عرش ہاشمی (اسلام آباد)

(غالبؔ کی زمین میں)

اپنے دُکھ کی دوا کرے کوئی
جب بھی اُن ﷺ کی ثنا کرے کوئی

ہم تو ہیں اُن ﷺ کے، ہم کو کیا مطلب
ہاں کسی کا ہوا کرے کوئی

اُن ﷺ کا اُسوہ یہی سکھاتا ہے
وہ کرے، جو کہا کرے کوئی

خامشی سے ہزار بہتر ہے
وردِ صلِ علیٰ کرے کوئی

اُن ﷺ کے جلوے بھی دیکھ سکتا ہے
قلب کو آئینہ کرے کوئی

دونوں عالم میں سرخ رو ہو، اگر
طاعتِ مصطفیٰ ﷺ کرے کوئی

فیض جاری ہے، گر یقین نہ آئے
اُن ﷺ کے در پر صدا کرے کوئی

دستِ رحمت ہے پشت پر میری
اب مرا سامنا کرے کوئی

پیارے آقا ﷺ کی پیاری سنت ہے
"بخش دو گر خطا کرے کوئی"

محفلِ نعت کی ہے دعوتِ عام
آئے اُن ﷺ کی ثنا کرے کوئی

عرشؔ کو بھی وہ در پہ بلوا لیں
ایسی صورت خدا کرے کوئی

فیض رسول فیضان (گوجرانوالہ)

مہِ حجاز سے جو مستنیر رہتے ہیں
فروغِ مہر و وفا کے سفیر رہتے ہیں

اُمید و خوف اُنھی کو نصیب ہوتا ہے
کہ جن کے دل میں بشیر و نذیر رہتے ہیں

وہ جن پہ سیرتِ اطہر کا رنگ چڑھ جائے
کبیر ہو کے سراپا صغیر رہتے ہیں

ہو فقرِ سرورِ دیں جن کا رہبر و مرشد
وہ تاج و تخت بھی پالیں، فقیر رہتے ہیں

جمالِ گنبدِ خضریٰ ہو جن کا محرمِ راز
وہ ظلمتوں میں بھی روشن ضمیر رہتے ہیں

جنھیں لقائے پیمبر کی آس ہوتی ہے
وہ خندہ ریز بوقتِ اخیر رہتے ہیں

رہیں جو حلقۂ خیرالانام سے باہر
وہ دامِ رنج و الم کے اسیر رہتے ہیں

خوشا وہ لوگ کہ جن کی نگاہ میں فیضانؔ
حرا و ثور کے مہر منیر رہتے ہیں

خطوط

پروفیسر سحر انصاری۔ کراچی

اپنی اور تمھاری یادداشت کا مشترکہ اظہار یوں کروں گا کہ میں ''نعت رنگ'' کے پہلے شمارے سے تازہ ترین شمارے تک اس کا قاری بھی رہا ہوں اور گاہے گاہے اس میں میری تحریریں بھی شائع ہوتی رہتی ہیں۔ مجھے یہ بات کہنے میں کوئی باک نہیں کہ ''نعت رنگ'' کا ہر شمارہ ایک نیا مواد لے کر آتا ہے جس میں معیاری تحریریں بڑی لگن اور ذمے داری سے لکھی ہوتی ہیں۔ کسی کی کوشش کو کم تر ثابت کرنا مقصود نہیں لیکن نعت کے حوالے سے تمھارے پرچے کے لیے یہی کہنا پڑتا ہے۔

آں چہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

تنقید تحقیق، محاکمہ، اختلافِ رائے، تازہ تخلیقات اور بے لاگ مراسلات، بلاشبہ زندگی، حرارت اور توانائی کے مظہر ہوتے ہیں۔ ''نعت رنگ'' کی اشاعتوں سے برصغیر بلکہ اردو دنیا میں نعت فہمی اور نعت شناسی کے کئی تازہ در وا ہوئے ہیں۔ میری دعا ہے کہ تم اسی انہماک سے اس اہم خدمت میں اپنے شب و روز صرف کرتے رہو۔ نیکی کا اجر نیکی ہی ہے۔

امید ہے کہ تم ہر طرح خیریت سے ہوگے۔

افتخار امام صدیقی۔ ممبئی

نعت رنگ کا ہر شمارہ عقیدگی میں تنوع کی ایک علامت ہوتا ہے آپ نے نعت گوئی کی تاریخ کی توسیع کرتے ہوئے اسے جدید رنگ دیا ہے۔ نعت کو ازسرِنو موضوع کیا ہے۔ آپ نے اپنی آخرت کا سامان تو کیا ہی ہے بہت سوں کو اس راہ پر لگا لیا ہے۔ اسی کو کہتے ہیں ثواب جاریہ۔

دلی مبارکباد میرے حق میں بھی دعا گو رہیے گا۔
ایک نعت پاک کے چند شعر نعت رنگ کی نذر ہیں۔
جواب کا انتظار رہے گا۔

ڈاکٹر محمد اسماعیل آزاد۔ فتح پور، انڈیا

آپ کا ۲۲؍ جولائی ۲۰۰۲ء کا مرقومہ مکتوب گرامی ۷؍اگست سال رواں کی شام میں ملا۔ اس نے یہ مسافت اتنے دنوں میں اس لیے طے کی، کیوں کہ اس کو سہسرام سے ہو کر آنا پڑا۔ اس مراسلے سے آگاہی ہوئی کہ ماشاء اللہ ''نعت رنگ'' کا شمارہ ۱۳ تیاری کے مراحل میں ہے۔ آپ نے اپنے محولہ بالا وقیع مکتوب کے ذریعے مجھ کو مرقومہ بالا نمبر کے لیے نعت کی بابت کچھ لکھنے کا حکم دیا ہے۔ نعت سے متعلق آپ کی یہ مساعی جلیلہ لائق صد ستائش اور قابلِ رشک ہیں۔

ان دنوں میں کافی ذہنی پراگندگی کا شکار ہوں اور خاصا الم ناک اور شرمندہ بھی، کیوں کہ میرے ایک شاگرد جناب گوہر مسعود نے کچھ عرصے پیش تر عالی منزلت محقق و ناقد شمس الرحمٰن فاروقی دام اقبالہ کو اپنی نادرست تنقید کا ہدف بنایا تھا اور ایک ہفتہ قبل اپنے ایک مضمون ''ایک ناروا بات اور نیاز نمبر'' مطبوعہ شاعر بمبئی جولائی ۲۰۰۲ء ک ذریعے عالم گیر شہرت کے نقاد اردو ادب کے محقق انیق اور مجھ ہیچمدان کے عظیم کرم فرما پروفیسر فرمان فتح پوری صاحب کو اپنے بے جا انتقاد اور غلط گرفت کا نشانہ بنایا ہے۔ میرے اس شاگرد نے دونوں ہی مضامین میں اپنی کج فہمی کے ثبوت دیے ہیں اور متن خوانی میں زبردست غلطی کی ہے۔ واضح ہو کہ میں نے اپنے اس شاگرد کی تربیت میں اپنا اچھا خاصا خون جگر صرف کیا، لیکن نتیجہ صفر رہا۔ سعدی کا یہ فرد ملاحظہ ہو:

پرتو نیکاں نگیرد ہر کہ بنیادش بدست
تربیت نااہلِ را چوں گردگاں برگنبدست

نیاز نمبر بابت مارچ، اپریل ۱۹۶۳ء میں پروفیسر فرمان فتح پوری کا ایک مختصر سا جملہ فتح پور میں سپرد خاک محسن کاکوروی کی بات ہے کہ ''اردو کے مشہور نعتیہ قصیدہ نگار محسن کاکوروی ان (مولانا عبدالسلام ہسوی) کے مرید اور سندی خلیفہ تھے۔) یہ اس مضمون کا اقتباس ہے، جس کا عنوان ''نیاز اور فتح پور'' ہے۔ پروفیسر موصوف نے اس مضمون میں سب سے پہلے

فتح پور کی تاریخی اور سیاسی حیثیت اُجاگر کی ہے اور اس کے بعد وہاں کے متصوفین اور شعرا و ادبا کا تذکرہ کر کے علامہ نیاز فتح پوری کی بات بہت ساری اہم اور مفید باتیں حوالۂ قرطاس کی ہیں۔ پروفیسر فرمان فتح پوری کا یہ جملہ، محولہ بالا نیاز نمبر کے صفحہ ۸۹ کی ۶ و ۷ سطر میں مرقوم ہے۔ پروفیسر موصوف نے یہ جملہ بحوالہ واقعات ولی از رحمت علی مطبوعہ نظامی پریس کانپور ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء رقم کیا ہے۔ انھوں نے یہ جملہ فتح پور کے صوفیائے کرام کے تذکرہ کے دوران مولانا عبدالسلام ہسوی کے ذکر خیر میں شامل کیا ہے۔ پروفیسر صاحب نے اپنے اس جملے میں فتح پور میں مدفون محسن کاکوروی کی ما بہ الامتیاز خصوصیت کا تذکرہ بایں طور کیا ہے کہ وہ مشہور نعتیہ قصیدہ نگار ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ تذکرہ فتح پور کے سیاق و سباق میں ہے۔ مزید برآں اس تراشے میں ان کو یک صنفی بتلایا گیا ہے۔

پروفیسر موصوف نے حسان الہند کے لقب سے ملقب محسن کاکوروی کا تذکرہ اپنی معرکہ آرا کتاب ''اردو کی نعتیہ شاعری'' مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء میں کیا ہے۔ اس میں حسان الہند کی نعتیہ شاعری کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ صفحہ۵۶ سے صفحہ۶۸ تک لیا گیا ہے۔ اس جائزے کے بعد پیراگراف میں منجملہ دیگر باتوں کے یہ فرمایا گیا ہے کہ (حسان الہند) محسن کاکوروی نے مروّجہ شاعری کی ہر صنف میں نعت کے فن کو برتا ہے۔ (ہر ''صنف'' پر غور فرمائیں خصوصاً بمقابلہ نعتیہ قصیدہ نگاری) نیز یہ کہ انھوں نے ''نعت گوئی کو سنجیدگی سے ایک مستقل فن کی حیثیت سے اپنایا اور اس بلند سطح تک لے گئے جس سے آگے بڑھنا دوسروں کے لیے آسان رہا۔ محسن نے دوسرے شعرا کی طرح نعت گوئی کو جزوی اور رسمی طور پر نہیں اپنایا بلکہ اسے پوری توجہ اور پورے شعور کے ساتھ اپنے فکر وفن کی جولاں گاہ بنایا ہے۔ پروفیسر موصوف نے محسن کاکوروی (حسان الہند) سے متعلق اپنے اس معروضہ کے افتتاحی جملے میں ان (محسن کاکوروی) کو متوفی ۱۹۰۵ء مطابق ۱۳۲۲ھ لکھا ہے۔

پروفیسر موصوف کے مندرجہ بالا فرمودات سے صاف عیاں ہے کہ دونوں محسن کاکوروی (محسن کاکوروی خلیفہ مولانا عبدالسلام ہسوی اور محسن کاکوروی حسان الہند) ایک نہیں ہیں بلکہ دو الگ الگ ہستیاں ہیں، جن میں سے ایک یک صنفی ہیں اور دوسرے یعنی حسان الہند نعت کے لیے ہمہ صنفی اور ''اردو کے پہلے شاعر... جنھوں نے نعت گوئی کو سنجیدگی سے ایک

مستقل فن کی حیثیت سے اپنایا'' سعدی نے درست فرمایا ہے:

گر نبیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ان محسن کاکوروی کا سن وفات جن کا تذکرہ ''نیاز اور فتح پور'' میں ہے ۱۳۳۹ھ ہے۔ اردو ادب کا مبتدی بھی جانتا ہے کہ حسان الہند کا مزار عیدگاہ مین پوری میں ہے، جب کہ محسن کاکوروی ثم فتح پوری کا مزار محلّہ پنی میں ہے۔ واضح ہو کہ پروفیسر فرمان فتح پوری کا مولد فتح پور کا ایک گاؤں ہیبت پور ہے اور انھوں نے اپنی زندگی کا خاصا حصہ فتح پوری میں، پہلے ایک ہونہار طالب علم کی حیثیت سے اور بعد میں ایک لائق و فائق استاد کی حیثیت سے، مسلم کالج میں گزارا جو محسن کاکوروی فتح پوری کے مزار سے بہت قریب ہے۔ دونوں کے درمیان کا فاصلہ باآسانی پانچ منٹ میں (پیدل) طے کیا جاسکتا ہے۔

میں شرمندہ ہوں کہ میرے شاگرد نے اپنی فہمی کج روی اور متن شناسی میں اپنی کم فہمی کی بنا پر اردو ادب کے ایک اہم ستون کے بارے میں بڑی دریدہ دہنی سے لکھ دیا کہ ''پروفیسر فرمان فتح پوری نے اپنے مضمون ''نیاز اور فتح پور'' مشمولہ نیاز نمبر حصہ اوّل نگار پاکستان سالنامہ ۱۹۶۳ء میں مولانا عبدالسلام ہسوی کا تذکرہ کرتے ہوئے محسن کاکوروی کے متعلق لکھا ہے کہ ''اردو کے مشہور نعتیہ قصیدہ نگار محسن کاکوروی ان کے مرید اور خلیفہ تھے۔'' یہاں پر پروفیسر فرمان فتح پوری کی غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے۔ میرے اس شاگرد نے اپنے اس غلط جملے کے ذریعے پروفیسر موصوف (میرے معنوی استاد) پر غلط طور پر حملہ کرکے مجھ کو ادبی دنیا کے سامنے شرمسار کردیا۔

اعلمه الرماية كل يوم
فلما اشتد ساعده رماني

میں اس کو روزانہ تیر اندازی سکھاتا تھا لیکن جب اس کی کلائی مضبوط ہوگئی تو مجھ ہی کو مار دیا۔

گوہر مسعود صاحب نے خود غلط طور پر سمجھ لیا کہ پروفیسر فرمان فتح پوری صاحب نے اپنا متذکرہ بالا جملہ حسان الہند محسن کاکوروی کی بابت لکھا ہے اور اپنے اس مفروضہ کو مسلمہ مان کر اس کی تغلیط میں اپنا سارا زورِ قلم صرف کر ڈالا۔ انھوں نے اس سلسلے کی عصری شہادتوں

سے صرفِ نظر کر کے محسن کاکوروی ثم فتح پوری کا نام محمد محسن کی بجائے محسن علی شاہ ایک کتبے کی بنیاد پر لکھ ڈالا، جس میں نہ کاتب کا نام کندہ ہے اور نہ اس کے نصب کنندہ کا۔ واضح ہو کہ راقم نے اس کتبہ کو اور اس سے ملحق محسن کاکوروی فتح پوری صاحب کے خلیفہ عبدالشکور صاحب کے کتبہ کا بغور مطالبہ کیا ہے۔ ان میں سے کسی میں نہ کتبہ کی تاریخ درج ہے اور نہ کتبہ کو نصب کیے جانے کی تاریخ مندرج ہے، جس کی بنا پر یہ کتبات ساقط المعیاد ہو جاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ معاصر تذکرہ از قسم ''واقعات ولی'' مطبوعہ ۱۳۰۴ھ۔۱۸۸۶ء و ''شعلہ جان سوز'' مطبوعہ ۱۳۰۱ھ۔۱۸۸۳ء میں محسن کاکوروی ثم فتح پوری کا انام محمد محسن رقم ہے، محسن علی یا محسن علی شاہ نہیں۔ پہلی کتاب کی تخلیق کے بعد ۳۵ سالوں تک اور ثانی الذکر کتاب کی تصنیف کے بعد ۳۸ سالوں تک یہ محسن بقید حیات رہے۔ لیکن ان میں درج نام کی تغلیط کسی نے نہیں کی۔ یہاں تک کہ خود صاحب معاملہ نے بھی نہیں۔

جہاں مجھ جیسے نہ جانے کتنے ہیچمداں پروفیسر فرمان فتح پوری کی تخلیقات سے کسب ضیا کرتے اور ان سے کچھ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں (راقم کو پروفیسر صاحب کے معنوی شاگرد ہونے پر افتخار ہے) وہیں آج کے بزعم خود پڑھے لکھے حضرات پروفیسر موصوف اور ان جیسی عظیم ہستیوں پر بے جا نکتہ چینی کو اپنا طرۂ امتیاز سمجھتے ہیں۔ بقول چکبست:

یہی اک راستہ باقی تھا کیا اوج مراتب کا
بنے اہلِ نظر تم دشمن اہلِ ہنر ہو کر

دیکھیے کتنی دیر تک میں آپ کی سمع خراشی کرتا رہا لیکن اس سے میرا غم ہلکا ہو گیا اور لکھنے پڑھنے کی میری صلاحیت کافی حد عود کر آئی... راقم کو زیرِ تذکرہ مضمون سے کافی صدمہ پہنچا اور وہ اس پوزیشن میں نہ تھا کہ کچھ لکھ سکے، لیکن آپ کا محولہ بالا گرامی نامہ کے جاذب اسلوب اور وقیع مکتوب کے مافیہ میں رچے بسے ''جذبۂ دل'' نے راقم نے راقم پر کچھ ایسا جادو کر دیا کہ بقول غالب:

اس پہ بن جائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے

بہرحال منسلکہ مضمون آپ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کرنے کے لیے بے تاب ہے۔ آپ نے اپنے گرامی نامہ میں میری اور میری ٹوٹی پھوٹی تحریر کی بابت جو رائے قائم کی ہے، وہ صرف آپ کی ذرہ نوازی ہے۔ ورنہ من دانم کہ من آنم۔ اللہ پاک مجھ

کو آپ کی خواہشات کے مطابق بنا دے اور آپ کے قلم کی برنائی اور آپ کی کوششوں کی رعنائی کو سدا قائم رکھے۔ اللھم آمین بتوسل نبی الکریم ﷺ۔ دعاؤں کا طالب۔

علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی۔ کراچی

اللہ کریم جل شانہٗ اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے ہم سب کو مسلک حق اہلِ سنت وجماعت پر استقامت اور دارین میں عفو و مغفرت عطا فرمائے۔ آمین

ماہِ صیام و قیام (رمضان المبارک) ۱۴۲۲ھ کی پرنور ساعتوں میں آپ کے شاہ کار کتابی سلسلے ''نعت رنگ'' کا بارھواں شمارہ اپنی تابانیوں کے ساتھ جلوہ گر ہوا۔ سرورق پر میرے مطہر و مقدس، مکرم و معظم رسول کریم ﷺ کے اسم مبارک کی عمدہ خطاطی کچھ اتنی پرکشش ہے کہ اس کو بوسہ لیے بغیر نہ رہ سکا، ہم تو یہ مقدس نام سن کے بھی چومتے ہیں اور میں نے بزرگوں کے تذکروں میں یہ بھی پڑھا ہے کہ کسی کو آنکھوں کی کوئی تکلیف ہو تو اس نام کو محبت وعقیدت سے آنکھوں سے لگایا جائے، ان شاء اللہ شفا ہوگی۔

محترم شفیق الزمان خان، خطاطِ حرمِ نبوی شریف نے بڑی سعادت پائی، شاید یہ سعادت بھی ''فیضانِ نعت'' ہی ہے، وہ کبھی کراچی شہر میں نعت خوانی کیا کرتے تھے، آج وہ مسجد نبوی شریف کے مبارک در و دیوار پر قرآن کریم اور احادیث وغیرہ کی خطاطی کر رہے ہیں۔ آپ کے ''نعت رنگ'' میں سرورق پر یہ ان کا دوسرا شہ پارہ شامل ہوا ہے، اس سے قبل بھی آپ ان ہی کے قلمِ خوش رقم کے ایک شاہ کار سے ''نعت رنگ'' کے ایک شمارے کا سرورق سجا چکے ہیں۔ کلمۂ طیبہ کے دو جزء ہیں، ہر دو کے حروف کی تعداد بارہ ہے۔ میرے نبی پاک ﷺ کی اس دنیا میں مجسم ہوکر تشریف آوری کی تاریخ بھی بارہ ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ آپ کا ''نعت رنگ'' اپنے سفر میں بارہ عدد مکمل کرچکا ہے۔ اللہ کریم جل شانہٗ آپ کی یہ محبتیں اور محنتیں قبول فرمائے اور ان میں برکت فرمائے۔ آمین

میرے چچا محترم الحاج صوفی محمد لطیف صاحب نقش بندی، اوکاڑا شہر میں قیام پذیر ہیں، دینی و ملّی اور سماجی خدمات کے ساتھ ساتھ نعت خوانی کے حوالے سے بھی وہ نیک شہرت رکھتے ہیں۔ ماہ صیام میں ان کی اہلیہ محترمہ (میری چچی صاحبہ) وفات پاگئیں، ان کے جنازے میں شرکت کے لیے اوکاڑا گیا۔ ''نعت رنگ'' کے تازہ شمارے کو آئے ابھی تین دن

گزرے تھے اور ماہ صیام کی ساعتوں میں اس کے مطالعے کے لیے وقت نکالنا مشکل تھا، اوکاڑا کے سفر میں ''نعت رنگ'' ساتھ لے گیا اور وہاں پہنچنے تک ۱۱۲ صفحات کی خواندگی مکمل ہوگئی، اس کے بعد جنوری کے پہلے عشرے میں بنگلا دیش کے سفر میں ''نعت رنگ'' ساتھ رہا لیکن وہاں اس کا زیادہ مطالعہ نہیں کرسکا اور عیدالاضحیٰ کی ساعتوں کے بعد اس کا مطالعہ مکمل ہوا، اس کے بعد بھی دو مرتبہ بیرون ملک سفر کرنا پڑا۔ یوں آپ خود اندازہ کرلیں کہ مشاغل کی کثرت سے مجھے اوقات کی تقسیم میں کیا مرحلے رہتے ہیں، تاہم ''نعت رنگ'' کے مندرجات نے جانے کتنے احباب و ارباب تک حلقہ وسیع کرلیا ہے، مجھے خوشی ہے کہ آپ کی یہ مخلصانہ سعی بارآور ہو رہی ہے، اللہ کرے اور زیادہ ...

آپ کے ''نعت رنگ'' کا بارہواں شمارہ ابھی شائع نہیں ہوا تھا کہ افغانستان پر امریکی بم باری شروع ہوچکی تھی۔ نیو یارک میں دو عمارتوں کے ڈھے جانے کا حادثہ کیا رونما ہوا، پوری دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یورشوں کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا، وطن عزیز کے حوالے سے خدشات و خطرات ہر ذہن و فکر پر چھائے ہوئے ہیں۔ جوہری توانائی تو اس وطن کو کیا تحفظ دے گی، اس پورے وطن کو اس جوہری توانائی کا تحفظ مشکل ہوگیا ہے۔ ایسے میں قلوب و اذہان پر کیا گزر رہی ہے، کچھ نہ پوچھیے۔ ہر کوئی پریشان اور سراسیمہ ہے۔ دینی مدارس اور نصاب تعلیم تک غیروں کا اہداف ہیں اور یہ سب دراصل دین و ملّت اسلامیہ کے خلاف سازشیں ہیں، آپ ہی کہیے کہ تخلیق و تحقیق کی جولانیاں ایسے میں کوئی کیا دکھائے؟

محترم صبیح رحمانی صاحب! ملّت اسلامیہ میں ایسی بے حسی شاید پہلے کبھی نہیں تھی، علامہ اقبال مرحوم نے کہا تھا:

خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی (ﷺ)

یہ قوم اپنے تشخص اور خصوصیات سے بالفعل دور ہوتی جارہی ہے۔ دینی و اخلاقی بے حسی کا تناسب اسلامی معاشرے میں اتنا بڑھ گیا ہے کہ یوں لگتا ہے جیسے سبھی نے خدا کو بھلادیا ہے، فریاد کہ دنیا کو خدا یاد نہیں ہے۔ حضرت مولانا سیّد محمد ریاض الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر دہراؤں گا:

ذکر ان کا کرو آفتیں دور ہوں
دافعِ ہر بلا ہے ہمارا نبی (ﷺ)

حضرت پیر زادہ علامہ اقبال احمد فاروقی، محترم الحاج علامہ بشیر حسین ناظم، حضرت مولانا مفتی محمد اطہر صاحب نعیمی، حضرت پیر الحاج محمد شوکت حسن خاں نوری اور بریلی شریف سے حضرت مولانا محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں نے ملاقاتوں اور تحریروں میں ''نعت رنگ'' کا اور آپ کا تذکرہ کیا۔ ممبئی سے جناب محمد زبیر قادری مجھ سے بالواسطہ رابطہ کرتے رہے۔ پاک و ہند میں ذرائع آمد و رفت پر پابندی کی وجہ سے آپ کا ''نعت رنگ'' خاصا متاثر ہوا ہوگا۔ اب تک ''نعت رنگ'' کے ہر شمارے میں لکھنے والوں کی خاصی تعداد کا تعلق بھارت سے ہے۔ نہیں معلوم آپ وہاں کے احباب تک بارہواں شمارہ پہنچا سکے یا نہیں؟

پیر زادہ علامہ اقبال احمد صاحب فاروقی نے ماہ نامہ جہان رضا، لاہور میں آپ سے مدینہ منورہ میں ملاقات کا محبت سے تذکرہ کیا ہے۔ نعت شریف سے آپ کی اتنی وابستگی اور نعت کے لیے آپ کی خدمات خراجِ محبت ہی پا رہی ہیں۔

آپ نے ''نعت رنگ'' کے اس شمارے کے شروع میں بھی نعت شریف شامل نہیں کی، نعت شریف کو خود آپ اپنے ہی شمارے میں نمایاں جگہ نہیں دیں گے تو دوسروں کو کیا ترغیب دلائیں گے؟ نعتیہ ادب کے کتابی سلسلے میں ابتدائی صفحات میں نعت شریف کا التزام ہونا چاہیے۔

ابتدائیہ کا اختتام ص ۱۲ پر ہوا اور آپ کے نام کی بجائے صرف ''مرتب'' درج ہے، البتہ آپ نے اندرونی سرورق پر پہلی مرتبہ اپنا پورا نام جناب شفیق الزماں ہی کی خطاطی میں شامل کیا ہے۔ ص ۱۳ سے ڈاکٹر سید محمد ابوالخیر کشفی صاحب کی تحریر ہے۔ اپنے مضمون کی ابتدا میں جناب کشفی لکھتے ہیں:

> ''نعت رنگ'' میں چھپنے والے خطوط میں لوگ اب مضامین اور نعتوں کے بارے میں سنجیدہ اور گہری تنقیدی فکر کا اظہار کررہے ہیں، لیکن بعض احباب عقائد اور فقہ کی بحثوں میں الجھ جاتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ لکھنے والا بھی مسلمان ہے اور حبِ نبی ﷺ کو اپنے ایمان کی کسوٹی جانتا ہے۔ (ص ۱۳، ''نعت رنگ'' ۱۲)

جناب ابوالخیر کشفی جانتے ہیں کہ ''تنقید'' کیا ہوتی ہے اور نعت شریف کے حوالے سے خود کشفی صاحب کی اپنی تحریریں بھی عقائد و فقہ کے بیان سے خالی نہیں اور ہوسکتیں بھی

نہیں، نعت شریف چوں کہ رسول کریم ﷺ کی مدح ہے اور ان پر یعنی رسولِ کریم ﷺ پر ایمان لائے بغیر مومن و مسلم ہونے کا کوئی تصور ہی نہیں اور ایمان کا بیان عقائد سے خالی نہیں۔ صحیح عقائد رکھنا ہی کسی کو مومن ثابت کرتا ہے اس لیے نعت شریف کے بیان میں عقائد کی بحث لازمی ہے، کسی نعت گو کے جس کسی لفظ پر اعتراض کیا گیا ہے وہ عقائد و فقہ ہی کے حوالے سے ہے، یہ اور بات ہے کہ کچھ معترضین کی اس باب میں معلومات ناپختہ اور ناقص ہیں۔ خود کشفی صاحب نے اب تک نعت گوئی کے حوالے سے جتنی تحریریں پیش کی ہیں ان میں جا بہ جا عقائد ہی کا ذکر کیا ہے ورنہ وہی بتائیں کہ کیا انھوں نے اپنی تحریروں میں عروض و بحور اور قوافی و ردافی کی بحث کی ہے؟ وہ نعت گوئی کے لیے جس علم کا ہونا ضروری بتاتے رہے ہیں وہ کیمیا و جغرافیا کا ہے یا قرآن و حدیث کا؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد (حدیث قدسی) غلط لکھ دینے کو کیا کشفی صاحب ناقابلِ توبہ و معافی فعل گردانتے ہیں؟ وہ فیض احمد فیض کی بابت تو اپنی کہی ہوئی بات کی صفائی زیادہ اہم جانتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ جناب فیض احمد فیض ان سے خفا رہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے حوالے سے کہی ہوئی اپنی نہایت سنگین غلط بات کی صفائی انھیں گوارا نہیں، وہ اس صفائی کو اپنا ایمانی تقاضا نہیں مانتے۔ کوئی انھیں صدق و اخلاص سے خیر خواہی کی بنیاد پر یہ کہے کہ آپ سے حدیثِ قدسی لکھتے ہوئے غلطی ہوگئی ہے آپ اللہ تعالیٰ سے اس کی توبہ و معافی چاہ لیں تو کشفی صاحب اسے عقائد و فقہ کی بحث میں الجھنا کہہ کے بری الذمہ نہیں ہوسکتے۔

میرا خیال تھا کہ کشفی صاحب ''نعت رنگ'' میں شائع ہونے والی میری تحریر سے حدیث قدسی کے صحیح الفاظ جاننے کے بعد اس حدیث قدسی کو نادانستگی میں غلط لکھ جانے کی غلطی کا اعادہ نہیں کریں گے مگر ''نعت رنگ'' میں مطبوعہ کشفی صاحب کی تحریروں پر مشتمل کتاب میں حدیث قدسی پھر غلط لکھی گئی، یوں ان کا یہ فعل دانستہ ثابت ہوا اور اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کو کشفی صاحب نے مخلوق مانا، وہ اس طرح نہ صرف حدیث قدسی میں تحریف کے قصداً مرتکب ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں غلط عقیدہ رکھنے کے ذمہ دار بھی ہوئے۔ کشفی صاحب اپنی معلومات کے مطابق خود فرمائیں کہ ''عقائد'' کی صحت کے بغیر کیا ایمان درست ہوسکتا ہے؟ قرآن کریم میں ''آمنوا'' کے الفاظ ''وعملوا الصلحت'' سے پہلے ہیں، نیک اعمال کیا بغیر ایمان اور صحیح عقائد کے کشفی صاحب کے نزدیک مفید ہیں؟ وہ علمائے

دیوبند سے اگر نظریاتی وابستگی رکھتے ہیں تو انھیں جناب اشرف علی تھانوی کی گواہی پیش کرتا ہوں، ملاحظہ ہو:

''سیرۃ النبی'' (ﷺ) نام کی مشہور کتاب لکھنے والے جناب شبلی نعمانی اور ایک اور دیوبندی عالم جناب حمید الدین فراہی کے خلاف جب تھانوی صاحب نے کفر کا فتویٰ دیا تو جناب عبدالماجد دریا بادی نے تھانوی صاحب کو خط میں لکھا کہ یہ دونوں افراد نمازی ہیں بلکہ تہجد کے بھی پابند ہیں، بہت اچھے اور عالم ہیں تو تھانوی صاحب نے جواب میں لکھا: ''یہ سب اعمال و احوال ہیں، عقائد ان سے جداگانہ چیز ہے۔ صحتِ عقائد کے ساتھ فسادِ اعمال و احوال اور فساد عقائد کے ساتھ صحتِ احوال و اعمال جمع ہوسکتا ہے۔ (حکیم الامت، ص ۴۷۵، ۴۷۶، مطبوعہ ایم شمس االدین تاجران کتب، لاہور)

دیوبندی عالم جناب عبدالرحیم شاہ، دیوبندی تبلیغی جماعت پر شدید اعتراضات کی اپنی کتاب ''اصولِ دعوت و تبلیغ'' کے ص ۶۴ پر لکھتے ہیں:

''صحیح عقائد مدار نجات ہیں، اعمال مدار نجات نہیں۔''

کشفی صاحب اگر چاہیں تو انھیں ان کی اپنی تحریروں سے ایسے متعدد اقتباس پیش کرسکتا ہوں جن میں انھوں نے عقائد و فقہ کے حوالے سے خوب بحث کی ہے، حالاں کہ وہ خود قرآنی آیات اور احادیثِ نبوی کا عربی سے اردو میں ترجمہ شاید ہی کرپاتے ہوں لیکن اپنی دانست وہ اتنے وثوق سے لکھتے ہیں جیسے وہ قطعی اور حرف آخر ہو۔

کشفی صاحب سے جانے کیوں یہ پوچھنے کو جی چاہتا ہے کہ کیا وہ عقائد و فقہ کی بحث کو کوئی گھٹیا فعل گردانتے ہیں؟ ''فقہ'' کے معنی ''سمجھ'' کے ہیں۔ نعت شریف کے باب میں کیا وہ بے سمجھی کی باتیں چاہتے ہیں؟... کشفی صاحب کو اس فقیر یا کسی نے ہرگز غیر مسلم قرار نہیں دیا۔ علاوہ ازیں وہ یہ یاد رکھیں کہ حبِ رسول ﷺ کو ایمان کی کسوٹی جاننے کا دعویٰ اور چیز ہے اور اس کا پابند ہونا اور اس کا عملی ثبوت فراہم کرنا اور چیز۔ وہ حب رسول ﷺ کے تقاضوں کو واقعی اگر جانتے ہیں تو میرے مقدس و مطہر، معظم و مکرم رسول پاک ﷺ کی فضیلت و مرتبت اور عظمت و ناموس سے دفاع کے بیان کو عقائد و فقہ کی بحث میں الجھنا

کیوں کر کہتے ہیں؟

کشفی صاحب جانتے ہوں گے کہ سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین وغیرہ بھی مسلمان ہی کہلاتے رہے ہیں، غلام احمد پرویز کا دعویٰ بھی کچھ یہی تھا... "ذکری" فرقہ والے بھی مسلمان ہونے کے مدعی ہیں... روضۂ رسول ﷺ کو (معاذ اللہ) وثن اکبر اور صنم اکبر کہنے لکھنے والا بھی خود کو نہ صرف مسلمان گردانتا تھا بلکہ وہ تو صرف خود ہی کو سچا مسلمان مانتا تھا۔ کتنے نام گنواؤں، جانے کیسے لوگ تھے کہ حبِ رسول ﷺ کی بات بھی کرتے تھے اور رسول کریم ﷺ کی (معاذ اللہ) توہین وتحقیر بھی روا جانتے تھے:

جو کریں تنقیصِ شانِ شاہِ دیں

لعنة الله عليهم اجمعين

کشفی صاحب نے اپنے مسلمان اور محبِّ رسول (ﷺ) ہونے کی یاددہانی تو کروائی مگر حبِ رسول (ﷺ) کے باب میں وہ اتنے حساس کیوں نہیں جتنا کہ حبِ رسول (ﷺ) کا تقاضا ہے، وہ ان لوگوں کی سی باتیں یا ان کی تائید کریں گے جو میرے نبی پاک ﷺ کے باب میں واہی تباہی یا ناروا کہتے کرتے ہیں تو کشفی صاحب یوں اپنے دعویٰ حبِ رسول (ﷺ) کی خود ہی نفی کرتے ہیں اور اس دعوے کے خلاف دلیل وثبوت فراہم کر کے خود اپنے دعوے کو کم زور کرتے ہیں۔

کشفی صاحب ہی خود بتائیں کہ وہ شخص جو پوری معلومات یا صحیح معلومات نہ ہونے کی وجہ سے کسی قول وفعل کو صحیح یا غلط اور جائز یا ناجائز ٹھہرائے، اس شخص کی اس بات کی حقیقت جس کو معلوم ہو، اس جاننے والے کا حقائق بیان کرنا اور حقیقت واضح کرنا لازمی و ضروری ہے یا نہیں؟ اور حقائق واضح کرنا اور بیان کرنا کیا کوئی منفی فعل ہے؟ یہ فقیر حقیر سراپا تقصیر، بفضلہٖ تعالیٰ کبھی غیرشعوری طور پر بھی کسی کی ذاتی دل آزاری نہیں چاہتا اور مجھے ہرگز کوئی زعم بھی نہیں کہ میں کچھ جانتا ہوں، حرف و لفظ کی جس قدر پہچان ہے وہ میرے معبود کریم جلّت عظمتہ کا فضل اور میرے رسول کریم ﷺ کا کرم و احسان اور میرے بزرگوں کی دعاؤں کا ثمر ہے۔ اپنے قول وفعل کے حوالے سے مجھے دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کوئی بات یا کام مجھ سے نادرست صادر نہ ہوجائے، اپنی ہر تحریر وتقریر میں اعلانیہ توبہ و معافی چاہتا رہتا ہوں البتہ اپنے عقیدہ و ایمان کے باب میں بحمدہٖ تعالیٰ کوئی شک یا تردّد نہیں رکھتا۔ "نعت رنگ"

میں شائع ہونے والی تحریروں میں صحیح عقائد اور حقائق سے متصادم باتوں کا جواب پیش کرتے ہوئے بھی میرا مقصود احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے سوا کچھ نہیں، کوشش یہی کرتا ہوں کہ ممدوح کائنات رسول کریم ﷺ کے باب میں کسی سے کوئی منفی یا غلط بات سرزد ہوگئی ہے تو اسے اپنی معلومات کے مطابق حقائق بتادوں تاکہ وہ حقائق جان کر اپنی غلطی سے رجوع کرلے اور نہ جاننے والوں کو معلوم ہوجائے کہ حقائق کیا ہیں اور وہ کسی نادرست بات کو اپنے عقیدہ و عمل میں شامل نہ کرلیں۔ میرے الفاظ و انداز میں اگر فی الواقع کوئی سقم یا نقص ہے تو مجھے ضرور بتایا جائے، میں اپنی فی الواقع کسی غلطی و کوتاہی کو غلطی و کوتاہی نہ ماننے کی غلطی و کوتاہی (ان شاء اللہ) نہیں کروں گا۔ میں دوستوں سے بھی یہی کہوں گا کہ ہمیں شکر کرنا چاہیے کہ توبہ و استغفار اور معافی کا دروازہ کھلا ہے، یہ رعایت نہ ہوتی تو کیا گزرتی؟ وہ لوگ جو کسی بھی وجہ سے خود پر توبہ و معافی کی راہیں مسدود کرلیتے ہیں، میں ان کے اس فعل کو دانش مندی شمار نہیں کرسکتا۔

کشفی صاحب کہتے ہیں: ''اس کے علاوہ بعض قاری اور لکھنے والے بھی ادبی روایات اور تنقید کی وسعتوں سے بخوبی آگاہ نہیں ہوتے۔ اس کا اندازہ ''غزل میں نعت کی جلوہ گری'' پر لوگوں کی آرا سے ہوا۔ اس مضمون میں میلاد خوانی اور نعت کی محفلوں کے بارے میں جو کچھ عرض کیا گیا ہے، اس کا تعلق عمرانی سے ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ ''دین'' نہیں ہے مگر دینی تصورات کسی معاشرے میں ہی پروان چڑھتے ہیں اور سماجی زندگی کو متاثر کرتے ہیں اور متاثر ہوتے ہیں۔'' (ص ۱۳۔ ''نعت رنگ'' ۱۲)

کشفی صاحب نے بجا فرمایا کہ ادبی روایات سے بعض قاری اور لکھاری بخوبی آگاہ نہیں ہوتے اور تنقید کی وسعتوں سے بخوبی آگاہ ہونے کا دعوای تو کوئی ماہر نقاد بھی شاید ہی کرے۔ ادبی روایات میں جو اختلاف پائے جاتے ہیں، ہر شاعر و ادیب اور نقاد کی تحریریں اس کی گواہ ہیں۔ ادبی روایات تمام ادیبوں کے نزدیک بھی متفقہ و مسلمہ نہیں اور نعت شریف میں کشفی صاحب یا ان جیسے دانش ور افراد ضرور ادبی لسانی اور دیگر محاسن دیکھیں، مجھ سے بے ہنر و بے مایہ تو نعت شریف میں محاسنِ نعت ہی پر توجہ رکھتے ہیں اور میرے نزدیک ادبی ہی نہیں دیگر روایات کی کسوٹی بھی عقیدہ و ایمان سے مستثنٰی نہیں۔ کشفی صاحب کے مضمون کے جواب میں احمد صغیر صدیقی صاحب نے لکھا تھا اور کشفی صاحب کے اس اقتباس کا رخ بھی

غالباً انہی کی جانب ہے تاہم اس اقتباس کا مفہوم جو کچھ میں اخذ کرسکا ہوں اس کے مطابق عرض کرنا چاہتا ہوں۔

کشفی صاحب نے میلاد خوانی اور نعت خوانی کی دینی محافل کے بارے میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے، اس کا تعلق عمرانی سے بتایا ہے، اور یہ بھی فرمادیا ہے کہ یہ سب کچھ دین نہیں ہے۔ اب ضروری ہے کہ کشفی صاحب ہی کی تحریر کو سامنے رکھ کے دیکھا جائے کہ وہ دینیات کو عمرانیات کیسے بیان کرتے ہیں، ''نعت گوئی اور سیرت و نعت کی محافل کا مطالعہ اعلیٰ تعلیم میں'' کے عنوان سے ''نعت رنگ'' شمارہ ۱۲ میں ان کی تحریر ہے، وہ لکھتے ہیں:

صداقت کی تلاش آدمی کو محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے اصحاب کرام (رضی اللہ عنہم) کی محفل میں پہنچادیتی ہے۔ (ص ۱۵)

مسلمانوں کی اصلاح حال کی ہر کوشش کا سلسلہ اسوۂ حسنۂ نبوی ﷺ سے جاملتا ہے۔ (ص ۱۶)

ختم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ، سیرت پاک اور احادیثِ مقدسہ کا ہر حوالہ نعت کے باب میں داخل ہے۔ (ص ۱۷)

لیکن یہ حقیقت بھی میرے سامنے ہے کہ عام موسیقی سے جذبات میں ہیجان اور شورش پیدا ہوتی ہے اور نعت خوانی و قوالی سے جذبات کی تہذیب ہوتی ہے اور ترفع کا احساس ہوتا ہے۔ (ص ۱۸)

نعت خوانی کی روایت تو عہد نبیِ کریم ﷺ کی یاد دلاتی ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ منبر رسول ﷺ سے نعت پڑھتے۔ ان کی نعت خوانی جہاد باالقلم واللسان کی اعلیٰ مثال تھی۔ ہمارے معاشرے میں کئی صدیوں سے نعت خوانی کا سلسلہ جاری ہے۔ (ص ۱۹)

ادب کی اعلیٰ تعلیم کے حوالے سے نعت، میلاد کے جلسوں، سیرت کی محفلوں اور نعت خوانی کے اجتماعات کے مطالعے اور ذکر کے بغیر ہم اپنے معاشرے کا مطالعہ بھی نہیں کرسکتے۔ (ص ۱۷)

ایتھرو پولوجی کا کوئی طالب علم عید میلاد النبی ﷺ کی تقریبات کے ذکر اور تفصیلات کے بغیر برعظیم کے مسلم معاشرے کی پانچ چھ صدیوں

کا مطالعہ نہیں کرسکتا، یہ ہمارا عوامی کلچر ہے۔ (ص ۲۰)

میلاد یا میلاد نامے کتب سیرت، مغازی سے الگ اپنی جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ ایک مستقل صنف ادب تھے۔ (ص ۲۰)

نعت اور میلاد ناموں کے مطالعے کو جامعات میں اردو اور دوسری پاکستانی زبانوں کے نصاب میں شامل کرنا بڑی اہم بات ہے۔(ص۲۱)

نعت رسول کے تار و پود سے برعظیم جنوبی ایشیا کے معاشرے کی بنت ہوتی ہے۔ (ص ۱۷)

تحریک حریت میں محمد عربی ﷺ کی یاد، ان کا ذکر، ان سے تخاطب ان مجاہدوں کا سب سے مؤثر حربہ رہا ہے۔ (ص ۱۶)

کشفی صاحب کی اسی تحریر میں ہے:

ایک اور اہم بات یہ کہ اسلام سے طلبہ کو ذہنی طور پر دُور کرنے کی ہر کوشش کی گئی۔ (ص۱۴)

بادشاہوں کے قصیدوں کے ساتھ ساتھ نعتیہ قصائد کی بھی تدریس کی جائے اور بزرگان دین کی منقبت میں جو قصیدے لکھے گئے وہ بھی پڑھائے جائیں تاکہ طلباء کو یہ اندازہ ہوسکے کہ متاع و دولت دنیا اور قرب شاہی کی تمنا میں جھوٹی مدح سے جب شاعروں کی روح بے زار ہوجاتی تھی تو وہ اپنے آپ کو پانے اور سچ سے رشتہ جوڑنے کے لیے حمد، نعت اور منقبت کو قصیدے کا موضوع بناتے تھے۔ (ص۱۵)

نثر میں بھی دینی ادب کو سرے سے نظر انداز کردیا گیا ہے، حالاں کہ اس کے بغیر بیانیہ، توضیحی اور استدلالی نثر کا مطالعہ مکمل نہیں ہوسکتا۔(ص۱۰)

سوائے چند جملوں کے اس تحریر میں کشفی صاحب نے عمرانیات کہہ کے جو کچھ بیان کیا ہے وہ دین ہی تو ہے۔ دین کو جب مکمل ضابطہ حیات اور کامل نظام مانا جاتا ہے تو پھر اس سے کسی شعبے یا موضوع کو جدا کیوں بتایا جارہا ہے؟ کیا قرآن کریم میں زندگی اور دنیا

کے حوالے سے ہر شعبے اور گوشے کی رہ نمائی نہیں ملتی ؟ مجھے یہی کہنا ہے کہ اہلِ ایمان کے لیے دنیا اور زندگی کی کوئی بات دین سے جدا بتانے کی کوشش ہی نا درست ہے۔ ایک مومن کے لیے اسلام دراصل دنیا برتنے کا طریق و نظام ہے ورنہ جائز و ناجائز، حلال و حرام اور صحیح و غلط کو کیا صرف عقائد و عبادات تک محدود رکھا جائے گا ؟ معاملات، معاشرت و اخلاق وغیرہ میں اس کا دخل نہیں ہوگا ؟ کیا اسلام نے تعلیم و تعلم اور تحریر و تقریر کے لیے کچھ ہدایات نہیں دیں ؟ انھیں کیا دین نہیں کہا جائے گا ؟ دنیا اور زندگی کی جزئیات کی تفصیل کو دین سے جدا کہنا کیا درست ہوگا ؟ کشفی صاحب ہی نہیں کوئی بھی اسلامی معاشرے کے حوالے سے عمرانیات یا دیگر موضوعات کو بیان کرتے ہوئے یہ کیوں کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ دین نہیں ہے ؟ جی تو چاہتا ہے کہ وہ سب قرآنی آیات و احادیث یہاں نقل کروں جن میں دنیا اور زندگی کی جزئیات بیان ہوئی ہیں اور پھر کشفی صاحب سے پوچھوں کہ دینی تصورات پروان چڑھے ہیں یا ان دینی ہدایات و آداب وغیرہ سے معاشرت پروان چڑھتی اور سنورتی ہے۔ (''نعت رنگ'' شمارہ ۱۲ میں کشفی صاحب ہی کی تحریروں کے متعدد اقتباس پروفیسر محمد اقبال جاوید نے نقل کیے ہیں جو میرے موقف کی تائید کرتے ہیں) میلاد خوانی یا نعت خوانی کی محافل کو صرف عمرانیات میں شمار کرنا، پھر عام موسیقی کو نعت خوانی و قوالی سے ممیز کرنا، عام شاعری، بادشاہوں کے لیے کہے گئے قصیدوں کو جھوٹی مدح کہنا اور شاعر کی روح کی اس سے بے زاری بیان کر کے سچ سے اس کا رشتہ جوڑنے کا ذریعہ حمد و نعت اور منقبت کہنا، بتانا، کیا صرف عمرانیات ہی سے متعلق ہے ؟

مجھے رونا اسی کا ہے کہ مسلمان کہلانے والوں کی تحریر و تقریر میں اب دین کو مکمل ضابطہ حیات کی بجائے صرف چند عقائد اور کچھ عبادتوں کے حوالے سے شمار کروایا جاتا ہے اور مجھے یہ سن کر بہت ملال ہوا کہ کراچی شہر کے ایک مشہور ماہر تعلیم نے ایک گفتگو میں قرآن کریم کو موجودہ معاشرے کے لیے ناکافی اور پرانی کتاب کہہ دیا (معاذ اللہ) کیا ان باتوں کی گرفت کرنے کو فقہی بحث میں الجھنا کہہ کے گزارا ہوسکتا ہے ؟ کچھ روش سی چل نکلی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ، صحابہ کرام، ازواج مطہرات، اہل بیت نبوت اور محسنین اسلام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے باب میں لاف زنی کرنے اور ہفوات و خرافات کہنے لکھنے کو قابل گرفت شمار نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے مرتکب کے خلاف کہنے لکھنے کو قابل اعتراض گردانا

جاتا ہے، یعنی جرم کا ارتکاب، جرم شمار نہیں ہوتا بلکہ جرم کے مرتکب کو مجرم شمار کرنا جرم سمجھا اور کہا جاتا ہے۔ احقاق حق اور ابطال باطل اب گویا کوئی منفی اور ناروا فعل ہوگیا ہے۔ شریعت و سنت کی ہدایات کے مقابل فکر و عمل کے نئے اسلوب وضع کیے اور رواج دیئے جارہے ہیں۔ عاقبت اور آخرت کو فراموش کردینا اسی سے ممکن ہوگا جس کے ایمان و یقین میں سقم ہوگا۔ اللہ کریم ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے اور ہمیں غیرت ایمانی عطا فرمائے، آمین۔

''نعت رنگ'' شمارہ ۱۲ کے ص ۲۲ سے پروفیسر محمد اقبال جاوید صاحب آف گوجراں والا کی تحریر شروع ہوتی ہے۔ اس کا عنوان ہے: ''نعت اور آداب نعت گوئی، افادات کشفی کی روشنی میں...'' پروفیسر صاحب نے جناب سیّد ابوالخیر کشفی کی ''نعت رنگ'' ہی میں مطبوعہ تحریروں اور کچھ کتابوں کے دیباچوں کے اقتباسات کو سامنے رکھ کر جو مفصل تحریر پیش کی ہے، اس میں مقالہ نگار کے اصل ممدوح تو جناب ابوالخیر کشفی ہیں کیوں کہ وہ نعت اور نعت گوئی کے آداب و محاسن کو ان ہی کے زاویہ فکر و نگاہ سے پیش کرتے ہیں، تاہم پروفیسر صاحب نے اپنے اسلوبِ نگارش کے جوہر بھی خوب دکھائے ہیں اور جا بجا خود کو کشفی صاحب سے ہم آہنگ کیا ہے۔ تحریر میں کہیں مبالغہ ہے تو کہیں مغالطہ بھی ہے۔ کچھ جملے ملاحظہ ہوں، واضح رہے کہ ان جملوں میں کشفی صاحب کی تحریروں کے جملے بھی شامل ہیں:

> جناب سید محمد ابوالخیر کشفی جیسی خود شناس اور خدا آگاہ شخصیات روز روز پیدا نہیں ہوتیں ان کے لیے گردش لیل و نہار کو مدتوں منتظر رہنا پڑتا ہے۔ اس دور فتنۂ آخر زماں میں دل و نگاہ، آگہی کے اسی کیف کے لیے ترس رہے ہیں۔ (ص ۲۳)
>
> وہ ذات پاک ﷺ رؤف ورحیم بھی حد سے زیادہ ہے۔ (ص ۲۵)
>
> یہی وجہ ہے کہ کوئی توصیفی شعر ہو یا جملہ، جہاں بھی وہ بشری خصوصیات سے بلند تر کوئی نکتہ دیکھتے ہیں تو ان کا ذہن فوراً بشر سے خیرالبشر اور محدود سے لامحدود کی طرف منتقل ہوجاتا ہے... (ص ۲۹)
>
> انسانیت کی پوری تاریخ میں کسی نبی کا نام معجزۂ الٰہی کے درجے پر فائز نظر نہیں آتا۔ (ص ۲۹)
>
> اور جناب کشفی اس پر اس انداز سے تبصرہ کرتے ہیں کہ توحید

کی رفعتیں اور رسالت ﷺ کی عظمتیں اپنی جہیں کھولتی چلی جاتی ہیں۔ (ص ۳۱)

اور حضور ﷺ خدا کے بھیجے ہوئے وہ آخری آدمی تھے جن پر تمام دنیاوی اور اخروی نعمتیں تمام ہوگئیں تھیں... (ص ۳۱)

آپ ﷺ کی تشریف آوری ایک عظیم ترین ہستی کے جمیل ترین خواب کی تعبیر، تصور کی تجسیم اور فکر کی تکمیل ہے۔ (ص ۳۱)

مومن تو آپ ﷺ کے لیے سب کچھ تھے ہی۔ (ص ۳۶)

نعت گوئی کی صلاحیت، اللہ تعالیٰ کی عطا اور گنبد خضریٰ کی رضا پر منحصر ہے۔ (ص ۴۵)

مودودی کے الفاظ میں حضور ﷺ ہم سے محض خراجِ عقیدت نہیں، بلکہ خراجِ اطاعت لینے کے لیے تشریف لائے تھے۔ (ص ۴۷)

اور اللہ تعالیٰ کے حوالے کے بغیر نعت، جناب کشفی کے نزدیک سیکولر نوعیت کی نعت ہے۔ (ص ۴۶)

اللہ تعالیٰ کے بجائے حضور ﷺ ہی کو روز جزا کا مالک و آقا قرار دیا جا رہا ہے اور دلیل یہ ہے کہ مالک کا حبیب مالک ہی ہوا کرتا ہے۔ (ص ۵۰)

فنی اعتبار سے نعت میں تغزل لازم ہے۔ (ص ۵۱)

نماز، حمد کا شرعی انداز ہے، عبد مجبور کا واحد سہارا اور عبد شکور کا واحد فخر ہے۔ (ص ۶۰)

اور نعت کو حمد نہیں بنا چاہیے۔ (ص ۶۶)

اسی طرح اگر حضور ﷺ کی مدحت مقرر حد سے بڑھ جائے تو وہ خود بخود حمد کے دائرے میں پہنچ جائے گی جسے شرعی اور ادبی اعتبار سے تعریف نہیں، تنقیص کہا جائے گا اور قلم شرک کا مرتکب ہوجائے گا۔ (ص ۶۶)

نعت، اسی سجدہ بے تاب کی شعری ادائی ہے (ص ۶۷)

ورنہ کسی نہ کسی حالی کو دور حاضر کی نعتیہ شاعری کی تطہیر کے لیے اٹھنا پڑے گا۔ (ص ۷۰)

انسانی سازی ہی پیغمبرانہ مشن ہے۔ (ص ۷۱)

ہمارے بیش تر مذہبی جھگڑے، قلبی تعلق کے فقدان کی دلیل ہیں۔(ص۷۲)

یہاں ''یا'' کے استعمال میں استمداد اور استعانت نہیں بلکہ ایک امتی کا تخاطب ہے جو دل کی گہرائیوں میں اس ذات گرامی ﷺ کو موجود پاتا ہے۔ (ص ۷۲)

ہاں جسے گستاخی کا پرتو نظر آئے اس کے لیے ''تو'' اور ''تم'' سے مکمل اجتناب لازم ہے۔ (ص ۷۳)

جنھیں نعت گوئی کی توفیق نیلے آسمان اور سبز گنبد سے عطا ہوئی ہو۔(ص ۷۴)

اور جناب سید ابوالخیر کشفی نے یہ ''نماز نیاز'' جس روحانی خلوص جس فکری تقدس جس علمی رسوخ اور جس شعری تغزل کے ساتھ ادا کی ہے۔ وہ سراسر گنبد خضرای ہی کی عطا معلوم ہوتی ہے۔ (ص ۷۴)

حق یہ ہے کہ نعت گوئی ہی وہ صنف سخن ہے جو فکر و خیال کی بے نام وادیوں میں بھٹکنے اور بھٹکنے والوں کی پریشان نظروں کو سیر چشمی کی وہ دنیا عطا کرتی ہے کہ وہ جنت کی دل آویزیوں کو بھی آنکھ اٹھا کر دیکھتے نہیں۔ (ص ۷۵)

پروفیسر اقبال صاحب کی تحریر کے آخر میں حوالے درج ہیں۔ ۴۸ حوالوں میں ۱۸ ''نعت رنگ'' ہی کے ہیں۔ ص ۲۲ سے ص ۷۷ تک پھیلے ہوئے اس مقالے کو کشفی صاحب کے لیے شائع کیے جانے والے کسی مجموعے میں شامل کیا جانا چاہیے تھا، تاہم پروفیسر صاحب نے اتنا تو کیا کہ ''نعت رنگ'' میں مطبوعہ کشفی صاحب کی تحریریں پیش نظر رکھیں لیکن ان تحریروں کے کچھ معترضہ جملوں کے جوابات سے انھوں نے مکمل اغماض کیا۔ یوں وہ کشفی صاحب کی عمدہ باتوں کو سراہتے ہوئے ان کی معترضہ باتوں کی ہم نوائی بھی کرگئے۔ پروفیسر

اقبال صاحب جناب کشفی کے لیے عقیدت کے بیان میں کچھ ویسے ہی الفاظ و انداز استعمال کر گئے جنھیں نعت گوئی میں یا عقائد میں بیان کیا جائے تو بہت اعتراض کیا جاتا ہے بلکہ خود کشفی صاحب ہی کی تحریروں میں وہ اعتراض موجود ہیں۔ پروفیسر صاحب بتائیں کہ ''ایک عظیم ترین ہستی کے خواب کی تعبیر اور تصور کی تجسیم اور فکر کی تکمیل'' کے الفاظ انھوں نے رسول کریم ﷺ کی تشریف آوری کے حوالے سے کس ''عظیم ترین ہستی'' کے لیے بیان کئے ہیں؟ رسول کریم ﷺ سے عظیم ترین ہستی وہ جانتے ہیں کہ ربّ العالمین جل جلالہٗ ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے لیے یہ الفاظ شدید گرفت کے قابل نہیں؟ کیا ان پر توبہ واجب نہیں ہوتی؟ یہ بھی جاننا چاہوں گا کہ قلم کفر و شرک کا مرتکب ہو تو اس قلم کے قلم کار کے لیے کیا حکم ہوگا؟ کیا قلم خود سے مرتکب ہوتا ہے؟ وہ بتائیں کہ بیش تر مذہبی جھگڑے کیا صرف ''قلبی تعلق'' کے فقدان ہی کی دلیل ہیں؟ وہ بتائیں کہ ''سبز گنبد کی عطا'' ہی کہنا مناسب ہے؟ مکینِ سبز گنبد کہنے میں زبان و بیان کا کون سا قانون مانع ہے؟ نیلے آسمان کی عطا کا کیا مطلب ہے؟ نیلا آسمان کیا عطا کرتا ہے؟ اور کیا آسمان واقعی نیلا ہے؟ نماز کو حمد کا شرعی انداز اور نعت کو سیارہ اور شرار معنوی لکھ کر لفظوں کی کہکشاں تو شاید سج گئی لیکن پروفیسر اقبال صاحب خود بھی ملاحظہ فرمالیں کہ کون سے الفاظ کس بیان میں غیر موزوں ہوتے ہیں۔ پروفیسر صاحب سے عرض ہے کہ ''یا'' کا لفظ اگر استعانت و استمداد کو ظاہر کرتا ہے تو وہ بتائیں کہ کیا افراد و اعمال سے استعانت و استمداد ''شرک'' ہے؟ جو اسے شرک یا ناجائز بتاتے ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں:

قرآن کریم میں ہے:

وتعاونوا علی البر والتقوٰی ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان
(المائدۃ۔۲)

اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔

قرآن کریم میں ہے:

استعینوا بالصبر والصلوۃ (البقرہ۔ ۴۵)

اور صبر اور نماز سے مدد چاہو۔

قرآن کریم میں ہے: فاعینونی بقوۃ (الکہف۔ ۹۵)

تو میری مدد طاقت سے کرو۔

☆ احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں: اللہ فی عون العبد ماکان العبد فی عون اخیہ (صحیح مسلم، ابو داؤد، ترمذی، مسند احمد)۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے (مسلمان) بھائی کی مدد میں ہے۔

☆ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ انا لا نستعین بمشرك (ابن ماجہ) ہم مشرکین سے استعانت نہیں کرتے۔

☆ استعینوا بالغدوة والروحة وشی ء من الدلجة (بخاری، بیہقی) صبح و شام اور رات کے پچھلے پہر کے کچھ حصے میں عبادت و خیرات سے مدد حاصل کرو۔

☆ استعینوا بطعام السحر علی صیام النهار وبالقیلولة علی قیام اللیل (ابن ماجہ) سحری کے کھانے سے دن کے روزے پر اور قیلولہ سے رات جاگ کر قیام (عبادت) پر مدد چاہو۔

☆ استعن بیمینك علی حفظك (ترمذی) اپنے دائیں ہاتھ کے ذریعہ اپنی حفاظت پر مدد چاہو۔

☆ استعینوا علی الرزق بالصدقة (کنز العمال) مدد چاہو رزق پر صدقے سے۔

☆ استعینوا علی النساء بالعری فان احداهن اذا کثرت ثیابها واحسنت زینتها اعجبها الخروج۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، کنز العمال) مدد چاہو عورتوں پر بقدر ضرورت لباس کے ذریعے ورنہ جب ان کے پاس کپڑے زیادہ ہوں گے تو وہ ان کپڑوں سے خود کو آراستہ کر کے گھر سے باہر نکلنا چاہیں گی (تاکہ اپنی زینت دوسروں کو دکھائیں)

☆ استعینوا علیٰ انجاح الحوائج بالکتمان (طبرانی معجم، کبیر، کنز العمال) حاجتوں کو پوشیدہ رکھ کر ان کی کام یابی پر مدد چاہو۔

☆ اطلبوا الحوائج الی ذوی الرحمة من امتی ترزقوا وتنجحوا الخ (کنز العمال) حاجت براری چاہو میرے رحم والے امتیوں سے، رزق پاؤ گے اور کام یاب ہو گے۔

☆ اطلبوا الفضل عند رحماء من امتی، تعیشوا فی اکنافهم فان فیهم

رحمتی (کنزالعمال) فضل مانگو میری امت کے رحماء (مہربانوں) سے، ان کے دامن و قرب میں مزے سے رہو گے کیوں کہ میری رحمت ان کے پاس ہے۔

☆ اطلبوا المعروف من رحماء امتی تعیشوا فی اکنافھم (مستدرک)
بھلائی مانگو میری اُمت کے رحماء سے ان کی حفاظت میں مزے کرو گے۔

☆ اطلبوا الخیر عند حسان الوجوه (طبرانی معجم، کبیر) بھلائی مانگو اچھے چہروں والوں سے۔

☆ اطلبوا الحاجات عند حسان الوجوه (میزان الاعتدال) اچھے چہروں والوں سے حاجات طلب کرو۔

☆ اذا طلبتم الحاجات فاطلبوا ھا الی الحسان (اتحاف السادۃ للزبیدی)
جب تم حاجتیں طلب کروتو خوش چہرے والوں سے کرو۔

☆ التمسوا الخیر عند حسان الوجوه (کنزالعمال، ابن عساکر) التماس خیر خوب صورت لوگوں سے کرو۔

☆ ابتغوا الخیر عند حسان الوجوه (کنز العمال) بھلائی خوش چہروں کے پاس چاہو۔

☆ اذا ضل احدکم شیئا واراد عونا وھو بارض لیس بھا انیس فلیقل: یا عباد اللہ اعینونی، یا عباداللہ ! اعینونی، یا عباداللہ ! اعنیونی فان للہ عبادا لایراھم (طبرانی معجم کبیر، کنزالعمال) جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہوجائے (یا راہ بھولے) اور مدد چاہے، اور وہ ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہم دم نہیں تو یوں پکارے، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، کیوں کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنھیں یہ نہیں دیکھتا۔

☆ ان اللہ تعالیٰ یقول: اطلبوا الفضول من الرحماء من عبادی تعیشون فی اکنافھم (مسند عقیلی) بے شک اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، میرے رحم دل بندوں سے فضل مانگو ان کی پناہ میں چین سے رہو گے۔

☆ اطلبوا الخیر والحوائج من حسان الوجوه (طبرانی، معجم کبیر) نیکی اور حاجتیں خوب صورتوں سے مانگو۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں:

''شیخ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ در نماز شام امامت می کرد، چوں ایاک نعبد وایاک نستعین گفت، بے ہوش افتاد، چوں بخود آمد، گفتند اے شیخ تراچہ شدہ بود؟ گفت چوں ایاک نستعین گفتم، ترسیدم، کہ مرا بگویند کہ اے دروغ گو! چرا از طبیب داروی خواہی واز امیر روزی و از بادشاہ یاری می جوئی؟ ولہذا بعضے از علماء گفتہ اند کہ مرد را باید کہ شرم کند ازاں کہ ہر روز و شب پنج نوبت در مواجہ پروردگار خود استادہ دروغ گفتہ باشد، لیکن دریں جا باید فہمید کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد برآں غیر باشد و اورا مظہر عون الٰہی نداند حرام است، واگر التفات محض بجانب حق است و اورا یکے از مظاہر عون دانستہ و نظر بہ کارخانہ اسباب و حکمت اوتعالیٰ درآں نمودہ بغیر استعانت ظاہری نماید، دور از عرفاں نخواہد بود، ودر شرع نیز جائز و رواست، و انبیا و اولیا ایں نوع استعانت بغیر کردہ اند و درحقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق است، لاغیر...'' (تفسیر فتح العزیز پارہ الم)

ترجمہ: حضرت شیخ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے شام کی نماز میں امامت فرمائی، جب (سورۂ فاتحہ کی قرأت و تلاوت کرتے ہوئے اس آیت) ایاك نعبد وایاك نستعین کو پڑھا، بے ہوش ہوکر گے پڑے، جب ہوش میں آئے تو لوگوں نے کہا: اے شیخ! آپ کو کیا ہوگیا تھا؟ (حضرت شیخ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے) فرمایا: جب میں نے ایاک نستعین کہا تو مجھے خوف ہوا کہ (کہیں) مجھ سے یہ نہ کہا جائے کہ اے جھوٹے! پھر طبیب سے دوا کیوں لیتا ہے؟ اور امیر سے روزی اور بادشاہ سے مدد کیوں مانگتا ہے؟ اسی لیے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ انسان کو اپنے پروردگار سے شرم کرنی چاہیے کہ روزانہ پانچ وقت اس (پرور دگار) کے سامنے کھڑا ہوکر جھوٹ بولتا ہے، مگر یہاں خوب سمجھ لینا چاہیے کہ غیراللہ سے اس طرح مدد مانگنا کہ اسی غیر ہی

پر بھروسا ہو اور اس کو اللہ تعالیٰ کی مدد کا مظہر نہ جانا جائے (تو یہ) حرام ہے اور اگر توجہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے اور اس (غیر) کو اللہ تعالیٰ کی مدد کا مظہر جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت اور اس کے کارخانہ اسباب پر نظر کرتے ہوئے ظاہری طور پر غیر سے مدد مانگتا ہے تو ایسا کرنا عرفان سے دور نہیں اور شریعت میں بھی جائز اور درست ہے اور نبیوں ولیوں نے ایسی مدد کی ہے اور حقیقت میں یہ مدد غیراللہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہی سے استعانت ہے ہرگز غیر سے نہیں۔)

مزید ملاحظہ ہو:

''ہاں اگر کسی مقبول بندے کو محض واسطۂ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت در حقیقت اللہ تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔'' (حاشیہ قرآن، ص ۲، از جناب شبیر احمد عثمانی، مطبوعہ بجنور)

جناب اشرف علی تھانوی کا فتویٰ ملاحظہ ہو:

چوں واں غریبہ در احکام اقسام استعانت بالخلوق، سوال: طریق اربعین یعنی چلہ میں حضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب ضیاء القلوب صفحہ ۵۵ میں تحریر فرماتے ہیں: استعانت و استمداد از ارواح مشائخ طریقت بواسطہ مرشد خود کردہ الخ، استعانت و استمداد کے الفاظ ذرا کھٹکتے ہیں، غیراللہ سے استعانت و استمداد بطریق جائز کس طرح کرتے ہیں؟ خالی الذہن ہونے کی تاویل و توجیہ بالکل جی کو نہیں لگتی، ایسی بات ارشاد ہو جس سے قلب کو تشویش نہ رہے۔

الجواب: (۱) جو استعانت و استمداد بالخلوق باعتقاد علم و قدرت مستقل مستمد منہ ہو، شرک ہے۔ (۲) اور جو باعتقاد علم و قدرت غیر مستقل ہو مگر وہ علم و قدرت کسی دلیل صحیح سے ثابت نہ ہو، معصیت ہے (۳) اور جو باعتقاد علم و قدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم و قدرت کسی دلیل سے ثابت ہو، جائز ہے خواہ وہ مستمد منہ حی ہو یا میت (۴) اور جو استمداد بلا اعتقاد علم و

قدرت ہو نہ مستقل نہ غیر مستقل پس اگر طریق استمداد مفید ہو، تب بھی جائز ہے جیسے استمداد بالنار والماء والواقعات التاریخیہ (۵) ورنہ لغو ہے۔ یہ کل پانچ قسمیں ہیں۔'' (بوادر النوادر ص۸۲۔ ۸۳، مطبوعہ ادارہ اسلامیات، لاہور۔ فتاویٰ امدادیہ ص ۹۹۔ ۱۰۰، ج ۴، مطبوعہ تھانہ بھون)

یہ بھی ملاحظہ ہو: ''وفات یافتہ بزرگوں کی روحوں سے امداد کے مسئلہ میں علماء دیوبند کا خیال بھی وہی ہے، جو عام اہل سنّت و جماعت کا ہے، آخر جب کہ ملائکہ جیسی روحانی ہستیوں سے خود قرآن ہی میں ہے کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کی امداد کراتے ہیں۔ صحیح حدیثوں میں ہے کہ واقعۂ معراج میں رسول اللہ ﷺ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تخفیفِ صلوات (نمازوں کی تعداد کم کروانے) کے مسئلہ میں امداد ملی اور دوسرے انبیاء علیہم السلام سے ملاقاتیں ہوئیں، بشارتیں ملیں، تو اسی قسم کی ارواحِ طیبہ سے کسی مصیبت زدہ مومن کی امداد کا کام قدرت اگر لے تو قرآن کی کس آیت یا کس حدیث سے تردید ہوتی ہے؟ اور سچ تو یہ کہ آدمی کو عام طور پر جو امداد بھی مل رہی ہے حق تعالیٰ اپنی مخلوقات ہی سے تو یہ امدادیں پہنچارہے ہیں۔'' (سوانح قاسمی، ص ۳۳۲ / ۱، از جناب مناظر احسن گیلانی، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

اس موضوع پر اپنی کتاب ''مزارات و تبرکات اور ان کے فیوضات'' میں متعدد اقتباس علمائے دیو بند کی تحریروں سے میں نے پیش کیے ہیں، میری کتابوں ''حقائق'' اور ''سفید و سیاہ'' میں اس حوالے سے تفصیل دیکھی جاسکتی ہے، یہاں وہ تمام عبارات نقل کروں تو ''نعت رنگ'' کی نصف ضخامت بھی ناکافی رہے، کچھ اشعار ضرور نقل کررہا ہوں، ملاحظہ ہوں:

حضرت سیدنا امام زین العابدین علی اوسط رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

یا رحمۃللعالمین ادرک لزین العابدین
محبوس اید الظالمین فی موکب والمذدھم

(اے تمام جہانوں کے لیے رحمت (ﷺ) زین العابدین کی مدد کو
آیئے، اس ازدحام میں وہ ظالموں کے ہاتھ میں قید ہے)

حضرت سیدنا امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

یا اکرم الثقلین یا کنز الوریٰ
جدلی بجودک وارضنی برضاک

انا طامع بالجود منك ولم يكن
لابی حنیفه فی ا لانام سو اك

(مجموعۃ القصائد، ص ۴۲، مطبوعہ مجتبائی، دہلی)

اے مخلوقات میں سب سے زیادہ عزت والے، اے (اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے) مخزن، اپنے جود وسخا سے میرے لیے بھی عطا فرمایئے، اور اپنی رضا وخوش نودی سے مجھے بھی اپنی رضا عطا کیجئے۔ میں آپ سے جود وسخا کی طمع رکھنے والا ہوں اور آپ کے سوا تمام مخلوق میں ابوحنیفہ کو کوئی نوازنے والا نہیں۔

حضرت ابوالحسن امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ، اپنے قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں:

يا اكرم الخلق مالی من الوذ به
سواك عند حلول الحادث العمم

اے مخلوق میں سب سے زیادہ عزت وکرم والے آقا (ﷺ) آپ کے سوا میرے لیے کوئی نہیں کہ جس سے ہر مصیبت کے وقت مدد کی التجا کروں۔

عاشق رسول حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ السامی فرماتے ہیں:

زمجوری بر آمد جان عالم
ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمۃ للعالمینی
زمہجوراں چرا فارغ نشینی

(زلیخا)

حضرت شمس العارفین شمس تبریز رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

یارسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی
برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی
یارسول اللہ تو دانی امتانت عاجز اند
عاجزاں را رہ نما وجملہ را ماوٰی توئی

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، خالق کے حبیب یکتا اور ذوالجلال

رب تعالٰی کے لاثانی برگزیدہ آپ ہی ہیں، آپ جانتے ہیں کہ آپ کی اُمت عاجز ہے، ان عاجزوں کے رہ نما اور سب کو پناہ دینے والے بھی آپ ہی ہیں۔

شیخ محقق حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بہرصورت کہ باشد یارسول اللہ کرم فرما
بلطف خود سرو سامان جمع بے سروپا

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہر حال میں ہم پر کرم فرمایئے، ہم بے سروسامان ہیں، ہمارا سروسامان آپ کا لطف وکرم ہی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ویا خیر من یرجی لکشف رزیة
ومن جوده فاق جود السحائب
وانت مجیر من بجوم ملمة
اذا نشبت فی القلب شر المخالب

(اطیب النغم فی مدح سیّد العرب والعجم ﷺ)

اور اے وہ بہترین جس سے سختی ومصیبت دفع ہونے کی امید کی جاتی ہے اور جس کی سخاوت برسنے والوں بادلوں سے بہت زیادہ ہے اور آپ سختی کے حملوں سے پناہ دینے والے ہیں جب کہ بدترین مصیبتیں آپڑیں۔

جناب حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شفیع عاصیاں تم ہو وسیلہ بے کساں تم ہو
تمھیں چھوڑ کر اب کدھر جاؤں بتاؤ یارسول اللہ (ﷺ)
جہاز امت کا حق نے کردیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یارسول اللہ (ﷺ)

(گل زار معرفت)

دوسرے مقام پر یہی حاجی صاحب یوں عرض کرتے ہیں:

یا محمد مصطفیٰ (ﷺ) فریاد ہے
اے حبیب کبریا (ﷺ) فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل
اے مرے مشکل کشا فریاد ہے

(مناجات نالۂ امداد غریب)

جناب محمد قاسم نانوتوی کہتے ہیں:

کروڑوں جرموں کے آگے یہ نام کا اسلام
کرے گا یانبی اللہ میرے پہ کیا پکار
مدد کر اے کرمِ احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمی ص ۶)

جناب اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

یاشفیع العباد خذ بیدی
انت فی الاضطرار معتمدی
لیس لی ملجاء سواك اغث
مسّنی الضّرسیدی و سندی
غشنی الدهر یا بن عبدالله
کن مغیثا فانت لی مدد ی
یارسول ا لا له بابك لی
من غمام الغموم ملتحدی
لیتنی کنت ترب طیبتکم
فالتشمت النعال فاك قدی

اے بندوں کی شفاعت کرنے والے میری دست گیری فرمایئے۔ آپ ہر مشکل میں میری آخری امید اور سہارا ہیں ۔ آپ کے سوا مجھے کوئی

پناہ دینے والا نہیں، میرے سردار میرے آقا میری فریاد سنئے میں سخت تکلیف میں مبتلا ہوں۔ زمانے کی مصیبتوں نے مجھ کو گھیر لیا ہے، اے ابن عبداللہ میری فریاد سنئے میری مدد فرمایئے:

میں ہوں بس اور آپ کا در، یارسول
ابر غم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی
کاش ہوجاتا مدینہ کی میں خاک
نعل بوسی ہوتی کافی آپ کی

(نشرالطیب فی ذکر النبی الحبیب (ﷺ)، ص ۱۶۴، مطبوعہ دارالاشاعت دیوبند)

جناب نواب صدیق حسن خان بھوپالی قصیدۃ العنبریہ میں فرماتے ہیں:

یاسیدی یا عروتی و وسیلتی
یا عدتی فی شدۃ ورخاء
یا مقصدی یا اسوتی و معاضدی
وذریعتی یا مرصدی مولائی
شفّعت جاھك ضارعا متذللا
مالی وراء ك صارف الضراء
انت المغیث برحمۃ و کرامۃ
فی غمۃ و غوایل و بلاء
انجح مرامی یا کریم کرائم
انت القدیر علی نفاذ رجائی
مالی وراء ك مستغاث فارحمن
یارحمۃ للعالمین بکائی

اے میرے سردار، اے میرے سہارے اور میرے وسیلے۔ اے میرے سختی و نرمی کی حالت سازو سامان۔ اے میرے مقصد، اے میرے پیشوا اور میرے پروردگار اور میرے ذریعہ اور اے میرے ٹھکانے، میرے مولا۔ میں نے نہایت عاجزی و انکساری سے آپ کی عزت و

جاہ کو شفیع بنایا کیوں کہ میرے لیے آپ کے سوا تکلیف و مصیبت کو کوئی دفع کرنے والا نہیں۔ آپ مددگار ہیں اپنی رحمت و کرامت کے ساتھ ہر سختی اور مشکلات و بلا میں۔ میرے مقاصد پورے فرماؤ، اے بزرگیوں اور کرامتوں والے، آپ میری امید کے پورے کرنے پر قادر ہیں۔ آپ کے علاوہ میرا کوئی فریاد رس نہیں، اے رحمۃ للعالمین، میری گریہ و زاری کو دیکھو اور مجھ پر رحم کرو۔ (مآثر صدیقی موسوم بہ سیرت والا جاہی، ص۳۰۔ ۲/۳۱)

جناب اشرف علی تھانوی اپنے ایک استاد و مرشد کو یوں لکھتے ہیں:

یا مرشدی یا موئلی یا مفزعی
یا ملجائی فی مبدئی و معادی
ارحم علی یا غیاث فلیس لی
کھفی سؤی حبیکم من زاد
فاز الانام بکم وانی ھائم
فانظر الی برحمۃ یا ھاد
یا سیدی للہ شیأ انہ
انتم لی المجدی وانی جادی

میرے مرشد میرے موٰلی مری وحشت کے انیس
مری دنیا کے مرے دین کے اے جائے پناہ
میرے فریاد رسا مجھ پہ ترس کھاؤ کہ میں
آپ کی حب کے سوا رکھتا نہیں توشہ راہ
خلق فائز ہو شہا آپ سے اور میں حیران
رحم کی ہادی من اب تو ادھر کو بھی نگاہ
میرے سردار خدا واسطے کچھ تو دیجے
آپ معطی ہیں مرے میں ہوں سوالی الی اللہ

(تذکرۃ الرشید، ص ۱۱۴، ج ۱)

مذکورہ بالا آیات و احادیث اور کچھ عبارات و اشعار میں افراد و اعمال سے استمداد و استعانت کا واضح ثبوت پیش کر کے معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ پروفیسر اقبال صاحب کیا اسے اپنے نبی سے امتی کا اور مرید کا اپنے مرشد سے صرف تخاطب ہی کہیں گے؟ لفظ ''یا'' کے استعمال کو شرک کہنے والے اپنے ان علمائے دیو بند و وہابیہ کے بارے میں کیا کہیں گے؟ یہ تو نہیں ہوسکتا کہ ''یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی شیأ للّٰہ'' کہنے والے سنّی (بریلوی) کو مشرک کہا جائے اور جناب اشرف علی تھانوی کو ''یا سیدی للّٰہ شیأ انه'' کہنے پر بھی موحد مانا جائے۔ پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ اس موضوع پر بہت تفصیل ابھی باقی ہے، تاہم امید کرتا ہوں کہ لفظ ''یا'' کے استعمال کو غلط قرار دینے والے اور استمداد و استعانت کو شرک بتانے والے اس قدر تفصیل کے مطالعے کے بعد اپنے غلط موقف سے رجوع کرلیں گے ورنہ ''میں نہ مانوں'' تو لاعلاج مرض ہے۔ فزادھم اللّٰہ مرضا

(''نعت رنگ'') شمارہ ۱۲ کے ص ۷۸ سے ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب آزاد فتح پوری کی پرمغز تحریر دل پذیر بعنوان ''نعتیہ شاعری خارج از نصاب کیوں؟'' شروع ہوئی ہے۔ اپنی اس تحریر کی ابتداء میں وہ یہ بھی لکھ گئے ہیں:

> ادب انسانی جمالیاتی روح کا اظہار اس کی تہذیب کی علامت اور اس کی بقا کی ضمانت ہے، اس کا مقصد انسان کو بلا تفریق ملت و مذہب، بلا لحاظ ملک و قوم اور بلا تقسیم رنگ و نسل پہلے سے زیادہ مہذب، پہلے سے زیادہ ذہین، پہلے سے زیادہ کارآمد، پہلے سے زیادہ شریف النفس، پہلے سے زیادہ راست گو، پہلے سے زیادہ مشفق، پہلے سے زیادہ درد مند، پہلے سے زیادہ غیر ضرر رساں، پہلے سے زیادہ نیک اور پہلے سے زیادہ مہذب بنانا ہے۔ اسی کو مجملاً یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ ادب کا مقصد یہ ہے کہ وہ انسان کو خود شناس اور باطن آگاہ بنائے اور اس میں زندگی کی آگہی اور بصیرت بے دار کردے تاکہ وہ ادب سے حظ اور مسرت حاصل کرنے کے لائق بن جائے...

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل آزاد صاحب فتح پوری کی یہ تحریر نعت شریف کے حوالے سے ہے اور ہر مسلمان بخوبی جانتا ہے کہ دین اسلام نے انسان اور انسانیت اور زندگی کا جو تصور اور

لائحۂ عمل دیا ہے، اس کی نظیر کسی اور دھرم یا مذہب میں یوں نہیں ہے۔ ''ادب'' اتنا کارگر ہے تو کوئی ''ادیب'' ان تمام خوبیوں کا مرقع ضرور ہوتا اور ادبی حلقوں میں یہ خوبیاں پائی جاتیں، ڈاکٹر آزاد صاحب فتح پوری نے جس ''ادب'' کے تناظر میں یہ باتیں لکھی ہیں اس کے حوالے سے تو یہ ان کی لفاظی ہی شمار ہوگی، وہ خود لکھتے ہیں کہ اس ادب کے بارے میں نقادوں کے نظریات مختلف رہے ہیں اور ادب، اچھا برا، معیاری اور غیر معیاری بھی ہے۔

ڈاکٹر صاحب ص ۸۱ پر لکھتے ہیں کہ: ''...اس کے بعد راقم ان وجوہ وعلل پر روشنی ڈالے گا جن کی بنیاد پر نعتیہ شاعری نصاب سے باہر رکھی گئی ہے...'' ڈاکٹر آزاد صاحب اور دیگر اہل علم و اہل قلم سے یہ عرض ہے کہ ایسے ہی جملے دینی محافل و مجالس اور تحریر و تقریر میں بھی کہے سنے جاتے ہیں۔ ''روشنی ڈالنا'' کوئی ایسے لفظ نہیں کہ لازمی سمجھے جائیں، بیش تر عنوان وہ ہوتے ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے، ان پر روشنی ڈالنا کہا جائے تو میرے نزدیک غیر موزوں ہوگا۔

ڈاکٹر آزاد صاحب نے اپنے مضمون کے آخر میں لکھا ہے: ''یہاں پر یہ بات مدنظر رہے کہ رحمت کونین ﷺ نے کسی کلمہ گو کو کافر کہنے سے منع فرمایا ہے۔ ملا علی قاری لکھتے ہیں: ان المسئلة المتعلقة بالكفر اذا كان لها تسع و تسعون احتمالا للكفر و احتمال واحد فی نفیه فالاولی للمفتی والقاضی ان یعمل بالا حتمال الثانی۔ (مسلم شریف جلد اول صفحہ ۲۲۵، مطبع اصح المطابع جامع مسجد دہلی)

(جو مسئلہ کفر سے متعلق ہو رہا ہو اگر اس میں ننانوے احتمال کفری معنوں کے ہوں اور ایک احتمال اس کی نفی کر رہا ہو تو مفتی اور قاضی کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ اس احتمال کا اعتبار کریں جو کفر کی نفی کرتا ہو)۔'' (ص ۱۰۸، ''نعت رنگ'' شمارہ ۱۲)

اس حوالے سے ڈاکٹر آزاد صاحب اور ''نعت رنگ'' کے قارئین کو یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کسی مسلمان کہلانے والے کے کلام میں کفر کا ننانوے فی صد صرف احتمال ہو اور صریح کفر نہ ہو تو اس کلام میں مفتی و قاضی کے لیے تاویل کی گنجائش ہوگی لیکن کسی کے کلام میں کوئی لفظ یا جملہ صریح مفہوم والا ہو تو اس میں کسی وجہ کا لحاظ کر کے تاویل کرنا جائز نہیں کیوں کہ کلام میں صراحت کے باوجود جو تاویل کی جائے گی وہ فاسد ہوگی اور فاسد تاویل کفر کی طرح ہے، ''نعت رنگ'' شمارہ ۱۲ میں شائع ہونے والی میری تحریر میں تاویل کے حوالے

سے کچھ ذکر ہے تاہم پھر ملاحظہ ہو:

تاویل کے معنی "فرہنگ عامرہ" میں یہ درج ہیں: "ظاہر سے پھیر کر دوسرے معنی پہنانا۔" جناب محمد انور شاہ کشمیری اپنی کتاب اکفار الملحدین (مطبوعہ دارالکتب علمیہ، پشاور) کے ص ۹۰ پر لکھتے ہیں:

> لفظ صریح میں تاویل کا دعویٰ قبول نہیں کیا جاتا۔" ان کی اس کتاب میں ایک پورا باب اسی عنوان سے ہے کہ "ضروریات دین میں تاویل قبول نہیں کی جاتی۔

اسی کتاب کے ص ۷۸ پر لکھتے ہیں:

> فاسد تاویل کفر کی طرح ہے۔

اور اسی صفحہ پر ہے کہ:

> ضروریات دین میں تاویل کرنا دافع کفر نہیں۔

جناب اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

> مجموعہ ایمان و کفر کا کفر ہی ہے ... ورنہ دنیا میں ایسا کوئی کافر نہ نکلے گا جس کا ہر عقیدہ کفریہ ہی ہو۔ کثرت سے کافر، صانع کے قائل ہیں، کثرت سے، معاد کے قائل ہیں اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اگر ننانوے وجوہ کفر کی ہوں اور ایک ایمان کی تو ایمان حکم کیا جائے گا۔ اس سے مراد کسی ایک ہی (غیر صریح) قول یا فعل کے وہ وجوہ ہیں جن میں دونوں احتمال ہیں جیسے ایک کلام کے کئی معنی ہو سکتے ہیں۔ (حکیم الامت، ص ۲۶۴، مطبوعہ ایم شمس الدین تاجران کتب، لاہور، ۱۹۶۷ء)

تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

> جس شخص میں کفر کی کوئی (ایک بھی) وجہ قطعی ہو گی (اسے) کافر کہا جاوے گا اور حدیثیں اس شخص کے بارے میں ہیں جن (کے کلام) میں کوئی وجہ قطعی نہ ہو۔ اور اس مسئلہ کے یہ معنی ہیں کہ اگر کوئی امر قولی یا فعلی ایسا ہو کہ محتمل کفر و عدم کفر دونوں کو ہو، گو احتمال کفر غالب اور اکثر ہو، تب بھی تکفیر نہ کریں گے، نہ یہ کہ تکفیر قطعی پر بھی تکفیر نہ

کریں گے کیوں کہ کافر کے یہ معنی نہیں کہ اس میں تمام وجوہ کفر کی جمع ہوں، ورنہ جن کا کفر منصوص ہے وہ بھی کافر نہ ہوں گے۔ (فتاویٰ امدادیہ، ج ۲، ص ۱۲۰، مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۳۴۶ھ)

تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

اگر کسی میں ایک بات بھی کفر کی ہوگی وہ بالاجماع کافر ہے۔ (افاضات یومیہ، ج ۷، ص ۲۳۴)

مزید لکھتے ہیں:

کفر کے لیے ایک بات بھی کافی ہے، کیا کفر کی ایک بات کرنے سے کافر نہ ہوگا؟ (افاضات یومیہ، ص ۲۴، ج ۶)

ڈاکٹر صاحب کی اس تحریر میں آیات و احادیث کی کمپوزنگ میں خاصی غلطیاں ہوئی ہیں یا وہ غلطیاں اصل مسودے ہی میں ہوں گی۔ ص ۱۰۹ میں حدیث کے الفاظ یوں درج ہیں:

اللھم جوانباً ولاعلینا

جب کہ حدیث شریف کے الفاظ یوں ہیں:

اللھم حوالینا لاعلینا

''نعت رنگ'' شمارہ ۱۲ کے ص ۱۱۲ پر بھارت کے سید حسین احمد صاحب کی تحریر ہے، اس کا عنوان ہے: ''کیا نعت ایک صنف سخن ہے؟''

وہ لکھتے ہیں:

لیکن نعتیہ شاعری کی اتنی طویل عمر ہونے کے باوجود اسے موضوعاتی شاعری کا ہی درجہ حاصل رہا، اسے صنف سخن نہیں کہا جاسکتا کیوں کہ نہ ابھی تک اس کا فارم مقرر ہوا ہے اور نہ اجزائے ترکیبی۔

ص ۱۱۵ پر یہی بات وہ پھر دہراتے ہیں:

لیکن نعت کے لیے ابھی تک کوئی فارم مقرر نہیں ہوسکا ہے اور نہ ہی اجزائے ترکیبی اب آپ ہی بتائیں اسے صنف سخن کس طرح کہہ سکتے ہیں۔ اسلاف نے بھی اسے صنف سخن قرار نہیں دیا ہے... بحر الفصاحت

کے علاوہ اصناف ادب پر اور بھی جتنی معتبر کتابیں ملتی ہیں کسی میں بھی نعتیہ مشاعری کو صنف سخن نہیں قرار دیا گیا ہے اور نہ ہی اس کے لیے الگ باب قائم کیا گیا ہے۔ لہٰذا جس طرح اردو اور فارسی شاعری کا بڑا حصہ صوفیانہ اشعار پر مشتمل ہے لیکن اسے صنف کا درجہ حاصل نہیں۔ ٹھیک اسی طرح نعتیہ شاعری مضامین سخن میں سے تو ہے لیکن صنفِ سخن نہیں۔

ص ۱۱۶ پر لکھتے ہیں:

نعت صرف توشۂ آخرت نہیں ہے بلکہ ادب بھی ہے۔

جناب سیّد حسین احمد نے اصناف سخن کی تعریف و تقسیم کرنے والوں کے حوالے سے (شاید) یہ لکھا ہے مجھ سا کم علم و کم فہم یہ جاننا چاہتا ہے کہ ''صنف سخن'' کی تعریف کی بنیاد کیا ہے ؟ 'نعت کو ''مضامین سخن'' اور ادب تو خود انھوں نے بھی تسلیم کیا ہے یعنی نعت بلاشبہ سخن تو ہے صرف ''صنف'' کا سابقہ اس کے ساتھ لگانے کے لیے فنی طور پر جو اعتراض انھیں مانع ہے وہ فارم اور اجزائے ترکیبی کے تعین و تقرر کا ہے۔ اس بارے میں مروّجہ فنی اور تکنیکی قواعد و ضوابط سے واقف نہ ہونے کے باوجود یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اردو معاشرے میں اصناف سخن کی تعریف و تقسیم وغیرہ سے پہلے بھی نعت تھی بلکہ اردو نہیں تھی اور نعت تھی، شاعری میں غزل، نظم، رباعی، مرثیہ وغیرہ کی تقسیم سے پہلے نعت تھی اور اسے نعت ہی کہا اور شمار کیا گیا۔ نعتیہ غزل یا نعتیہ رباعی کے نام تو بہت بعد کے دور میں لکھے پکارے گئے ہیں۔ اس پہلے سے موجود نعت کو کیا کہا جائے گا ؟ اردو دان طبقے کا اپنے معاشرے میں حمد و نعت کی اصطلاحی تقسیم طے کرلینے کا یہ مطلب نہیں کہ عربی دان طبقے اور عرب معاشرے میں بھی یہی استعمال بلفظہٖ اور بعینہٖ منوایا جائے۔ لفظ ''ثناء'' کی مثال سامنے ہے، اردو دان طبقہ اس کی معنوی حد بندی پر کوئی اصرار نہیں کرتا۔ متعدد لفظوں کی ایک فہرست یہ فقیر ہی فراہم کرسکتا ہے جن کے اصل لغوی اور ہمارے ہاں اصطلاحی معنوں کا استعمال مختلف ہے اس کے باوجود ان الفاظ کے وسیع استعمال پر اختلاف نہیں کیا جاتا۔ شعر کہنے والے کو صرف شاعر کہا جاتا ہے خواہ وہ کسی ایک مروّجہ صنف ہی میں کلام کہے، ہر صنف کے حوالے سے اس کا نام نہیں پکارا جاتا، یعنی نظم کہنے والے کو صرف ناظم نہیں کہا جاتا بلکہ نظم کا لفظ بھی لغت میں وسعت رکھتا ہے اور کئی

معنی دیتا ہے اور کیا باقی اصنافِ سخن میں ''نظم'' نہیں؟ کیا بے نظمی اور بدنظمی پائی جاتی ہے ان میں؟ ''غزل'' کے لفظ کے لیے ذرا لغت کھولیے اور دیکھیے کیا کیا معانی درج ہیں۔ غزل نگار کو غازل کیوں نہیں پکارا جاتا؟ کیا غزل ''سیاسی'' نہیں ہوتی؟ کیا مضامین اور موضوعات کا سابقہ دیگر مروّجہ اصنافِ سخن کے ساتھ نہیں پکارا جاتا؟ جب معاشرے میں ''نعت'' کے اصطلاحی طور پر ایک معنی و مفہوم پر اتفاق کیا جاسکتا ہے تو اس کے ''صنفِ سخن'' مانے جانے میں کیا حقیقی عذر مانع ہے؟ میری یہ عرض اگر شاعری کے مروّجہ متفقہ اصول و قواعد کے مطابق فضول ہے تو معذرت خواہ ہوں۔

''نعت رنگ'' کی مجلسِ مشاورت میں دو نام بہت اہم اور نمایاں ہیں۔ جناب رشید وارثی اور جناب عزیز احسن۔ ''نعت رنگ'' کے شمارہ ۱۲ میں محترم جناب رشید وارثی کی کوئی نثری تحریر شامل نہیں البتہ عزیز احسن صاحب کی کئی تحریریں شامل اشاعت ہوئیں۔ گزشتہ شماروں میں متعدد کتابوں پر عمدہ تبصرے جناب عزیز احسن کے شائع ہوئے، اس شمارے میں ص ۱۹۰ پر بعنوان ''تیرا وجود الکتاب'' ...ایک مطالعہ''، جناب عزیز احسن کی تحریر ہے۔ اس تحریر میں جناب عزیز احسن نے تبصرے کی تحریروں سے الگ انداز کا کشادگی سے مظاہرہ کیا ہے جو یہ تأثر دیتا ہے کہ اس تحریر میں ان کے قلم پر حقیقت سے زیادہ عقیدت کا غلبہ رہا یا پھر رعایت کا عنصر غالب رہا۔

محترم سیّد صبیح رحمانی صاحب! ''نعت رنگ'' کے اس شمارے میں گوشۂ غالب بھی ہے۔ آپ نے سات تحریریں (نثری) بحوالہ غالب شائع کی ہیں۔ مجھے ''نعت رنگ'' کے بارہ شماروں میں جس قدر تنقید و تاکید، طرزِ نگارش اور الفاظ و انداز کے حوالے سے تحریروں میں دیکھنے پڑھنے کو ملی اس سے یہی پیغام واضح ہوا کہ ہر طرح احتیاط کا دامن کسی لمحے اور مرحلے پر نہیں چھوڑنا چاہیے اور حقائق کو ہرگز نظر انداز نہیں کرنا چاہیے، لیکن ڈاکٹر یحییٰ نشیط جیسے اہلِ قلم جو اکثر صحیح اور معتبر روایات کو تسلیم کرنے میں بھی تامل کرتے ہیں، وہ جب کسی اپنے پسندیدہ شخص یا شاعر یا ادیب کا تذکرہ کرتے ہیں تو سب کچھ لکھ دینا روا جانتے ہیں۔ جناب سید حسین علی ادیب رائے پوری ہوں یا عزیز احسن صاحب یا پروفیسر اقبال جاوید صاحب... (واضح رہے کہ خود کو مستثنیٰ نہیں کررہا ہوں) ہم سبھی کو یہ یاد رکھنا ہے کہ حسنِ ظن (خوش گمانی) اور کشادگی اچھی بات ہے لیکن شریعت و سنّت اور عقیدہ و ایمان ہر طرح مقدم اور اہم ہے۔

جناب عزیز احسن نے اپنی تحریر میں محمد حسین آزاد، ابوالکلام آزاد اور عبدالماجد دریا آبادی کے ساتھ ''مولانا'' لکھنا ضروری سمجھا لیکن اصحاب نبوی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ ''حضرت'' لکھنا گوارا نہ کیا جب کہ اتنی بات وہ بخوبی جانتے ہوں گے کہ اصحاب نبوی رضوان اللہ علیہم اجمعین اُمت میں بہترین ہستیاں ہیں اور کوئی غیر صحابی ہر گز صحابی کے برابر نہیں ہوسکتا۔

جناب عزیز احسن ص ۱۹۱ پر لکھتے ہیں:

> مصنف علام فرماتے ہیں، ''غیر شرعی ظاہر و باطن کے ساتھ نعت کہنا، ذوق نعت سے ایک خوف ناک تلعب ہے۔ سوچتا ہوں کہ ایسے لوگ تمازت آفتاب سے کیسے بچ سکیں گے کیوں کہ خراج عقیدت سے کہیں زیادہ خراج اطاعت مطلوب ہے۔'' (ص ۹۷، تیرا وجود الکتاب)

مجھے پروفیسر محمد اقبال جاوید صاحب کی اس بات سے کوئی اختلاف نہیں کہ ہر اُمتی کو اپنے نبی پاک ﷺ کی اطاعت و اتباع کا پیکر ہونا چاہیے اور نعت شریف کہنے پڑھنے والے کو دوسرے عام افراد کی نسبت زیادہ پابندی کرنی چاہیے کیوں کہ وہ حبِ رسول (ﷺ) کا دعوٰی بھی کرتا ہے اور اس دعوے کا اعلان بھی کرتا ہے تو اس کا اپنا ظاہر و باطن اس دعوے پر دلیل ہونا چاہیے ورنہ دعوٰی صرف زبانی کلامی شمار ہوگا۔ مجھے پروفیسر صاحب اور جناب عزیز احسن صاحب سے یہ کہنا ہے کہ ''خراج اطاعت مطلوب ہونے'' کے الفاظ محل نظر ہیں۔ کوئی اُمتی اگر عمل کرتا ہے تو اپنے بھلے کو کرتا ہے۔ اگر عمل نہیں کرتا تو اپنے خسران میں اضافہ کرتا ہے، اللہ کریم جل شانہٗ بے نیاز ہے اور رسول کریم ﷺ کی شان بھی قرآن میں واضح بیان ہوئی اور رسول پاک ﷺ نے منصب نبوت ورسالت کے فرائض بہ تمام و کمال ادا فرمائے، اگر کوئی احکام وتعلیمات اور ہدایات پر عمل نہیں کرتا تو وہ میرے رؤف و رحیم اور عظیم و کریم نبی پاک ﷺ کا ہر گز کوئی نقصان نہیں کرتا بلکہ قرآن کریم میں اللہ کریم جل شانہ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو فرمایا کہ جو نہیں مانتے ان کا غم نہ کیجیے۔ یہ آیت بھی پیش نظر رہے

قل لااسئلکم علیه اجرا الاالمودة فی القربیٰ (الشوریٰ۔۲۳) (آپ فرمائیے میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت)

بخاری شریف میں حدیث شریف ہے کہ ایک صحابیِ رسول (رضی اللہ عنہ) نے رسول کریم ﷺ سے عرض کی کہ قیامت کب آئے گی؟ مخبر صادق میرے محبوب و مطلوب آقا ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ صحابیِ رسول رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں نماز روزے زیادہ نہیں میرے دل میں آپ کی محبت ہے تو میرے نبی پاک ﷺ نے فرمایا المرء مع من احب ''قیامت میں تم اس کے ساتھ ہوگے جس سے تم بہت محبت رکھتے ہو۔'' بلاشبہ ہر مسلمان کو جاننا ماننا چاہیے کہ اسے اللہ کریم اور رسول کریم ﷺ کے احکام اور ہدایات و تعلیمات کا پابند ہونا چاہیے اور فرائض واجبات اور سنتوں کا سچا پکا عامل ہونا چاہیے اور جو جتنا زیادہ عابد و زاہد متقی ہے اتنا ہی کام یاب ہے اور محبّ بلاشبہ اپنے محبوب کا مطیع و فرماں بردار ہوتا ہے۔ اللہ کریم ان تمام احباب کو ہدایت و توفیق عطا فرمائے جو حبِ رسول ﷺ تو رکھتے ہیں مگر اس کے تقاضے پورے نہیں کرتے۔ اللہ کرے کہ وہ اپنے ظاہر و باطن میں ہم آہنگ ہوکر اپنی دنیا و آخرت سنواریں۔

ص ۱۹۲ پر عزیز احسن صاحب لکھتے ہیں:

> نعت گو شعراء کے تذکرے کے ضمن میں ہم اس کتاب میں چودہ شاعروں کا ذکر دیکھتے ہیں'' (ان چودہ افراد کے نام لکھ کر عزیز احسن صاحب لکھتے ہیں: ''اس فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف موصوف نے بڑے اخلاص کے ساتھ اخیارِ اُمت کا انتخاب کیا ہے۔ ان کے اس انتخاب سے اخلاص کے ساتھ ساتھ علمی سطح پر ان کا معروضی زاویۂ نظر بھی سامنے آتا ہے۔ انھوں نے کسی اہم نام کو کسی مسلک کی جوئے کم آب کی نذر نہیں ہونے دیا ہے۔ سب کو عشاقِ رسول ﷺ اور شمعِ رسالت ﷺ کے پروانوں کی حیثیت سے دیکھا ہے۔ اس رویے سے ایک تاثر یہ بھی ملتا ہے کہ تذکرۂ نعت گویاں کے وسیلے سے مصنف اتحاد بین المسلمین کی فضا قائم کرنے کے متمنی ہیں۔

ص ۱۹۸ پر عزیز احسن صاحب لکھتے ہیں کہ:

> حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ (۱۸۱۸ء-۱۸۹۹ء) کے تذکرے میں لکھا ہے ''آپ کی عظمت کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ آپ کے

خلفائے کرام میں ایسی ایسی نادر شخصیات موجود ہیں جن کی محرابِ عظمت میں تاریخِ دعوت و عزیمت جھکتی اور جن کے حضور میں عفت قلب ونظر دو زانو نظر آتی ہے۔" (معاذ اللہ) (ص ۱۹۱، تیرا وجود الکتاب)

اس جملے کے بعد پروفیسر اقبال جاوید صاحب نے جناب رشید احمد گنگوہی، جناب محمد قاسم نانوتوی، جناب محمود الحسن دیوبندی، جناب اشرف علی تھانوی اور جناب حسین احمد مدنی کے نام لکھ کر انھیں سپہر دین و دانش کا ماہ تاب قرار دیا ہے اور عزیز احسن صاحب نے دونوں اقتباس نہ صرف پسند کیے بلکہ انھیں منتخب کر کے نقل کیا۔

محترم عزیز احسن صاحب کے بارے میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ وہ "نعت رنگ" کے اساطین میں نمایاں ہیں۔ "نعت رنگ" کے گزشتہ تمام شمارے ان کے مطالعے میں رہے ہوں گے اس کے باوجود وہ لفظ "مسلک" لکھ کر اس کے ساتھ "جوئے کم آب" بھی لکھ گئے اور اسے منفی درجہ دیا۔ عزیز احسن صاحب کے نزدیک شاید مسلک کی وہ اہمیت نہ ہو جو ہر مسلمان کے نزدیک مسلکِ حق کی ہونی چاہیے اور مسلکِ حق اہلِ سنت و جماعت کے سوا کسی اور مسلک کی حقانیت قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔ "اہل سنت و جماعت" کے حوالے سے یہ فقیر پہلے ہی "نعت رنگ" میں تحریر پیش کر چکا ہے اس کا جواب تو کسی سے ہو نہ سکا، ہاں یہ ضرور ہوا کہ حقائق کے اس بیان کو معترضہ قرار دیا گیا اور مسلکی اجارہ داری کی باتیں کی گئیں۔ محترم عزیز احسن صاحب خود بتائیں کہ شریعت و سنت سے متضاد و متصادم اور کتاب و سنت کے خلاف باتوں کی گرفت کیا مسلکی اجارہ داری کہلائے گی؟ پروفیسر محمد اقبال جاوید صاحب کے ان الفاظ کو محترم عزیز احسن صاحب میزانِ شریعت پر خود پرکھ لیں اور بتائیں کہ کیا وہ ان کو روا جانیں گے؟ "آپ کی عظمت کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ آپ کے خلفائے کرام میں ایسی ایسی نادر شخصیات موجود ہیں جن کی محرابِ عظمت میں تاریخ دعوت و عزیمت جھکتی اور جن کے حضور میں عفتِ قلب ونظر دو زانو نظر آتی ہے۔" (ص ۱۹۱، تیرا وجود الکتاب)

پروفیسر صاحب نے جن "نادر شخصیات" کے لیے یہ لفاظی کی ہے انھی کی اپنی تصانیف سے یہ چند عبارات ملاحظہ ہوں اور پھر خود پروفیسر صاحب ہی بتائیں اور جناب عزیز احسن بھی کہ کیا یہ لفاظی ان نادر شخصیات کے لیے کسی طرح "روا" ہے؟ واضح رہے اپنی کتاب "تیرا وجود الکتاب" کے ص ۱۰ پر خود پروفیسر صاحب نے لکھا ہے:

ارادت مندانہ مبالغہ آرائیاں بدعت و ضلالت ہی کی قابلِ نفرین

شکلیں ہیں۔

جناب محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:

انبیا اپنی اُمت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں، باقی رہا عمل، اس میں بسا اوقات بظاہر اُمتی مساوی ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ (تحذیر الناس، ص ۵، مطبوعہ کتب خانہ قاسمی، دیوبند)

نانوتوی صاحب اپنی اسی کتاب کے ص ۳ پر لکھتے ہیں:

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم (ﷺ) کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں، مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے؟ (ص ۳)

اسی کتاب کے ص ۱۳ پر وہ لکھتے ہیں:

اگر بالفرض آپ (ﷺ) کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔

اور ص ۲۴ پر لکھتے ہیں:

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

اسی کتاب تحذیر الناس کے بارے میں یہ بات بھی پروفیسر اقبال جاوید اور عزیز احسن صاحب کے علم میں لانا ضروری ہے، ملاحظہ ہو:

جس وقت مولانا (محمد قاسم نانوتوی) نے تحذیر الناس لکھی ہے کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا (نانوتوی) کے ساتھ موافقت نہیں کی۔
(از جناب اشرف علی تھانوی، ص ۵۸، افاضات یومیہ، ج ۴)

جناب رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ:

الحاصل امکانِ کذب سے مراد دخولِ کذب تحت قدرتِ باری تعالیٰ ہے... پس ثابت ہوا کہ کذب داخل تحت قدرتِ باری تعالیٰ جل وعلیٰ

کیوں نہ ہو وہو علی کل شیئ قدیر۔ (یعنی خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے، معاذ اللہ) (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۹، ج ۱، تالیفات رشیدیہ ص ۹۸، ۹۹، ادارہ اسلامیات، انارکلی، لاہور)

گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

جادوگروں کے خرق عادت افعال، نبیوں ولیوں کے خرق عادت کمالات سے قوی و اکمل واقع ہوسکتے ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۵، ج ۳)

لکھتے ہیں:

لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول ﷺ کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمتِ عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ ﷺ سب میں اعلیٰ ہیں لہٰذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ، حصہ دوم، ص ۹، تالیفات رشیدیہ ص ۱۰۴)

(جناب اشرف علی تھانوی افاضات یومیہ، ص ۱۰۵، ح ا پر لکھتے ہیں کہ جب ان کے پیر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی وفات ہوئی تو رشید احمد صاحب "گنگوہی، حضرت حاجی (امداد اللہ صاحب) کی نسبت بار بار "رحمۃ للعالمین" فرماتے تھے۔")

گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

میں نے ایک بار خواب دیکھا تھا کہ مولانا محمد قاسم صاحب (نانوتوی)، عروس (دلہن) کی صورت میں ہیں اور میرا ان سے نکاح ہوا، سو جس طرح زن و شوہر میں ایک کو دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح مجھے ان سے اور انھیں مجھ سے فائدہ پہنچا ہے۔ انھوں نے حضرت (حاجی امداد اللہ) رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کر کے ہمیں مرید کرایا اور ہم نے حضرت سے سفارش کر کے انھیں مرید کرادیا۔ حکیم محمد صدیق کاندھلوی نے کہا الرجال قوامون علی النساء۔ آپ (گنگوہی) نے فرمایا، ہاں! آخر ان (نانوتوی) کے بچوں کی تربیت کرتا ہی ہوں۔ (تذکرہ الرشید، ص ۲۸۹، ج ۲، مطبوعہ ادارہ اسلامیات، لاہور)

پروفیسر اقبال جاوید صاحب نے تیسرا نام جناب محمود الحسن دیوبندی کا لکھا ہے، ان کی تحریر بھی ملاحظہ ہو لکھتے ہیں:

افعالِ قبیحہ کو قدرتِ قدیمۂ حق تعالیٰ سے کیوں کر خارج کر سکتے ہیں؟ (الجہد المقل، ص ۴۱، ۸۳)

جناب محمود الحسن دیوبندی پہلے دونوں حضرات کے لیے لکھتے ہیں:

بن گئے ان کے تصدق سے مقام محمود
کیوں نہ نانوتہ و گنگوہ ہوں نازاں دونوں
وہ تناسب کہ تھا مابین خلیل و خاتم
رکھتے عیسیٰ سے ہیں مہدی دوراں دونوں
دل مردہ کے لیے صحبت و خدمت ان کی
قم عیسیٰ سے نہیں کم کسی عنواں دونوں
قاسم خیر و رشید احمد ذی شاں دونوں
ہیں مسیحائے زماں یوسف کنعاں دونوں

مزید ملاحظہ ہو، گنگوہی کے لیے لکھتے ہیں:

جنید و شبلی ثانی ابو مسعود انصاری
رشید ملت و دیں غوث اعظم قطب ربانی
مسیحائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سب کو
چھپا چاہ لحد میں وائے قسمت ماہ کنعانی
زباں پر اہل اہوا کی ہے کیوں اعل و ہبل
شاید اٹھا عالم سے کوئی بانیے اسلام کا ثانی
پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی
جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا
مرے قبلہ مرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی
وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کہیے عجب کیا ہے
شہادت نے تہجد میں قدم بوسی کی گرٹھانی

یہ بھی ملاحظہ ہو:

نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا
اس کا جو حکم تھا تھا سیف قضائے مبرم
مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

(کلیات شیخ الہند، مکتبہ محمودیہ لاہور، ۱۳۴۰ھ)

چوتھا نام پروفیسر صاحب نے جناب اشرف علی تھانوی کا لکھا ہے، ان کی تصنیفات سے کچھ عبارات ملاحظہ ہوں، لکھتے ہیں:

> جیسے غیر نبی، فن کاشت کاری میں نبی سے اعلم ہوسکتا ہے، اسی طرح فن سیاست میں ممکن ہے کہ غیر نبی، نبی سے اعلم ہوجائے۔ (افاضات یومیہ، ص ۳۴۹، ج ۶)

کتاب ''حفظ الایمان'' (ناشر شیخ جان محمد الہ بخش، تاجران کتب علوم مشرقی، کشمیری بازار، لاہور۔ جون ۱۹۳۴ء مطبوعہ کریمی پرنٹنگ پریس لاہور) کے ص ۶ پر سوال ہے کہ:

> زید کہتا ہے کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں۔ بالذات اس معنی کر عالم الغیب خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہوسکتا۔ اور بواسطہ اس معنی رسول اللہ ﷺ عالم الغیب تھے۔ زید کا یہ استدلال اور عقیدہ وعمل کیسا ہے؟

تھانوی صاحب اس سوال کے جواب میں پہلے یہ لکھتے ہیں ''عالم الغیب'' کے الفاظ کا اطلاق رسول اللہ ﷺ کے لیے جائز نہیں اور بالواسطہ کل علم غیب کی تو گنجائش نہیں کیوں کہ وہ عقلاً محال ہے۔ اگر بواسطہ علم غیب بعض ہے، تو اس کے بارے میں تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

> پھر یہ کہ آپ (ﷺ) کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ''ایسا علم غیب'' تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان، ص ۷)

تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

ایک دن اعلیٰ حضرت (حاجی امداد اللہ صاحب) نے خواب دیکھا کہ آپ کی (شیعہ) بھاوج آپ کے مہمانوں کا کھانا پکارہی ہیں کہ جناب رسول مقبول ﷺ تشریف لائے اور آپ کی بھاوج سے فرمایا، اٹھ تو اس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکائے۔ اس کے مہمان علما ہیں اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا۔ (تذکرہ الرشید، ص ۴۶، ج ۱، امداد المشتاق، ص ۷، مطبوعہ تھانہ بون)

بعض صفات میں ہم اور حضور ﷺ مشترک ہیں۔

(افاضات یومیہ، ص ۴۶۴، ج ۷، مطبوعہ اشرف المطابع، تھانہ بھون)

میں دروازے پر کھڑے ہوکر یا راستے میں چلتے ہوئے کسی چیز کے کھانے سے پرہیز نہیں کرتا اگر کبھی اسلامی سلطنت ہوجائے تو زائد سے زائد میری شہادت قبول نہ ہوگی۔ (افاضات یومیہ، ص ۴۱، ج ۴، مطبوعہ اشرف المطابع، تھانہ بھون)

دعوت اور ہدیہ میں حلال وحرام کو زیادہ نہیں دیکھتا کیوں کہ میں متقی نہیں ہوں۔ بس جو فتویٰ فقہی کی رو سے جائز ہو اسے جائز سمجھتا ہوں۔ (کمالاتِ اشرفیہ، ص ۳۶۹، مطبوعہ مکتبہ تھانوی، دفتر الابقاء، کراچی)

ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر (تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) آنے والی ہیں۔ انھوں نے مجھ سے کہا۔ میرا ذہن معاً اس طرف منتقل ہوا کہ کم سن عورت ہاتھ آئے گی۔ (رسالہ الامداد، صفر ۱۳۳۵ھ)

ایک شخص نے مجھ (تھانوی) سے کہا کہ ذکر میں مزا نہیں آتا، میں نے کہا کہ مزا ذکر میں کہاں، مزا تو مذی میں ہوتا ہے جو بی بی سے ملاعبت کے وقت خارج ہوتی ہے۔ یہاں کہاں مزا ڈھونڈتے پھرتے ہو۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ حسن العزیز دیکھ رہا تھا اور دوپہر کا وقت تھا کہ نیند نے غلبہ لیا اور سوجانے کا ارادہ کیا رسالہ حسن العزیز کو ایک

طرف رکھ دیا لیکن جب بندہ نے دوسری طرف کروٹ بدلی تو دل میں خیال آیا کہ کتاب کو پشت ہوگئی اس لیے رسالہ حسن العزیز کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب رکھ لیا اور سوگیا کچھ عرصہ بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور (تھانوی) کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ ﷺ کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے حالاں کہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور (تھانوی) کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہوگئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہوگئی زمین پر گرگیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہوگیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب اور بے داری میں حضور (تھانوی) کا ہی خیال تھا لیکن حالت بے داری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہوجاوے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کی تدارک میں رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اللھم صلی علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی حالاں کہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بے داری میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو

حضور (تھانوی) کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔

جواب: اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔ ۲۴ شوال ۱۳۳۵ھ، اشرف علی تھانوی"۔ (رسالہ "الامداد"، بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۳۶ھ، مطبوعہ مطبع امداد المطابع، تھانہ بھون، ص ۳۴۔ ۳۵) (یعنی کلمہ و درود میں تھانوی کا نام لینا غلط نہیں، معاذ اللہ)

پانچواں نام پروفیسر محمد اقبال جاوید صاحب نے جناب حسین احمد ٹانڈوی مدنی کا لکھا ہے انھوں نے اکتوبر ۱۹۴۵ء میں اپنے ایک فتوے میں مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام کہا اور قائد اعظم کو کافر اعظم کا لقب دیا تھا، اس کے جواب میں جناب شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں:

> آپ کو معلوم ہے کہ میں نے جو پیغام جمعیت العلمائے اسلام کے اجلاس کلکتہ کے موقع پر بھیجا تھا اس میں صاف طور سے لکھ دیا تھا کہ یہ پرلے درجے کی شقاوت و حماقت ہے، کہ قائد اعظم کو کافر اعظم کہا جائے۔ (مکالمۃ الصدرین)

ان ہی حسین مدنی کے لیے علامہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم کے مشہور اشعار ہی نقل کر دینا کافی سمجھتا ہوں۔

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ
زدیوبند حسین احمد ایں چہ بو العجبی است
سرود برسر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است
(کلیاتِ اقبال)

جناب خان اصغر حسین خان نظیر لدھیانوی نے کہا:

ہاں حسین احمد ہی شیخ الہند تھا کل تک ضرور
آج ہے لیکن مقامِ مصطفیٰ سے بے خبر

مسجد نبوی میں جو کل تک رہا گرم سجود
واردھا کے آشرم میں جھک گیا آج اس کا سر
(تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء، مصنفہ چودھری حبیب احمد، ص ۳۹۰)

جناب حسین احمد کی ایک عبارت ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں:

ایک خاص علم کی وسعت آپ (ﷺ) کو نہیں دی گئی اور ابلیس لعین کو دی گئی ہے۔ (الشہاب الثاقب، ص ۹۲)

محترم عزیز احسن صاحب نے پروفیسر صاحب کی کتاب ''تیرا وجود الکتاب'' کے حوالے سے یہ لکھا ہے کہ:

پیر صاحب حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا مسلک بھی پروفیسر صاحب نے ہفت مسئلہ کی سند کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔ (ص ۱۹۸، ''نعت رنگ'')

''فیصلہ ہفت مسئلہ میں انعقاد میلاد شریف، ایصال ثواب، زیارت مقابر، عرس وغیرہ کو جائز اور صحیح کہا گیا ہے مگر علمائے دیو بند کا قول و فعل بھی ملاحظہ ہو، ہوسکتا ہے پروفیسر صاحب یا عزیز احسن صاحب کو علمائے دیو بند کی ان عبارات کا علم نہ ہو۔

فتاوٰی رشیدیہ، ص ۹۴ پر جناب رشید احمد گنگوہی کا فتوی ملاحظہ ہو:

سوال : جس عرس میں صرف قرآن پڑھا جاوے اور تقسیم شیرینی ہو (اس عرس میں) شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

جواب : کسی عرس اور مولود شریف میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں۔

فتاوٰی رشیدیہ کے ص ۹۹، ج ۱ پر لکھتے ہیں:

اور سوئم، دہم و چہلم جملہ رسوم ہنود کی ہیں۔

براہین قاطعہ کتاب بھی جناب رشید احمد گنگوہی کی مصدقہ ہے اس کے ص ۱۴۸ پر لکھتے ہیں:

یہ ہر روز اعادہ ولادت (حضور اکرم ﷺ) کا مثل ہنود کے سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ کے ص ۱۵۰، ح ۲ پر لکھتے ہیں:

سوال: انعقادِ مجلس میلاد بدون قیام بروایات صحیح درست ہے یا نہیں؟

جواب: انعقادِ مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے، تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے۔

سوال: محفل میلاد جس میں روایات صحیحہ پڑھی جاویں اور لاف وگزاف اور روایات موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۵، ج ۲)

سوال: فاتحہ کا پڑھنا کھانے پر، شیرینی پر، بروز جمعرات کے درست ہے یا نہیں؟

جواب: فاتحہ کھانے یا شیرینی پر پڑھنا بدعت ضلالت ہے ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۵۰، ج ۲)

سوال: محرم میں عشرہ وغیرہ کے روز شہادت کا بیان کرنا معہ اشعار بروایتِ صحیحہ یا بعض ضعیفہ بھی و نیز سبیل لگانا اور چندہ دینا اور شربت دودھ بچوں کو پلانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: محرم میں ذکر شہادت حسنین علیہما السلام کرنا اگرچہ بروایت صحیحہ ہو یا سبیل لگانا، شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نا درست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۳، ج ۳)"

یہ فتوے بھی ملاحظہ ہوں. یہ بھی "فیصلہ ہفت مسئلہ" لکھنے والے حاجی امداد اللہ صاحب کے مرید کہلانے والے جناب رشید احمد گنگوہی کے ہیں۔

سوال: ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟

جواب: درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۲۳، ج ۲)

سوال: ہندو جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں، سودی روپیہ صرف کرکے، مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں؟

جواب: اس پیاؤ سے پانی پینا مضائقہ نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۱۴، ج ۳) یہ بھی ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں: چوہڑے چمار کے گھر کی روٹی میں حرج نہیں ہے اگر پاک ہو۔ فقط رشید احمد گنگوہی (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۰، ج ۲)

سوال: جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کوا کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا ؟ یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب ؟

جواب: ثواب ہوگا۔ (فتاوی رشیدیہ، ص ۱۳۰، ج ۲)

پروفیسر محمد اقبال جاوید صاحب ''نعت رنگ'' شمارہ ۱۲ کے ص ۷۱ پر لکھتے ہیں:

حضور ﷺ ہر اعتبار سے کامل اور ان کے سچے متبعین بہر نوع عظیم کہ ان کی محراب عظمت میں تاریخ کا ہر شرف دو زانو دکھائی دیتا ہے۔

اور ص ۱۹۸ پر وہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے ان پانچ خلفا (جن کی تحریروں سے کچھ معترضہ عبارات میں نے نقل کی ہیں) کی محراب عظمت میں تاریخ دعوت و عزیمت کو جھکا ہوا اور ان کے حضور عفت قلب و نظر کو دو زانو دکھا رہے ہیں۔ اور خود وہی پروفیسر صاحب ص ۵۱ پر لکھتے ہیں:

حد سے تجاوز ہی عقیدت کو بدعت اور توصیف کو تنقیص بنا دیتا ہے۔

جناب عزیز احسن فرمائیں کہ ان پانچ خلفاء کی نہایت سنگین اور معترضہ عبارات کو وہ ''کسی مسلک کی جوئے کم آب'' کا نزاع قرار دیں گے یا شرعی سخت گرفت کے قابل مانیں گے ؟ وہ یہ بھی بتائیں کیا اس کے بعد پروفیسر اقبال صاحب کی ان کے لیے یہ لفاظی روا ہوگی ؟ ان کے نزدیک شخصی لحاظ اگر شرعی لحاظ سے مقدم اور اہم ہے تو وہ جانیں۔

جناب عزیز احسن نے حروف کے کھوکھلے در و بام اور لفظوں کے بے بنیاد قصر تعمیر ہونے کا ذکر خود کیا ہے۔

پروفیسر اقبال جاوید کے حوالے سے جناب عزیز احسن لکھتے ہیں:

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۷۷ء۔ ۱۱۶۶ء) حنبلی فقہ کے پیرو اور قادری سلسلے کے بانی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے میں اقبال جاوید صاحب نے عجیب نکتہ بیان کیا ہے، لکھتے ہیں، ''آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مستعار کو اگر ''کمالِ عشق'' قرار دے لیا جائے تو بے جا نہ ہوگا بلکہ صدق آفرینی ہوگی کہ عشق کے عدد ۴۷۰ ہیں، جو آپ کا سنِ پیدائش ہے اور کمال کے عدد ۹۱ ہیں اور ۹۱ برس ہی کی عمر میں آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے رحلت فرمائی۔'' (ص ۳۳) اس سے ظاہر

ہوتا ہے کہ پروفیسر صاحب نے کتاب میں ہر ہر نکتے نکتے پر خاصا غور و فکر کیا ہے اور یہ کہ موصوف کو علم الاعداد سے بھی شغف ہے۔
(''نعت رنگ'' ص ۱۹۵)

عزیز احسن صاحب کو حضرت محبوب سبحانی سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے تذکار کا مطالعہ کرنے کی سعادت شاید حاصل نہیں ہوئی ورنہ وہ دیکھتے کہ ''ہر ہر نکتے پر خاصا غور وفکر'' بھی ان مطبوعہ تحریروں کی نقل ہے اور پروفیسر صاحب نے علم الاعداد سے اپنے شغف کا (اگر ہے) تو کوئی مظاہرہ نہیں کیا۔

عزیز احسن صاحب کے پروفیسر صاحب نے حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی کہی ہوئی نعت شریف کا ایک شعر لکھ کر کہا ہے، ''درج بالا سلام میں بعض امور محلِ نظر ہیں...'' عزیز احسن صاحب نے ان بعض محل نظر امور کا تذکرہ نہیں کیا البتہ ابنِ جوزی کا ذکر کیا ہے۔

پروفیسر اقبال جاوید اور عزیز احسن صاحب کو ابنِ جوزی کے بارے میں ماہرینِ حدیث علمائے دین کی رائے کا علم شاید نہیں۔ ابنِ جوزی نے متعدد صحیح حدیثوں کو بھی موضوع قرار دینے کی جرأت کی ہے جسے علمائے حق نے ہرگز قبول نہیں کیا، اس کے بعد عزیز احسن صاحب اور پروفیسر صاحب کا تاریخی باخبری اور دینی آگہی کا دعویٰ خام رہ جاتا ہے۔

حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ''مہرِ منیر'' اور دیگر کتب موجود ہیں۔ پروفیسر صاحب کا بیان ان کتب کے مندرجات کے مطابق نہیں بلکہ دیوبندی مصنفین کی تصانیف کے مطابق ہے جن میں حقائق کو بدلا گیا ہے۔

قاضی محمد سلیمان منصور پوری کے بیان میں بھی پروفیسر صاحب کا ماخذ جو بھی رہا ہو، جناب عزیز احسن کے یہ جملے محلِ نظر ہیں:

قاضی صاحب کے روحانی ترفع اور توسل کے ساتھ ان کے اہلِ حدیث ہونے کا ذکر کرتے ہوئے بھی پروفیسر صاحب کی طرف سے انھیں بھرپور خراج عقیدت پیش کرنا اور احتراماً ان کا ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ صاحبِ کتاب کا معیارِ انتخاب ''حبِ رسالت ﷺ'' کے سوا کچھ نہیں۔ اتحاد بین المسلمین کے لیے یہ جذبہ، یہ معروضی نکتۂ نظر اور یہ

معیارِ انتخاب، قابل تحسین بھی ہے اور لائق تقلید بھی۔

("نعت رنگ" ص ۲۰۲-۱۳)

جناب عزیز احسن صاحب اگر یہ کہتے کہ خود ان کے نزدیک یہ قابلِ تحسین بھی ہے اور لائق تقلید بھی، تو یہ ان کی اپنی ذاتی رائے قرار پاتی مگر وہ اسے دوسروں کے لیے ہرگز لائقِ تحسین یا قابل تقلید قرار نہیں دے سکتے۔ وہ خود لکھ چکے ہیں کہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری اہلِ حدیث کہلاتے تھے یعنی غیر مقلد تھے اور کسی غیر مقلد کی تقلید چہ معنی دارد؟

ص ۲۴۳ سے ۲۷۶ تک "گوشۂ غالب" ہے۔ اس میں شامل نثری تحریروں سے صرف کچھ جملے نقل کر رہا ہوں، ان جملوں میں کچھ قابل تعریف ہیں اور کچھ نہایت قابلِ اعتراض۔

> ایسے شاعر فن کی پابندیوں سے بغاوت کرتے ہیں لفظ کو لغات کی قید سے آزاد کرتے ہیں لفظ کے معنی سے پرواہ نہیں کرتے، انھیں نئی معنویت دیتے ہیں۔ (ص ۲۴۵)

> حقیقت یہ ہے کہ جس کے فہم کی رسائی جہاں تک ہوئی اسی کے مطابق اس نے شعر فہمی کا حق ادا کیا- شارح کی فہم کا دارو مدار بھی اس کے علم اور افتادِ طبع پر ہوتا ہے۔ (ص ۲۴۶)

> انسان کا یہ وطیرہ (وتیرہ) ہے کہ جو چیز اس کی عزیز ہوتی ہے حسب موقع وہ اس کی قسم کھاتا ہے... یہی رویہ ذات پاک نے اختیار کیا ہے۔ (ص ۲۵۰)

> حقیقت یہ ہے کہ وہی توصیف کا حق ادا کرسکتا ہے جو کسی کا مرتبہ دان ہو۔ حضور ﷺ کا مرتبہ دان اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ (ص ۲۵۱)

> حضور ﷺ ذات کے اعتبار سے بشر اور صفات کے لحاظ سے فوق البشر ہیں۔ (ص ۲۵۲)

> حضور ﷺ کا شافع محشر ہونا مسلمانوں کا جزو ایمان ہے۔ ایک قیاس یہ ہے کہ روز قیامت حضور ﷺ شفاعت کے لیے موجود ہوں گے اور جس جس کو اپنی اُمت میں شامل سمجھیں گے اس کے گناہ معاف

کرواکر دوزخ کے دروازے اس پر بند کروادیں گے۔ (ص ۲۵۴)

غالب نے اس مثنوی میں آپ ﷺ کے رحمۃ للعالمین، اور خاتم النبیین ہونے پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ (ص ۲۶۳)

اس وسیع المشربی نے تمام مذاہب کے لیے ان کے دل میں خلوص پیدا کر دیا تھا اس لیے عصبیت انھیں چھو تک نہیں گئی تھی۔ (ص ۳۰۴)

غالب حبِ رسول ﷺ میں بڑے زودحس واقع ہوئے تھے اور عظمت رسول ﷺ کے معاملے میں عقائد وہابیہ کو ترجیح دیا کرتے تھے، وہ توہین رسول ﷺ اور تذلیل نبی کریم ﷺ کو ذرا بھی برداشت نہ کرتے تھے۔ (ص ۳۱۱)

جناب اسمٰعیل دہلوی کو سید لکھا گیا ہے جب کہ وہ ہرگز ''سیّد'' نہیں تھے۔ (ص ۳۱۳)

''امتناع النظیر خاتم النبیین'' (ﷺ) کے حوالے سے ڈاکٹر سیّد یحیٰی نشیط نے غالبؔ سے دفاع کرتے ہوئے ص ۳۱۲ پر جو لکھا ہے، اس کا تفصیلی جواب ضرور لکھتا لیکن میں پابہ رکاب ہوں اور عجلت میں کوئی مفصل تحریر پیش نہیں کرنا چاہتا۔ صرف اتنا کہوں گا کہ حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی مبسوط کتاب ''امتناع النظیر'' موجود ہے لیکن (شاید) ڈاکٹر یحیٰی نشیط کے علم وفہم سے بالا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے غالبؔ کا تحفظ تو ضروری اور عزیز جانا مگر یہ خیال نہ کیا کہ غالبؔ سے بدرجہا زیادہ مرتبت وفضیلت اور علم وفہم رکھنے والے حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ پر وہ (ڈاکٹر صاحب) اپنی اس تحریر میں کم فہمی کی وجہ سے غلط الزام لگا گئے ہیں اور صحیح العقیدہ عالم دین کی تحقیر وتوہین کرنا سنگین جرم ہے۔

اس بارے میں ارشادات نبوی (ﷺ) ملاحظہ ہوں:

حضرت ابی امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: علما کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق۔ (طبرانی، معجم کبیر، ص ۳۰۲ / ۸)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: علماء کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر کھلا منافق۔

(کنزالعمال، ۴۳۸۱۱، ص۳۲ / ۱۶)

حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جو ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے وہ میری اُمت سے نہیں۔ (مسند احمد، ص۳۲۳ / ۵)

فقہاء اسلام نے واضح لکھا ہے:

من ابغض عالما من غیر سبب ظاہر خیف علیه الکفر

جس نے کسی عالم دین سے کسی ظاہری وجہ کے بغیر بغض رکھا اس پر کفر کا اندیشہ ہے۔

مسند الفردوس دیلمی ص ۱۹۵ / ۲ میں رسول کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ پانچ چیزیں عبادت سے ہیں، کم کھانا اور مساجد میں (عبادت کے لیے) بیٹھنا اور کعبۃ اللہ کو دیکھنا اور مصحف (کلام اللہ) کو دیکھنا اور عالم دین کا چہرہ دیکھنا۔

وارثان انبیاء (علیہم السلام) بلاشبہ علمائے حق ہی ہیں اور حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عالم حق کے متعلق یہ لکھ دینا کہ ان کے موقف میں توقیر رسول ﷺ کے در پردہ تحقیر اللہ کا احتمال تھا اور اسے "ہتھ کنڈا اور چال" کہنا سنگین اور قابل گرفت فعل ہے۔ ڈاکٹر صاحب سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کا بغور مطالعہ فرمائیں اور اپنی غلط فہمی دور کرلیں۔

ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے کہ:

غالبؔ، حبِ رسول ﷺ میں بڑے زود حس واقع ہوئے تھے اور عظمتِ رسول ﷺ کے معاملے میں عقائد وہابیہ کو ترجیح دیا کرتے تھے۔ وہ توہینِ رسالت ﷺ اور تذلیل نبی کریم ﷺ کو ذرا بھی برداشت نہ کرتے۔

("نعت رنگ" ۱۲، ص ۳۱۱)

ڈاکٹر صاحب نے لکھنے کو تو یہ لکھ دیا لیکن شاید وہ نہیں جانتے کہ عظمتِ رسول ﷺ کے باب میں وہابیہ ہی سب سے زیادہ بے ادبی و گستاخی کا ارتکاب کرنے والے ہیں اور رسول کریم ﷺ کی (معاذ اللہ) توہین و تذلیل ان ہی کا وتیرہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب چاہیں تو انھیں وہابیہ کی متعدد کتب سے ایسے سیکڑوں اقتباس دکھا سکتا ہوں۔ علاوہ ازیں غالبؔ کے ایسے کتنے

اشعار ہیں جو ڈاکٹر صاحب کی اس رائے کی تردید کرتے ہیں۔ ''نعت رنگ'' ۱۲ کے ص ۳۰۶ پر خود ڈاکٹر صاحب نے غالبؔ کا یہ مصرع لکھا ہے: ''ثانیا دولت دیدار شہنشاہ امم'' اور اس مصرعے کے بارے میں ڈاکٹر صاحب خود لکھتے ہیں:

...مدحت رسول ﷺ کا حامل آخری مصرع پورے قطعہ کی روح کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے دکھائی دیتا ہے اور غالبؔ کی طبع حب رسول ﷺ کا کاشف بھی۔ (ص ۳۰۶، ''نعت رنگ'' ۱۲)

ڈاکٹر صاحب شاید نہیں جانتے کہ وہابی عقائد میں میرے نبی پاک ﷺ کو ''شہنشاہ'' کہنا جائز ہی نہیں مانا جاتا پھر وہ کیسے کہہ سکتے ہیں غالبؔ عقائد وہابیہ کو عظمت رسول ﷺ کے معاملے میں ترجیح دیا کرتے تھے؟ ڈاکٹر یحییٰ صاحب نے غالبؔ کے لیے جس خوش عقیدگی کو ثابت کرنا چاہا ہے اور اس میں تو وہ کام یاب نہیں ہوئے لیکن اتنا ضرور واضح ہوگیا کہ ڈاکٹر صاحب اگر ماننا نہ چاہیں تو واضح اور صحیح روایات اور صحیح العقیدہ شخصیات کو نہیں مانتے اور ماننے پر آئیں تو جو چاہیں اور جسے چاہیں مان لیتے ہیں۔

محترم صبیح رحمانی صاحب! میرا ارادہ تھا کہ ''نعت رنگ'' شمارہ ۱۲ میں کمپوزنگ کی وہ تمام غلطیاں جو آیات اور عربی عبارات میں ہوئیں ان کی نشان دہی کرتے ہوئے صحیح الفاظ لکھوں گا، کچھ اور تحریروں کے حوالے سے بھی لکھتا لیکن اس وقت تو اتنی مہلت بھی نہیں کہ میں اپنی اس تحریر پر نظر ثانی ہی کرلوں۔ یہ تحریر بھی ایک نشست میں نہیں لکھی گئی، ہوسکتا ہے غیر مربوط ہو یا کہیں کچھ رہ گیا ہو اور کچھ تکرار بھی ہوئی ہو۔ مجھ سے جو کوئی غلطی و کوتاہی ہوئی اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔ اللہ بس باقی ہوس۔

احمد صغیر صدیقی۔ کراچی

آپ کا ''نعت رنگ'' مہینے بھر زیرِ مطالعہ رہا۔

ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی اور ڈاکٹر محمد اسماعیل آزاد دونوں کے مضامین، موضوع کے اعتبار سے ملتے جلتے ہوئے اور عمدہ ہیں۔ البتہ اپنے مضمون کی ابتدا میں کشفی صاحب نے جو نوٹ، لگایا ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل سطور کے بارے میں کچھ لکھنا چاہوں گا۔

کشفی صاحب لکھتے ہیں:

بعض قاری اور لکھنے والے بھی ادبی روایات اور تنقید کی وسعتوں سے بخوبی آگاہ نہیں ہوتے۔ اس کا اندازہ ''غزل میں نعت کی جلوہ گری'' پر لوگوں کی آرا سے ہوا۔

یہ سطور واضح طور پر بتا رہی ہیں کہ جناب کشفی کو وہ باتیں دل کو نہیں لگیں جو ان کے مضمون ''غزل میں نعت کی جلوہ گری'' کے بارے میں، مجھ حقیر نے اپنے ''جائزے'' میں لکھی تھیں مجھے تسلیم ہے کہ میں ادبی روایات اور تنقید کی وسعتوں سے ''بخوبی'' آگاہ نہیں۔ مگر میں چاہوں گا کہ جو لوگ آگاہ ہیں وہ بخل سے کام نہ لیں اور مجھ سمیت ایسے تمام لکھنے والوں اور قارئین کو آگاہی عطا کریں تو یہ بہت اچھا کام ہوگا۔ ہم کشفی صاحب کی یہ سطور پڑھ کر سمجھے تھے کہ آگے ہمارے لیے کچھ ایسی باتیں ضرور ہوں گی جو ہمیں روشنی اور رہنمائی بخشیں گی مگر انھوں نے صرف اتنی سی بات لکھ کر دوسرا ذکر شروع کردیا۔ خیر جب نہیں تو اب سہی۔

اس شمارے کا دوسرا مضمون پروفیسر محمد اقبال جاوید کا ہے۔ جنھوں نے ''افاداتِ کشفی کی روشنی میں'' ''نعت اور آدابِ نعت گوئی'' کے بارے میں خاصا طویل مضمون رقم کیا ہے۔ مضمون کی خوبی میں کوئی کلام نہیں مگر اس میں صفحہ ۵۸ پر اقبال جاوید صاحب نے وہی سب کچھ لکھا ہے جو میں کشفی صاحب کے مضمون کا جائزہ لیتے ہوئے شمارہ میں دس لکھ چکا ہوں۔ انھوں نے اپنے ایک دوست پروفیسر میاں محمد یعقوب کی رائے بھی لکھی ہے جو اس حقیر کی رائے کی تائید کرتی ہوئی ہے۔ اب معلوم نہیں کشفی صاحب کے نوٹ میں درج وہ جملے جن کا ذکر میں نے اوپر کیا ہے ان حضرات پر بھی صادق آتے ہیں یا نہیں۔

سیّد حسن احمد صاحب کا مضمون ''کیا نعت ایک صنفِ سخن ہے؟'' اچھا ہے؟ اس موضوع پر دوسرے اہلِ قلم حضرات کو بھی لکھنا چاہیے۔

جناب ملک الظفر سہسرامی کا مضمون ''تقاضائے نعت'' پڑھنے والا ہے۔ مگر اچھا ہوتا کہ وہ ان اشعار کو جن میں انھوں نے ''معنوی سطح پر شریعت و شعریت کی مکمل پاسداری'' پائی لکھتے ہوئے خود اپنا شعر نہ لکھتے کہ اس میں دوسرا مصرع بہت ''غریب'' ہے۔ خصوصاً ''کہ'' جس طرح بندھا ہے۔

(فنا ہو کر فضا میں کاش میں تحلیل ہو جاتا۔ سنا ہے کہ شمیم زلف جاناں آنے والی ہے)

اتفاق سے اس کے پہلے مصرع کا روپ بھی کم نہیں۔ (فنا ہو کر تحلیل ہو جانا)

اس کے بعد ڈاکٹر صابر سنبھلی صاحب کا مضمون ہے جو ظہیر غازی پوری صاحب کے مضمون مطبوعہ شمارہ نمبر ۱۱ کے جواب میں ہے۔ عروض کی باریکیوں کے بارے میں میرا علم بہت کم ہے۔ البتہ میں اس بات سے متفق ہوں۔

کہ ''ی'' کا گرنا اور ''الف'' کا دبنا وغیرہ جیسی خامیاں اب زور نہیں رکھتیں۔ ان سے صرف نظر کرنا چاہیے البتہ اگر کہیں یہ بہت بری طرح ظاہر ہو رہی ہوں تو پھر اعتراض جائز ہی نہیں ضروری ہوگا۔

جناب ڈاکٹر اسماعیل آزاد کا مضمون بھی خاصا اہم ہے۔ اور تحقیقی کام کے زمرے میں آتا ہے۔

مجھے جگر مراد آبادی کی خوب صورت فارسی نعت کا وہ ترجمہ اچھا لگا جو جناب امانت نے کیا ہے۔

میں فارسی سے زیادہ واقف نہیں جگر کے کلام کا اصل لطف تو اوریجنل ہی میں ہے مگر اس کو اردو قالب میں دیکھ کر میرے لیے یہ نعت اور اہمیت اختیار کر گئی۔

عزیز احسن میرے پسندیدہ ناقد ہیں۔ انھوں نے ایک کتاب کا مطالعہ پیش کیا ہے۔ مجھے یہ تبصرہ اچھا لگا۔ اسی طرح تیرا وجود الکتاب نامی کتاب میں بھی ان کی رائے خاصی وزنی کہی جاسکتی ہے۔ یہ ایک اچھی روش کی طرح آپ نے ڈالی ہے کہ کتابوں پر رسمی تبصروں کے بجائے تفصیلی جائزے شائع کر رہے ہیں۔

ان تبصروں کے بعد نعتوں کا سلسلہ ہے۔ پہلی نعت جناب عنایت علی خاں کی ہے۔ اسی میں مدحت رسول کریم دو آخری بند جو شامل کیے گئے ہیں۔ وہ شامل نہ ہوتے تو بہتر تھا۔

سحر انصاری صاحب کی نعت کے بارے میں بس اسی قدر کہا جاسکتا ہے۔ اس میں ندرت نہیں۔ جعفر بلوچ صاحب کی نعت کے چند اشعار اچھے لگے۔ وہیں ایک شعر اس میں اور ہے۔ وہ ''ندرت بھرا'' ہے۔ مگر یہ وہ ''ندرت'' نہیں جسے ذہن میں رکھ کر میں نے بھائی سحر انصاری کی نعت پر تبصرہ کیا ہے۔

(پاکستان ابھی پھیلے گا، اک دن دنیا کا ہر خطہ۔ ہوگا پاکستان محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

حاجی غلام علی صاحب کی ایک اچھی نعت دینے پر میری مبارک باد۔ رشید وارثی صاحب بہت اچھے ناقد ہیں، اب ان کی شاعرانہ صفات بھی سامنے آرہی ہیں۔ اس شمارے میں ان کی تضمین بر کلام قدسی شامل ہے۔ اس میں ان کا ایک مصرع ہے۔ (روئے تاباں سے جھلکتا ہے ترے نور قدم) میں چاہوں گا اسے غور سے پڑھا جائے۔ رشید صاحب بھی دیکھیں ممکن ہے اسے بدلنا پسند کریں۔ منصور ملتانی کی نعت اس بار چھپی نعتوں میں نمایاں حیثیت کی کہی جاسکتی ہے۔ قیصر نجفی کی نعت بھی پیچھے نہیں رہی ہے۔ دونوں نے اچھی کوشش کی ہیں۔ جلیل ہاشمی صاحب کا مطلع ہے۔

(رحمت حق کا سائباں صلی علی محمدؐ۔ راحت قلب عاصیاں صلی علی محمدؐ)

قدنہ جانے کیوں اس خیال کے شعر نعت میں مجھے اچھے نہیں لگتے۔ جن میں آنحضور کی ذات گرامی کو فاسق و فاجروں کے طرف دار، عاصیوں کے دل کی راحت وغیرہ کہا جاتا ہے بہر حال اپنی اپنی سوچ ہے بے شک کہنے والا جس معنوں میں یہ کہتا ہے وہ میں جانتا ہوں مگر سطح پر یہ باتیں مجھے پسند آتیں۔ اس جگہ لکھنا چاہوں گا یہ اس شمارے میں نعتیہ کلام کم ہے۔ اور کچھ معیاری بھی نہیں ہے۔ اگر منصور ملتانی اور قیصر نجفی کی نعتیں نہ ہوتیں تو کچھ زیادہ خوشی نہ ہوتی۔

آگے گوشۂ غالب ہے۔ اچھے اور عمدہ مضامین آپ نے جمع کیے ہیں سب کے سب اپنی جگہ خوب ہیں۔ اس حصے میں مولانا احمد رضا خاں کی نعت پر کچھ لکھنا چاہوں گا۔

میرا اندازہ ہے یہ اعلیٰ حضرت کی نعت نہیں کہ مجھے اس میں کئی شعر ایسے نظر آئے جو کسی طور نظر انداز نہیں کیے جاسکتے۔ آج کل شعرا کے ملتے جلتے نام خاصی گڑبڑ پیدا کر رہے ہیں۔

مولانا صاحب کی نعت کا مطلع ہے (پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفیٰؐ کے یوں۔ کیف کے پر جہاں جلیں کوئی بتائے کیا یوں) معلوم نہیں ''کیف'' کا لفظ انھوں نے کس نسبت سے لکھا۔ ''پر جبریل'' تو اس میں فٹ نہیں ہوسکتا تھا۔ سوچ کے پر لکھ دیتے تب بھی بات نہیں بنتی۔ اسی طرح دوسرے شعر میں انھوں نے لکھا ہے۔

(روح قدس سے پوچھیے) اس میں ''قدس'' کو انھوں نے جس تلفظ کے ساتھ باندھا ہے وہ غور طلب ہے۔ تیسرے شعر کے پہلے مصرعے میں ''کھو جانے'' کی معنی میں ''گمیں'' لکھا ہے۔ جو واقعی ایک دلچسپ ترکیب ہے۔ پانچواں شعر سنئے۔

(دل کو دے خود و داغ عشق پھر میں فدا دو نیم کر...... مانا ہے سن کے شق ماہ آنکھوں سے اب دکھا کہ یوں) میں کچھ نہیں لکھوں گا۔ اسی نعت کے چھٹے شعر کا آخری مصرع سنیں۔

(اے میں فدا لگا کر ایک ٹھوکر اسے بتا کہ یوں)۔ اس میں ''میٹر'' پر جو گزری ہے وہ ضرور دیکھیے۔ اس کا ساتواں شعر بھی۔ شعری حسن کے لحاظ سے ''داد طلب'' ہے۔

(باغ میں شکر وصل تھا ہجر میں ہائے ہائے گل کام ہے ان کے ذکر سے خیر وہ یوں ہوا کہ یوں)

اس میں ''ان'' کا ذکر کہاں ہے؟ (''ہائے ہائے گل'') خیر جو کچھ ہے کچھ پسندیدہ نہیں۔ اسی قبیل کی نعت رفیع بدایونی کی بھی ہے۔ جس میں شاعری خودکشی کرتی نظر آرہی ہے۔

(ہے اگر ظرف تو اس خاک سے بھی جوہر کھینچے) اس میں ''ظرف'' کا استعمال خوب ہے۔

(نفس تو ہجر میں ان کی تڑپ تڑپ کر کھینچ) ہجر میں ان کی (ان کے نہیں)۔

اشفاق انجم اور تنویر پھول صاحب بھی انہی نعتوں کو اگر کچھ بہتر کر کے چھپوائے تو یہ دنیا اور آخرت دونوں میں مفید بات ہوتی...... غالب کی زمینوں میں میں جتنی نعتیں شائع ہوئی ہیں بہت کم زور لگیں۔

اب خطوط کا حصہ۔ شرف قادری، ڈاکٹر اسماعیل آزاد، ڈاکٹر نشیط کے خطوط زیادہ طویل نہیں مگر ان پر بحثیں کی جاسکتی ہیں۔ تینوں خطوط غور طلب ہیں۔ ہمارے محترم کوکب نورانی صاحب کا خط بہت طویل ہے۔ وہ نعت رنگ سے جتنی دلچسپی لیتے ہیں۔ یہ اس کی تفسیر ہے۔ انھوں نے بہت سی نہایت اہم باتوں پر توجہ دلائی ہے۔ افسوس کہ خط لکھتے ہوئے وہ حوالے دینے میں اس قدر غرق ہوتے ہیں کہ پھر جو کچھ انھوں نے ان پر لکھا وہ اس قدر گنجلگ ہوگیا ہے کہ میں سمجھنے سے قاصر رہا۔ اس میں دُرّے (کوڑے کے معنی میں) صحیح لفظ انھوں نے (دِرّے) لکھا ہے۔ میرے پاس جو لغت ہے اس میں درے لکھا ہے۔ اب بتائیے ہم کیا بولیں، دِرّے کہا تو لوگ ہنسیں گے اور اگر دُرّے کہا تو ہم خود روئیں گے۔ مولانا نورانی کا پورا خط نہایت بحث طلب موضوعات پر مبنی ہے۔ وہ اگر بات کا حوالہ دینے کے بعد اپنی رائے علاحدہ کر کے وضاحت سے لکھتے تو کیا اچھا ہوتا۔ صفحہ ۴۰۰ پر کچھ باتیں عرش کے مستقرِ خداوندی ہونے کی بابت ہیں۔ مولانا کوکب نورانی نے اس پر اپنی رائے نہیں دی کہ درست بات کیا ہے؟ مستقر علی العرش

سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ عرش، ثم استویٰ خداوندی ہے۔ حضور کا نوری پیکر ہونے کا بھی اس میں ذکر ہے۔ پھر "انا بشر" والی بات کیا معنی رکھتی ہے کو بشر تو مٹی سے بنا ہے؟۔ انھوں نے رسالے کی ابتدا میں بسم اللہ رکھنے کے بات لکھی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس اہتمام کی ضرورت نہیں۔ ہم سب کو حکم ہے کہ کسی بھی کام کو کرنے سے قبل بسم اللہ پڑھ لیا کریں۔ کی علامت پر بہت سی باتیں ہوئی ہیں۔ مگر میں کچھ سمجھ نہ سکا۔ اسے درود پڑھنے کا اشارہ سمجھ لیا جائے تو کیا مضائقہ ہے؟۔ پھر حضور اکرم کے اسم مبارک پر اگر درود ابراہیمی کا اہتمام کیا جائے کیا صورت ہوگی اگر کسی تحریر میں یہ نام بار بار رقم ہوا ہو؟ ایک سوال یہ بھی ہے کہ جن افراد کے نام حضور اکرم ﷺ کے نام پر ہیں انھیں پکارتے وقت کیا کرنا چاہیے؟ غرض کہ بہت سے سوال ایسے تھے کہ مولانا کے خط میں تھے مگر انھوں نے بہت سے موضوعات کو اپنے اوپر رکھ لیا تھا۔ کہ وہ کسی کے بھی باوجود خط کے طوالت کے انصاف نہیں کر سکے نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ہم جیسے لوگ ہنوز تشنہ ہیں۔

میرا یہ خطوط طویل ہوگیا ہے مگر میں نے کوشش کی ہے کہ سارے رسالے کی ہر تحریر کا احاطہ کرلیا جائے۔ اصولاً خط وہی اچھے ہوتے ہیں جو پرچے کے مشمولات پر خیال افروز روشنی ڈالتے ہوں۔ مجھے شمارے میں امیرالاسلام صاحب کا خط بھی اچھا تھا۔ اور عبدالغفار حافظ صاحب کا بھی مگر صفحہ ۴۳۵ پر انھوں نے چند مصرعوں کو پڑھنے کے لیے جو "طریقہ" بتایا وہ ہم سے استعمال نہ ہوسکا۔ اسے تو وہ خود پڑھ کر سنائیں تو شاید ہم عمل پیرا ہوسکیں لکھتے ہیں۔

> "اے بے کسوں کے آقا" میں بے کسوں کی "واؤ" گرا کر پڑھیں۔ ہم تو اس کی واؤ گرانے کے چکر میں خود گر پڑے مگر واؤ نہ گرا سکے۔ اچھا میرے عزیز اب رخصت۔

نعت رنگ میں لکھتے ہوئے میں اپنی طبیعت پر جبر کرکے بہت مؤدب و سنجیدہ رہتا ہوں۔ اپنی مخصوص طرز نگارش سے گریز کرتا ہوں پھر بھی لغزش ہوسکتی ہے۔ کہیں کسی کے لیے کوئی بے جا جسارت ہوگئی ہو تو وہ مجھے معاف کریں، خدا خوش رکھے۔

محمد فیروز شاہ۔ میانوالی

برادرم حامد سراج کا کتب خانہ میرے لیے بارہا نئی نعمتوں کا توشہ خانہ ثابت ہوا ہے۔ ہم قلم و قرطاس سے محبت رکھنے والے لوگوں کے لیے کتاب سے بڑی نعمت اور کیا ہوسکتی

ہے؟ خوابوں، کتابوں اور گلابوں سے محبت رکھنے والوں سے مجھے ہمیشہ پیار رہا ہے اسی رشتے نے مجھے خانقاہِ سراجیہ میں بیٹھے نوجوان مگر معتبر افسانہ نگار حامد سراج سے قلبی ربطہ میں مربوط کردیا ہے۔ اس بار وہاں آپ کے "نعت رنگ" کی زیارت مجھے کسی بشارت کی طرح لگی۔ محبوب سے منسوب ہوکر تو ہر شے مرغوب ہوجاتی ہے۔ آقا ﷺ کی نسبت سے آپ نے جس جاوداں جہان امکان کا دروا کیا ہے یہ تو سدا بہار پھولوں کی جوانیوں اور صادق جذبوں کی جولانیوں سے مہکتا ہوا وہ کاروان وجود ہے ساری کائنات کی جس نمود ہے میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ یہ سارا جہان، سب زمان ومکان حضور ﷺ کی نعت ہے جسے احسن الخالقین نے تخلیق کیا ہے۔ اور جس کا سرنامہ "ورفعنا لک ذکرک" کی روشنی سے منور ہے۔ اس بے کراں موضوع پر تو زبانوں، زمینوں اور جہانوں کے مکینوں کی سب توانائیاں صرف ہوجائیں۔ پھر بھی حق ادا نہ ہوسکے۔

آپ نے روشنی اور خوشبو کے جس مبارک سفر کا آغاز کیا ہے اس کی تحسین کے لیے میرے لفظ غریب لگ رہے ہیں مجھے ہاں! دلوں سے دلوں تک سفر کرتی محبت زاد کیفیتوں کی مہک قبول کیجیے کہ آپ ان خوش بخت خاک زادوں میں شامل ہوگئے ہیں عرش کے ستارے جن کی زندگی کو تابندگی میں ڈھلتے دیکھ کر جگمگا اٹھتے ہیں نعت درحبیب ﷺ پر پلکوں سے دستک دینے کا عمل ہے۔ اس محبت نواز جستجو میں سچی نسبتوں کی خوشبو رنگ بھرتی ہے۔ سچائی کی توانائی کا رنگ اور محبت کی جہانگیر قوت کی ترنگ، یہ پھولوں کی سوداگری ہے خوشبو جس کے سدا سنگ رہتی ہے آپ کا مؤقر مجلّہ "نعت رنگ" صادق نسبت کے جاوید رنگ سے مملو ہے اور نسبتیں بڑی لج پال ہوتی ہیں۔ خود سے وابستہ لوگوں اور لمحوں کو مرنے نہیں دیتیں امر کردیتی ہیں کامرانی اور شادمانی بخش دیتی ہیں اس وقت شمارہ نمبر۱۲ زیر مطالعہ ہے اور اس کی مہکار سے میرے چارسو بہار کے جاودانی رنگ بکھرنے لگے ہیں رنگ سچی امنگ سے پھوٹ رہے ہوں تو گفتگو کرنے لگتے ہیں اور اس گفتگو سے سرمدی سرور سے بھری خوش بو آنے لگتی ہے۔ آپ کا اداریہ اس معطر کیفیت سے سرشار ہے۔

ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی علم و داب کی دنیا کا اہم ترین نام ہیں۔ نام اور مقام یوں ہی نہیں بن جایا کرتے اس کے لیے صدیوں کی ریاضت لمحوں میں سمیٹ کر سچ کی جوئے شیر بہا لانا پڑتی ہے۔ ڈاکٹر کشفی اب مقام استناد پر فائز ہیں تو یہ ان کی علمی محنتوں اور محبوب خدا ﷺ

سے والہانہ محبتوں کی عطا ہے ان کا مقالہ ''نعت گوئی اور سیرت ونعت کی محافل کا مطالعہ۔ اعلیٰ تعلیم ہیں''۔ مختصر مگر بے حد جامع اور پراثر ہے۔ پہلی بار میرا ایک دوست قائل ہوگیا ہے کہ مسلم تہذیب وتمدن کی کئی رائج روایات دین کے لازمی اجزا نہ ہونے کے باوجود ہماری ملی شناخت کا وسیلہ تھیں۔ ڈاکٹر صاحب کے قلم کا علم دلوں کی سرزمین پر یوں بھی لہرایا ہے۔ ہماری تعلیم تربیت کی اہمیت سے قطعاً لاتعلق ہوکر محض مشینی انداز کے بے ثمر عمل کی سفیر نہ ہوگئی ہوتی تو آج ہمیں مذہب بے روگردانی کی سزا نہ بھگتنا پڑتی مگر اب بھی وقت ہے ہم میکالے کو ٹھکرا کر ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی ایسے سرمایہ کو رہنما بنالیں اور نظریاتی سمت درست کرکے گنبدِ خضریٰ کی روشنی اور ماہ طیبہ کی چاندنی اور بہار مدینہ کی مہکار کو تعلیمی تمدن کا معیار بنالیں تو مجھے یقین ہے۔ قیادت اور سیادت ایک بار پھر ہمارے آنگنوں سے طلوع ہونے میں فخر محسوس کررہی ہوگی۔ کہ علم ہی جواز کامرانی ہی جواز کامرانی ہے!

پروفیسر محمد اقبال جاوید کا مقالہ ڈاکٹر کشفی کی عقیدت بھری حیات کا موثر اثبات کرا رہا ہے۔ انھوں نے آداب نعت گوئی کے حوالے سے نہایت پراثر باتیں کی ہیں۔ جو دل سے نکل کر دل میں اتر رہی ہیں۔ محبوب کی باتیں تو ہزار پہلوں رکھتی ہیں۔ جس جہت سے بھی چھیڑیں۔رگ جاں میں سرور اترنے لگتا ہے۔ سید حسین احمد، مولانا محمد ملک الظفر سہسرامی اور ڈاکٹر صابر سنبھلی کے مقالات جہاں ایک طرف علمی سطح پر جواہر ریزے سمیٹ لائے ہیں وہاں دوسری جانب ہر زمانے کی سرزمین پر لہراتی سچی محبتوں کے سرفراز پرچم کی پرسکون چھاؤں بھی تقسیم کرتے ہیں۔ سکونِ قلب دوجہاں جس سے وجود پاتا ہے! ڈاکٹر محمد اسماعیل آزاد فتح پوری کا مضمون نصاب سے نعتیہ شاعری کے اخراج کا نوحہ ہے۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم اپنی پہچان بھول کر عزت وسربلندی کی راہیں گم کر بیٹھے ہیں۔ ہمارا نصاب غلامی غیر سے انتساب کی ذلت میں گمراہی کا پلندہ بن گیا ہے۔ سو اب تعلیم ہماری تنظیم کرنے کی بجائے ہمیں تقسیم کرکے تباہ کرتی چلی جارہی ہے۔ آج بھی نعت ہماری عملی ترتیب کی قیادت پر فائز کردی جائے تو ہمارا نصاب زندگیوں میں بوئے گلاب بھردے اور ایک ایسا بے مثال انقلاب ہماری معاشرت میں برپا ہوجائے کہ جس کی روشنی اور خوشبو عالم تمام کو نور اور مہکار کی خیرات بانٹ رہی ہو۔ آپ کا محترم مجلّہ ''نعت رنگ'' غلامان مصطفےٰ ﷺ کے اس خواب کے گلاب تقسیم کرنے میں کوشاں ہے۔

جزاکم اللہ

ڈاکٹر رؤف پاریکھ۔ کراچی

لفظ ''نعت'' کے استعمال کے سلسلے میں محترم مبین مرزا صاحب کی تحریر نظر سے گزری۔ جی خوش ہوا۔ کہ ''نعت رنگ'' اور مبین مرزا نے اپنی دینی ذمہ داری پوری کی۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

اللہ تعالیٰ مرزا صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے انھوں نے اس مسئلے پر مختصر مگر جامع انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ اور اس پر اضافہ کرنا مشکل ہے۔ البتہ صلاح الدین پرویز صاحب اور جیلانی کامران صاحب کے خیالات سے آگاہی کے بعد ایک نیا پہلو اس عاجز کے ذہن میں ابھرا ہے۔ وہ پیش خدمت ہے۔

چوں کہ پرویز صاحب اور کامران صاحب دونوں اردو ادب کی جانی پہچانی شخصیات ہیں اور عام قاری نہیں تو کم از کم ادبی حلقے ان کی تحریروں کا مطالعہ کرتے ہیں لہٰذا بہتر ہوگا ان حضرات کے خیالات کے تہہ میں اور تحریر کے بین اسطور جو پیغام مستور ہے اسے عیاں کر دیا جائے تا کہ قارئین بالخصوص راسخ العقیدہ مسلمان قارئین چند حقائق سے آگاہ رہ کر ان حضرات کی تحریروں سے لطف اندوز ہوں اور اگر اس میں کہیں شر یا شرارت کا پہلو ہو تو اس سے کماحقہ بچیں۔

اس ضروری تمہید کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی (۱۸۳۷ء۔ ۱۹۰۸ء) کے خیالات وتعلیمات سے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔

غالباً عام مسلمانوں کے علم میں ہوگا کہ موصوف نے نہ صرف نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے سے بھی (نعوذ باللہ۔ نقل کفر کفر نباشد) انکار کر دیا تھا اور باوجود اس کے کہ اس ضمن میں کسی بحث کی نہ گنجائش ہے اور نہ ضرورت کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کے بعد نہ صرف شریعت بلکہ نبوت کا دروازہ بھی قیامت تک بند ہو چکا ہے (اور حضرت عیسیٰ علیہ اسلام بھی قیامت سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمّی بن کر تشریف لائیں گے) مرزا قادیانی نے ان تمام مسلمانوں کو کافر قرار دے دیا جو ان کی جھوٹی نبوت پر ایمان نہیں لاتے۔

یہی نہیں مرزا قادیانی نے ۱۸۹۱ء کے لگ بھگ مہدی اور مسیح موعود ہونے کا بھی دعویٰ کر دیا۔ اگر چہ ان کا انتقال ہیضے سے ہوا تھا لیکن موصوف نے صرف مہدی اور مسیح ہونے کا دعویٰ کر دیا بلکہ غالباً سکھوں اور ہندوؤں کی ہم دردیاں حاصل کرنے کے لیے یہ دعویٰ بھی کر رہا

تھا کہ وہ گرو گوبند سنگھ (سکھوں کے دسویں گرو) اور مہا راج کشن (ہندوؤں کے نزدیک خدا کے اوتار) بھی ہیں۔ اناللہ وانا الیہ رجعون۔ گویا ہندومت کا نظریہ تناسخ یا آواگون (جیسے انگریزی میں Transmigration Of اور Soulre Incarnation کہتے ہیں) بھی اپنا لیا یہ سوچے سمجھے بغیر کہ یہ سراسر غیراسلامی عقائد ہیں اور نعوذباللہ اگر نبی ہونے کے دعویدار تھے تو کم ازکم اسلامی عقائد تک ہی محدود رہے۔

اس ضمن میں ایک اہم بات یہ ہے کہ کرشن بت پرست تھا اور بت پرستوں کا جھوٹا خدا یا ان کے جھوٹے خدا کا اوتار تھا۔ جب کہ کبھی کوئی نبی بت پرست نہیں رہا۔ کیوں کہ حضرت آدم علیہ اسلام سے لے کر آخری نبی ﷺ تک تمام انبیا نے بنیادی طور پر ایک ہی دین یعنی ایک سچے رب کی تعلیمات کو پھیلایا لہذا کوئی بت پرست، کوئی شرک، کوئی کافر، کوئی وحدانیت کا منکر نہ تو بنی ہوسکتا ہے۔ نہ نعوذباللہ

"اگلے جنم" میں دوبارہ نبی بن سکتا ہے۔

معافی چاہتا ہوں کہ تمید کے بعد یہ عرض ذرا طویل ہوگئی لیکن ناگریز تھی۔ التماس یہ ہے کہ اگر محترم جیلانی کامران صاحب (اور صلاح الدین پرویز صاحب بھی) کافرو مشرک کرشن کو نعوذباللہ قادیانیوں کی طرح بنی سمجھتے ہیں تو بہتر ہوگا کو وہ اپنے بقیہ عقائد کا بھی اعلان کر دیں اور قارئین بھی خبردار رہیں کہ شعروادب کے پردے میں کون ان کے دین وایمان کی دولت بے بہا پر ڈاکے ڈالنے کی سازش کر رہا ہے۔

چونکہ مرزا قادیانی کا ذکر نکلا ہے تو یہ وضاحت کردی جائے کہ ان کے قریبی ساتھی محمد علی لاہوری (۱۸۷۴ء۔ ۱۹۵۱ء) نے (اور ان کے پیرو کاروں نے بھی) پوری کوشش کی ہے کہ کسی طرح یہ ثابت کردیا جائے کہ مرزا قادیانی نے کبھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا لیکن خود مرزا قادیانی کی کتابوں میں اپنی نبوت کے واضح دعوے اور دلائل ملتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ محمد علی لاہوری نے مرزا قادیانی کے انتقال کے بعد خلیفہ نہ بنائے جانے پر اور پھر دوبارہ ایسا موقع آنے پر بھی خلیفہ نہ بنائے جانے پر احمدیہ جماعت سے علیحدگی اختیار کرلی اور لاہوری گروپ کی بنیاد رکھی۔

ایک مزے کی بات اور قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ نعوذباللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاگئے تھے (جبکہ قرآن میں واضح طور پر ہے کہ اللہ نے انھیں زندہ اوپر اٹھا لیا تھا اور نہ

قتل کیے گئے نہ مصلوب ہوئے) اور بقول ان کی قبر کشمیر میں کہیں ہے۔ ابھی حال ہی میں آپ نے شاید اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ کوئی امریکی محقق اور سائنس داں کشمیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر دریافت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور کسی مزار کی قریب سے مٹی کے نمونے بھی لے گئے ہیں تاکہ ان کا ڈی این اے (DNA) چیک کرکے اس امر کی تصدیق کی جاسکے کہ وہ قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہے یا نہیں (گویا نعوذباللہ ان کی پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ڈی این اے کا نمونہ پہلے سے موجود ہے جس سے ان نمونوں کا تقابل کیا جاسکے)

لاحول ولاقوۃ الاباللہ۔ قطع نظر اس امر سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ اسلام اور حقیقت آسمانوں پر زندہ ہیں، اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ آپ کا انتقال ہوگیا تھا تو انھیں بیت المقدس سے نکل کہ کشمیر جیسے پہاڑی، دشوار گزار اور دور افتادہ مقام پر آنے کی کیا ضرورت تھی؟ بات یہ ہے کہ امریکی ان قادیانیوں کے اس عقیدے کے تصدیق کرنا چاہتے ہیں تاکہ جھوٹے نبی کے مسیح ہونے کے دعوؤں کو سچ مان کر ان کی قبر کی پبلیٹی کی جاسکے۔

دراصل یہ حضرات شروع ہی سے انگریزوں کے ایجنٹ رہے اور غالباً انھی کے اشارے پر مرزا قادیانی نے جہاد کی بڑی شدومد سے مخالفت کی۔ کیوں کہ علمائے حق نے ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف باقاعدہ جہاد میں حصہ لیا تھا اور آزادی سے قبل کے ہندوستان میں بھی انگریزوں کے لیے یہ خطرہ موجود تھا۔ آج بھی جھوٹے نبی کے پیروکاروں کا مرکز لندن میں ہے۔

بہرحال، اردوادب کے تمام قادیانیوں، احمدیوں اور ''لاہوریوں'' سے گزارش ہے کہ اپنے چہرے سے نقاب اتار کر کھلم کھلا سامنے آئیں۔ تاکہ ''اردوادب کی ترقی میں قادیانیوں کا حصہ'' کے موضوع پر کوئی احمدی مقالہ لکھ کر کوئی ڈگری وغیرہ حاصل کرسکے۔

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں

(''اس سے مراد محمد علی لاہوری کے پیروکار ہیں'')

چلتے چلتے دونوں محترم اہل قلم سے (اہل علم تو کہنا مشکل ہے) عرض ہے کہ یوں تو اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں بھیجے لیکن قرآن میں ''پچیس ۲۵ چھبیس ۲۶'' ہی کا ذکر ملتا ہے۔ اور ان کے علاوہ چند ایک کے بارے میں علماء بھی متذبذب ہیں۔ اور جب تک بقیہ کے بارے میں کوئی واضح ثبوت نہ ہوں کسی مشرک کو نبی کہنا اللہ کے رب العالمین

ہونے کا اعتراف نہیں اپنی نادانی اور نبوت کے عظیم مقام نہ سمجھ سکنے کی جہالت کا اعتراف اور اعلان ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

پروفیسر قیصر نجفی۔ کراچی

''نعت رنگ'' شمارہ ۱۲ نظر سے گزرا میں نے مطالعے کے دوران جو محسوس کیا ہے، وہ بلاکم وکاست لکھ دیا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ شعوری کاوش کے باوجود میں آپ کی ادارت یا ''نعت رنگ'' کے معیار پر گرفت نہیں کرسکا ہوں۔ شمارہ ۱۲ کا ہر صفحہ ''نعت رنگ'' کے ساتھ آپ کی کمٹمنٹ کی شہادت دیتا ہے۔ ابتدائیہ میں بیان کردہ آپ کے ان خیالات کی بصد مسرت توثیق کرتا ہوں۔

''یہ سفر جو صرف عقیدت اور محبت کی ایک کیفیت میں شروع کیا گیا تھا، آج معنویت کی کئی منزلوں کو اپنے جلو میں لیے ہوئے جاری وساری ہے۔...''نعت رنگ'' اسی محبت اور معنویت کے سفر کا ایک تاب ناک رخ ہے''

''نعت رنگ'' کی طبعی عمر ابھی خاصی کم ہے، مگر معنوی زندگی کے اعتبار سے اس کے خط وخال سے بزرگی جھلکنے لگی ہے۔ ایک نہایت قلیل مدت میں کسی ادبی جریدے کے مقام اعتبار پر فائز ہوجانا خواہش کی حد تک تو ممکن ہے، لیکن عملی صورت میں حد امکان سے بعید ہے۔

''نعت رنگ'' نے مختصر سے عرصے میں مدارج اعتبار و وقار طے کرکے ادبی جرائد و سائل کی ایک نئی توانائی سے روشناس کرایا ہے۔ بالخصوص نعتیہ ادب کے حوالے سے اس نے جو باب تحیر کھولا ہے، اس کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہ کتابی سلسلہ تائید ایزدی کی ایک روشن مثال ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ اپنے محبوبؐ کی مدح وثنا کی توفیق صرف ایسے انسانوں کو عطا کرتا ہے، جو حبیب خدا کی ذات وصفات کا عرفان رکھتے ہوں۔ یہ منصب ہر کہ ومہ کو نصیب نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی مدآح رسول ﷺ ہونے کا دعویٰ کسی کو زیب دیتا ہے۔ غالب ایسا فدائے محمد ﷺ و آل محمد ﷺ علیہم السلام بھی اپنی تمام تر ذہانت، طباعی اور شعری فراست کے باوصف معرفت ختم الرسول ﷺ کا مدعی نہ ہوا۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشیم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمدؐ است

محمد ﷺ شناسی کی طرح خدا شناسی کا ادّعا بھی نوع بشر کے حیطۂ اختیار باہر ہے۔ بجز محمدؐ کون ہے،

جو خدا کو اس طرح جاننے کا دعویٰ کر سکے، جس طرح جاننے کا حق ہے۔ بقول راقم:

آشنائے مصطفےٰ ﷺ ہے ذات رب
اور قیصر مصطفےٰ ﷺ رب آشنا

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حمد گوئی یا نعت نگاری کے حوالے سے کوئی بھی سعادت زور بازو کا حاصل نہیں، بلکہ خدائے بخشندہ کی بخشش ہے، جو بحمد اللہ! ''نعت رنگ'' اس مرتب اور ادارتی عملے کو بہرصورت نصیب ہے۔ یہ ایک معلوم بات ہے کہ نعت ہمیشہ حضور ﷺ سے محبت وابستگی کے والہانہ اظہار کا ایک ذریعہ مقصود ہوتی ہے۔ کئی عاشقان باصفا تو ایسے بھی ہیں، جو اپنے آپ کو فروتر ظاہر کرنے کے لیے ثنائے رسول ﷺ کو ایک جسارت بلکہ سوء ادب خیال کرتے ہیں:

کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا
گستاخ اکھیاں کتھے جا لڑیاں

بایں ہمہ عقیدے کی حد تک نعت شعراء اور غیر شعراء کا ہمیشہ مرکزِ نگاہ رہی ہے، البتہ فکری وفنی نقطۂ نظر سے نعت کو کبھی درخور اعتنا نہیں سمجھا گیا ہے۔ جس کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ تاحال یہ فیصلہ نہیں ہوسکا ہے کہ نعت ایک باقاعدہ صنف سخن ہے یا نہیں نقد ونظر کے حوالے سے بھی خوش اعتقادی آڑے آئی ہے اور جو کچھ نعت میں کہا جاتا رہا ہے، اس پر نہ صرف صاد کیا گیا ہے بلکہ تنقیدی زاویہ نگاہ سے نعت کو پڑھنا یا سننا سوء ادب تصور ہوا ہے۔ اس صورت حال نے تاریخی، علمی، فکری اور اعتقادی اعتبار سے (خصوصاً قرآن وحدیث کی ارشادات کے تعلق سے) ایک لمحۂ فکریہ کی جو صورت پیدا کر دی ہے، اس کا ''نعت رنگ'' نے بخوبی ادراک کیا ہے۔ یہ اسی کا کارنامہ ہے کہ آج نعت کے ضمن میں علمی، ادبی، انتقادی، تاریخی اور مذہبی جانچ اور پرکھ کے دروازے وا ہو چکے ہیں اور سرگزشتۂ خمار رسوم وقیود نعت گو شعراء کے درِ فکر وخیال پر دلیل وبرہان دستک دینے لگے ہیں۔ اس قلمی جہاد میں ''نعت رنگ'' کے جن قلمکاروں نے اہم کردار ادا کیا ہے، ان میں ڈاکٹر سیّد ابوالخیر کشفی سرفہرست ہیں۔ ڈاکٹر کشفی اردو ادب کی تدریس، تنقید، تحقیق اور تخلیق ہر لحاظ سے ممتاز ومميز مقام کے مالک ہیں۔ نقد ونظر کے حوالے سے تو ان کی عظمت

مسلم ہے۔ آج کل وہ نعتیہ ادب میں جو اضافے کررہے ہیں، وہ علمی، ادبی اور تاریخی اعتبار سے نہایت اہم ہے۔ نعت رنگ ۱۲ میں ان کا ایک مضمون بعنوان ''نعت گوئی اور سیرت کی محافل کا مطالعہ اعلیٰ تعلیم میں'' شامل ہے۔ جس کے حرف آغاز میں انھوں نے نعت کی توسیع، تفہیم اور تنقید کے ضمن میں ''نعت رنگ'' کے کردار کو بجاطور پر رجحان ساز قرار دیا ہے اور مذہبیات و عمرانیات کے مابین فطری تعلق کی معنی خیز اشارے کرکے دعوت فکر دی ہے۔ ان کا مضمون بہ یک وقت تحقیقی وتنقیدی بصیرت سے سرشار ہے۔ مضمون کا متن (text) ''صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لیے'' کی پکار سے ہم آہنگ ہے۔ بلاشبہ ڈاکٹر کشفی کو یہ افتخار حاصل ہے کہ انھوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے نعتیہ ادب کے ان ابعاد کی طرف بھی توجہ مبذول کرائی ہے، جو سماجی وعمرانی علوم کی سرحدوں تک پھیلے ہوئے ہیں۔ ہم ان کی اس رائے سے متفق ہیں کہ نعت اور میلاد ناموں کو جامعات میں اردو اور دوسری پاکستانی زبانوں کے نصاب میں شامل کیاجائے۔ ان دنوں نعت اور آداب نعت گوئی پر علمی وادبی مباحث کا سلسلہ زور وشور سے جاری ہے۔ ''نعت رنگ'' ان مباحث کو آگے بڑھانے میں کلیدی کردار ادا کررہا ہے۔ پروفیسر محمد اقبال جاوید نے نعت اورآداب نعت گوئی پر ڈاکٹر کشفی کے افکار وخیالات سے استفادہ کرتے ہوئے انہی کی نعت گوئی پر ایک طویل مضمون رقم کیا ہے۔ اقبال جاوید کے مقالے کی بنیادی خوبی کشفی کے فن وشخصیت سے ان کا وہ روحانی تعلق ہے، جس میں من وتو کا فاصلہ باقی نہیں رہتا۔ جاوید نے جو کہا اسے خلوص نیت اور صداقت جذبات سے ثابت بھی کیا ہے۔ نعت رنگ۔ ۱۲ میں ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتح پوری کے تین مضامین شامل اشاعت ہیں۔ ان کا پہلا مضمون ''نعتیہ شاعری خارج ازنصاب کیوں؟'' نعت کی ایک سہ الباادی (Three Dimesional) تصویر پیش کرتا ہے، جو بیک وقت نعت کے نصابی، ادبی اور عمرانی کردار کی اہمیت کا احساس دلاتی ہے۔ آزاد نے یہ مضمون بڑی دقت نظر سے سپرد قلم کیا ہے، ہمیں ان کے استدلال، تفکر اور منطقی اسلوب نے بے حد متاثر کیا ہے۔ دوسرا مضمون ''اردو ادب میں محسن کاکوروی کا مقام'' آزاد کے ناقدانہ شعور کی ولادت کرتا ہے۔ انھوں نے محسن کاکوروی کے نعتیہ کلام کا علمی، ادبی، فکری، فنی ہر رخ سے جائزہ لیا ہے۔ یہ مطالعاتی جائزہ نعت نگار کے ادبی مرتبے کے تعین میں ممدومعاون ہے۔ تیسرا مضمون ''غالب کی نعتیہ شاعری'' پرمغز مواد پیش نہیں کرتا ہے۔ یہ مضمون غالب کی نعتیہ شاعری کا ایک رسمی تعارف قرار دیا جاسکتا ہے۔ سیّد حسین احمد کا مضمون ''کیا نعتیہ ایک صنفِ سخن

ہے" ایک مختصر سی تحریر ہے، جسے نعت اور مرثیے کا ایک تقابلی جائزہ کہا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا۔ یہ درست ہے کہ عہد سودا سے قبل مرثیے کا کوئی فارم مقرر نہیں تھا اور نہ ہی اجزائے ترکیبی متعین تھے۔ سودا نے فارم اور ضمیر نے اجزائے ترکیبی مقرر کر کے مرثیے کو ایک باقاعدہ صنفِ سخن بنا دیا۔ ہمارے خیال میں ہیئت کے اختصاص اور فنی صورت گری کے باوصف مرثیہ ایک طویل عرصے تک ایک صنف سخن کے طور پر تسلیم نہیں کیا گیا اور مرثیہ گو شاعر کو "بگڑا ہوا شاعر" کیا جاتا رہا۔ تا آنکہ علامہ شبلی نعمانی نے "موازنہ انیس و دبیر" لکھ کر مرثیے کی فنی اہمیت کو اجاگر کیا۔ یہ شبلی ہی تھے، جنھوں نے مرثیے کے سر پر ایک باقاعدہ صنف سخن کا تاج رکھا۔ مقام حیرت ہے کہ نعت بھی صدیوں سے ویسے حالات سے دوچار ہے، جیسے حالات مرثیے کو اپنے ارتقائی سفر میں درپیش تھے، مگر افسوس کہ اب تک نعت کو نہ تو کوئی سودا ملا ہے، نہ میر ضمیر اور نہ ہی کوئی شبلی نعمانی یہ ایک لمحۂ فکریہ ہے، جس پر اہل فکر ونظر اور صاحبان علم ودانش کو توجہ دینا چاہیے۔ محمد ملک الظفر سہسرامی کا مضمون "تقاضائے نعت" تقاضائے وقت کے طور پر سامنے آیا ہے۔ ان کا کہنا صد فی صد درست ہے۔" یہ بات علاحدہ ہے کہ نعتیہ شاعری کا دامن افراط و تفریط کی آلودگیوں سے پاک وصاف نہیں، کہیں نبوت کے ڈانڈے الوہیت سے ملائے جارہے ہیں تو کہیں خدا کی تنقیص تک کرنے کی جرأت کافرانہ کا انداز نظر آتا ہے"۔

انھوں نے یہ بھی بجا کہا ہے"عظمت نبوت ورسالت کے منافی اشعار کی بھرمار ہے، کہیں صریح تنقیص ذات رسالت ہے تو کہیں منافی ادب الفاظ وتراکیب نے نعتیہ شاعری کا چہرہ مسخ کر کے رکھ دیا ہے" ہمارے خیال میں سہسرامی کی آواز ملانا نعت کے ساتھ کے ساتھ ساتھ وقت کا بھی تقاضہ ہے۔ کیوں کہ خدا شناسی اور محمدؐ شناسی کی جتنی آج ضرورت ہے، اتنی شاید ہی پہلے کبھی ہو۔ ڈاکٹر صابر سنبھلی کا مضمون "اشعارت نعت۔ اعتراضات کی حقیقت" اسم بامسمّیٰ ہے۔ یہ مضمون ظہیر غازی پوری کے امام احمد رضا بریلوی کے بعض نعتیہ اشعار کے فنی پہلوؤں پر اٹھائے گئے سوالات سے متعلق ہے۔ جو دونوں صاحبان علم کے موقف کی اصابت کو ظاہر کرتا ہے۔ البتہ فنی لوازمات برتنے کے ضمن میں ان کے جداگانہ انداز فکر کا بھی مظہر ہے۔ ہم ظہیر غازی پوری اور ڈاکٹر صابر سنبھلی دونوں کے نقطۂ نظر کو تسلیم کرتے ہیں۔ ڈاکٹر سیّد یحییٰ نشیط کا مضمون "مہاتما جیوتی باپھلے کی نعت رسولؐ" معلومات افزا ہے لیکن باپھلے کی مراٹھی نعت کا آزاد منظوم ترجمہ ہر طرح کے تاثر سے عاری ہے۔ قیصر الجعفری ایک ممتاز شاعر ہیں۔ امام ابوحنیفہ

کی عربی نعت کا انھوں نے سلیس اور رواں زبان میں منظوم ترجمہ کیا ہے۔ جگر مراد آبادی کی فارسی نعت کا ایم اے تشنہ نے نہایت خوبصورت منظوم ترجمہ کیا ہے، جبکہ امانت اپنے ترجمے میں شعریت پیدا کرنے سے قاصر رہے ہیں۔

ادیب رائے پوری کی کتاب ''نعتیہ ادب میں تنقید اور مشکلات تنقید'' پر عزیز احسن کا تبصرہ زبان وبیان اور استدلال وبرہان کے حوالے سے خوب ہے۔ مگر ہم ان کے مکمل متن پر کوئی رائے دینے سے قاصر ہیں، کیوں کہ ہم نے اس کتاب کا تا حال مطالعہ نہیں کیا ہے۔ عزیز احسن کے دیگر تبصرے ان کی علمی وسعت، ذہنی زرخیزی، فکری تازگی اور اعلیٰ تنقیدی شعور کی شہادت دیتے ہیں۔ ڈاکٹر آفتاب نقوی کے مضامین پر مشتمل کتاب ''دلیل آفتاب'' پر غفور شاہ قاسم کا تبصرہ پر مغز و حق آفرین ہے۔ وہ ایک کثیر المطالعہ قلمکار ہیں اور اپنی حرف شناسی کا لوہا منواتے چلے جارہے ہیں۔ انھوں نے مشمولات کتاب پر تعمق نظر سے خیال آرائی کی ہے۔

''مدحت'' کے باب میں سحر انصاری کی نعت اور رشید وارثی کی تضمین برکلام قدسی پسند آئی ہیں۔ احمد صغیر صدیقی کے ہندی ڈکشن میں لکھے ہوئے نعتیہ ہائیکو خوب ہیں۔ البتہ خوش بو سے حرف کا چمکنا ہماری سمجھ میں نہیں آیا ہے۔

ہونٹ مہکتے ہیں/ اس کے نام کی خوشبو سے/ حرف چمکتے ہیں۔

نیز ''اس کا ذکر اور اس کی فکر'' کے ساتھ ''کھولے'' کے بجائے فعل کا جمع کا صیغہ یعنی ''کھولیں'' آنا چاہیے۔

ذہنوں کے اندر/ اس کا ذکر اور اس کی فکر/ کھولے گیان کے در

گوشۂ غالب زیر نگاہ شمارے کا ایک اہم حصہ ہے، جبکہ پروفیسر شفقت رضوی کا مضمون ''غالب۔ حضور رسالت مآب میں'' خاصے چیز ہے۔ شفقت رضوی ایک پڑھے لکھے انسان ہیں۔ انھوں نے غالب کی نعت نگاری پر جو کچھ بھی لکھا ہے، وہ ان کے تبحرِ علمی پر دال ہے۔ ادیب رائے پوری کا مضمون ''غالب کے فارسی کلام میں نعت'' ہمارے خیال میں دراصل ''با خدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار'' کی تفسیر وتعبیر ہے۔ وہ اپنے مضمون میں بہ یک وقت غالب کی حمد گوئی اور نعت نگاری کو زیر بحث لائے ہیں۔ ادیب رائے پوری کی وسعت مطالعہ اور علمی تبحر میں کوئی کلام نہیں ہے۔ ان کا مضمون ان کی انھی خوبیوں کا مظہر ہے۔ ڈاکٹر سیّد یحییٰ نشیط کا مضمون ''عظمت رسول ﷺ خطوط غالب میں'' ایک اچھوتے موضوع پر لکھی گئی ایک دل کش اور

متاثر کن تحریر ہے۔ ہم اس مضمون کے بارے میں صرف اتنا کہنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ کہ ڈاکٹر نشیط نے تحقیق وتنقید کا حق ادا کر دیا ہے۔ ڈاکٹر عاصی کرنالی حمد ونعت کے ایوانوں میں تحقیق و تدقیق کے جو دیئے روشن کیے ہیں، ان کی روشنی سے ''نعت رنگ'' کے اوراق بھی منوّر ہو چکے ہیں۔ ان کا مضمون ''غزلیات غالب کی زمینوں پر نعت گوئی'' ایک Challenging Subject ہے۔ جسے قبول کر کے انھوں نے خود کو ایک مشکل پسند محقق کے طور پر پیش کیا ہے۔ عاصی کرنالی کا یہ مضمون تحقیق وتنقید کے نہایت اہم ابواب میں شامل ہونے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے۔ عزیز احسن نعت کے حوالے سے جو علمی، ادبی خدمات سرانجام دے رہے ہیں، وہ قابل قدر ہیں۔ ان کا مضمون ''غالب کی اردو شاعری میں مضامین نعت کا فقدان'' ایک مانوس موضوع پر ایک وقیع تحریر ہے۔ عزیز احسن غالب کے تخلیقی مزاج، فکری افتاد، شعری نفسیات، فنی رویے، عقیدہ ومسلک کے رجحانات اور اردو میں نعت گوئی سے گریز کی وجوہ کا بڑی چابک دستی سے احاطہ کیا ہے۔ بلاشبہ عزیز احسن فکر ونظر کی بلندیوں پر متمکن ہیں۔

ناصر کاظمی، عبدالعزیز خالد اور جعفر بلوچ کی تضمینیں ان کے شعری درک کے شواہد فراہم کرتی ہیں۔ ڈاکٹر اسلم انصاری اور افتخار عدنی کے منظوم ترجمے تخلیقی سطح کے ہیں۔ غالب کی زمینوں میں لکھی گئی فکروفن کے کوئی نئے گوشے سامنے نہیں لاتی ہیں۔ تاہم رفیع عالم رفیع بدایونی، اسرار احمد سہاروی اور شاکر ادیبی کی کاوشوں کو نہ سراہنا بھی ادبی بددیانتی ہوگی۔

''نعت رنگ'' کے خطوط بھی ایک منفرد معیار قائم کرتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ ہمیں یہ کہنے میں ہرگز کوئی تامل نہیں ہے کہ ''نعت رنگ'' میں چھپنے والے خطوط علمیت و ادبیت کی جس بلندی کی طرف مائل بہ پرواز ہیں، اسے دیکھنے کے لیے ایک دن دستار سنبھالنا پڑے گی۔ ان خطوط میں بظاہر ''نعت رنگ'' کے مندرجات پر گفتگو ہوتی ہے، مگر حقیقت میں وہ ادبیات، مذہبیات، عمرانیات، بشریات، تاریخ، تہذیب وتمدن، ثقافت غرض اتنے متنوع موضوعات کا احاطہ کرتے ہیں کہ قاری ورطۂ حیرت میں پڑ جاتا ہے۔ بعض خطوط تو مقالات کی ذیل میں آتے ہیں۔ جن کی قرأت وتفہیم دیدۂ بینا اور ذہن رسا کے بغیر محال ہے۔

☆

نعت ریسرچ سینٹر کو موصول ہونے والی کتب

گزشتہ دنوں نعت ریسرچ سینٹر کو جو کتابیں موصول ہوئیں ان کی فہرست مندرجہ ذیل ہے۔ کتب روانہ کرنے والے احباب اسے رسید تصور فرمائیں۔ (مرتب)

۱۔ ’’دنیائے نعت‘‘ کراچی، کتابی سلسلہ نمبر۱، مدیر: عزیز الدین خاکی

۲۔ ’’دنیائے نعت‘‘ کراچی، کتابی سلسلہ نمبر۲، سیّد رفیق عزیزی نمبر

﴿تنظیم استحکام نعت (ٹرسٹ) کراچی﴾

۳۔ ’’جہانِ حمد‘‘ کتابی سلسلہ، شمارہ نمبر۸، بہزاد لکھنوی نمبر، مدیر: طاہر سلطانی

۴۔ ’’جہانِ حمد‘‘ کتابی سلسلہ، شمارہ نمبر۹، صبا اکبر آبادی نمبر، مدیر: طاہر سلطانی

﴿جہانِ حمد پبلی کیشنز، کراچی﴾

۵۔ ’’سفیرِ نعت‘‘ کتابی سلسلہ، شمارہ نمبر۱، مدیر: آفتاب کریمی

۶۔ ’’سفیرِ نعت‘‘ کتابی سلسلہ، شمارہ نمبر۲، صبیح رحمانی نمبر، مدیر: آفتاب کریمی

﴿آفتاب اکیڈمی، کراچی﴾

۷۔ ماہنامہ ’’نعت‘‘ لاہور، شمارہ جنوری ۲۰۰۲ء، اشعارِ نعت، مدیر: راجا رشید محمود

۸۔ ماہنامہ ’’نعت‘‘ لاہور، شمارہ فروری، مارچ ۲۰۰۲ء، ﴿سلامِ ضیا (حصہ دوم)﴾ مدیر: راجا رشید محمود

۹۔ ماہنامہ ’’نعت‘‘ لاہور، شمارہ اپریل، مئی ۲۰۰۲ء، ﴿نعت ہی نعت﴾ مدیر: راجا رشید محمود

۱۰۔ ماہنامہ ’’نعت‘‘ لاہور، شمارہ جون ۲۰۰۲ء، ﴿اوراقِ نعت﴾ مدیر: راجا رشید محمود

۱۱۔ ماہنامہ ’’نعت‘‘ لاہور، شمارہ جولائی ۲۰۰۲ء، ﴿نعت ہی نعت﴾ مدیر: راجا رشید محمود

۱۲۔ ماہنامہ ’’نعت‘‘ لاہور، شمارہ اگست ۲۰۰۲ء، ﴿عربی نعت﴾ مدیر: راجا رشید محمود

۱۳۔ ماہنامہ ’’نعت‘‘ لاہور، شمارہ ستمبر ۲۰۰۲ء، ﴿مدحتِ سرور﴾ مدیر: راجا رشید محمود

۱۴۔ ’’آفتاب آمد دلیل آفتاب‘‘ ﴿سلام رضا پر ایک ادبی تاثراتی جائزہ﴾ انوار احمد زئی

﴿ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا، کراچی﴾

۱۵۔ ’’سرودِ نعت‘‘ (مجموعۂ مضامین) ابوالامتیاز، ع س مسلم ﴿الحمد پبلی کیشنز، لاہور﴾

۱۶۔ ’’نکہت و نور‘‘ (مجموعۂ نعت) شاعر لکھنوی ﴿جہانِ حمد پبلی کیشنز، کراچی﴾

۱۷۔ ’’کرن کرن روشنی‘‘ (مجموعۂ نعت) علیم النسا ثنا ﴿جہانِ حمد پبلی کیشنز، کراچی﴾

۱۸۔ ’’مخمساتِ نعت (مجموعۂ نعت) راجا رشید محمود ﴿مکتبہ ایوانِ نعت رجسٹرڈ، لاہور﴾

۱۹۔ ’’نقشِ جمال‘‘ (مجموعۂ نعت) مسرور کیفی ﴿فروغِ ادب، کندن اسٹریٹ، کراچی﴾

۲۰۔ ’’نسیم حجاز‘‘ (مجموعۂ نعت) جگن ناتھ آزاد ﴿محروم میموریل لٹریری سوسائٹی، نئی دہلی﴾

۲۱۔ ’’رسالت مآب‘‘ (مجموعۂ نعت) اختر ہوشیار پوری ﴿الحمد پبلی کیشنز، لاہور﴾

۲۲۔ ’’ماہِ حرا‘‘ (مجموعۂ نعت) کلیم عثمانی ﴿طوبیٰ پبلشرز، لاہور﴾

۲۳۔ ’’معرضانہ‘‘ (مجموعۂ نعت) قاضی فراز احمد ﴿آئیڈیل فاؤنڈیشن، ممبئی﴾

۲۴۔ ’’خیر البشر‘‘ (مجموعۂ نعت) انصار الحق قریشی گوہر اعظمی ﴿شاعر، کراچی﴾

۲۵۔ ’’تنویر‘‘ (مجموعۂ نعت) حسین سحر ﴿کتاب نگر، ملتان﴾

۲۶۔ ’’ردالوردہ علی قصیدۃ البردہ‘‘، سیّد محمد امین علی نقوی

﴿باب الہدیٰ فیض آباد، فیصل آباد﴾

۲۷۔ ’’عقیدت‘‘ (مجموعۂ نعت) کنیز فاطمہ ﴿جہانِ حمد پبلی کیشنز، کراچی﴾

۲۸۔ ’’تنزیل‘‘ (مجموعۂ نعت) امین صدیقی ﴿نورانی بک ہاؤس، مالی گاؤں، بھارت﴾

۲۹۔ ’’آپ ہیں بس آپ‘‘ (مجموعۂ نعت) اجمل نقشبندی ﴿حنا پبلی کیشنز، نئی دہلی﴾

۳۰۔ ’’صلو علیہ وآلہ‘‘ (مجموعۂ نعت) ڈاکٹر اشفاق انجم ﴿مکتبۂ جامعہ ملیہ، نئی دہلی﴾

۳۱۔ ’’بیعت‘‘ (مجموعۂ نعت) جعفر بلوچ ﴿الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور﴾

۳۲۔ ’’الحمدللہ (مجموعۂ نعت) عزیز الدین خاکی ﴿تنظیم استحکامِ نعت (ٹرسٹ) کراچی﴾

۳۳۔ ’’گلدستہ قصائد مبارکہ فی مدح الحبیب (عربی قصائد) افتخار احمد حافظ قادری

﴿مرتب راولپنڈی﴾

۳۴۔ ’’التجا‘‘ (مجموعۂ نعت) حسن اکبر کمال ﴿سیپ پبلی کیشنز، کراچی﴾

۳۵ ’’سرمایہ (مجموعۂ نعت) طلعت اشارت .... ﴿اشارات پبلی کیشنز، کراچی﴾

۳۶۔ ’’میثاق (مجموعۂ نعت) سرشار صدیقی ﴿حرا فاؤنڈیشن، کراچی﴾

۳۷۔ ’’جذباتِ برہان (مجموعۂ نعت) مفتی برہان الحق جبل پوری

﴿محمد انور احمد قادری رضوی، کراچی﴾

۳۸۔ ''گل ہائے عقیدت'' (مجموعۂ نعت) سیّد حمید الدین احمد حمید ﴿اقلیم نعت، کراچی﴾

۳۹۔ ''مدحت شاہ دو عالم (انتخاب نعت) محمد زکریا شیخ اشرفی ﴿بزم وارث، کراچی﴾

۴۰۔ ''انوارِ عقیدت (انتخاب نعت) شہزاد احمد ﴿انٹرنیشنل حمد و نعت فاؤنڈیشن، کراچی﴾

۴۱۔ ''خوشبوئے مدینہ'' (انتخاب نعت) ملک سیّد علی بہلم ﴿انجمن فروغ نعت پاکستان، حیدرآباد﴾

۴۲۔ ''خواتین کی نعتیہ شاعری'' (انتخابِ نعت) ترتیب و تقویم: غوث میاں

۴۳۔ ''خواتین کی حمدیہ شاعری'' (انتخابِ حمد) ترتیب و تقویم: غوث میاں

﴿حضرت حسان حمد و نعت بک بینک پاکستان، کراچی﴾

۴۴۔ ''ارمغانِ نعت'' (انتخابِ نعت) شہزاد احمد ﴿قطب مدینہ پبلشرز، کراچی﴾

۴۵۔ ''کشکولِ آرزو'' (مجموعۂ نعت) ریاض حسین چودھری ﴿القمر انٹرپرائز، لاہور﴾

۴۶۔ ''ارمغانِ حافظ'' (مجموعۂ نعت) حافظ عبدالغفار حافظ ﴿اقلیمِ نعت، کراچی﴾

۴۷۔ ''حاضری'' (مجموعۂ نعت) نورین طلعت عروبہ ﴿ماورا، لاہور﴾

۴۸۔ ''عرفانِ عبد'' (مجموعۂ نعت) ڈاکٹر عبدالرحمٰن عبد ﴿نیویارک اردو انجمن، امریکا﴾

۴۹۔ ''طلوعِ حمد'' (مجموعۂ حمد) لطیف اثر ﴿جہانِ حمد پبلی کیشنز، کراچی﴾

۵۰۔ ''حضور میرے'' (مجموعۂ نعت) انصار الحق قریشی گوہر اعظمی ﴿جہانِ حمد پبلی کیشنز، کراچی﴾

۵۱۔ ''صبحِ ازل'' (مجموعۂ نعت) سیّد افتخار حیدر ﴿الملکہ پبلشرز، گجرات﴾

۵۲۔ ''دیارِ نور'' (مجموعۂ نعت) مسرور کیفی ﴿فروغِ ادب، کندن اسٹریٹ، کراچی﴾

۵۳۔ ''حرفِ تمنا'' (مجموعۂ نعت) عنایت اللہ عنایت ﴿نعت نما، کراچی﴾

۵۴۔ ''جانِ کون و مکاں'' (مجموعۂ نعت) خورشید فاطمہ شجیع ﴿مدحت پبلشرز، کراچی﴾

۵۵۔ ''چراغِ نوا'' (مجموعۂ نعت) رئیس نعمانی ﴿ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ﴾

۵۶۔ ''یہ میری عقیدت'' (انتخابِ نعت) صلاح الدین ناصر ﴿شاعر، نیویارک﴾

۵۷۔ ''سبز گنبد'' (انتخابِ نعت) صلاح الدین ناصر ﴿شاعر، نیویارک﴾

۵۸۔ ''تضامینِ نعت'' (مجموعۂ نعت) راجا رشید محمود ﴿مکتبۂ ایوانِ نعت، لاہور﴾

۵۹۔ ''فردیاتِ نعت (مجموعۂ نعت) راجا رشید محمود ﴿مکتبۂ ایوانِ نعت، لاہور﴾

۶۰۔ ''شہرِ کرم (مجموعۂ نعت) راجا رشید محمود ﴿اختر کتاب گھر، لاہور﴾

۶۱۔ ''توصیف'' (مجموعۂ نعت) محمد علی ظہوری ﴿عمیر پبلی کیشنز، لاہور﴾

۶۲۔ ''روشن گلیاں جھل مل کوچے'' (انتخابِ نعت) قمر وارثی ﴿دبستانِ وارثیہ، کراچی﴾

۶۳۔ ''کرم عطا شرف نصیب'' (انتخابِ نعت) قمر وارثی ﴿دبستانِ وارثیہ، کراچی﴾

۶۴۔ ''وظیفہ'' (مجموعۂ نعت) سیّد عاصم گیلانی ﴿خزینۂ علم و ادب، لاہور﴾

۶۵۔ ''صحیفہ حمد کا'' (مجموعۂ حمد) اجمل نقشبندی ﴿حنا پبلشر، نئی دہلی﴾

۶۶۔ ''جادۂ رحمت کا مسافر'' (مجموعۂ مضامین) ڈاکٹر حسرت کاس گنجوی ﴿آفتاب اکیڈمی، کراچی﴾

۶۷۔ ''زبورِ حرم'' (کلیاتِ نعت) اقبال عظیم ﴿حضرت حسانِ نعت کونسل، کراچی﴾

۶۸۔ ''روشنی ہی روشنی'' (مجموعۂ نعت) ماجد خلیل ﴿دبستانِ وارثیہ، کراچی﴾

۶۹۔ ''ربّ العالمین'' (مجموعۂ حمد) سجاد سخن ﴿دبستانِ وارثیہ، کراچی﴾

۷۰۔ ''اعتراف'' (مجموعۂ منظومات) خان اختر ندیم ﴿مرتب، حیدرآباد﴾

۷۱۔ ''نعت نذرانہ'' (مجموعۂ نعت پنجابی) قمر یزدانی (رضا اکیڈمی، لاہور﴾

۷۲۔ ''نعت اور تنقیدِ نعت (مجموعۂ مضامین) ڈاکٹر ابوالخیر کشفی ﴿طاہر کشفی میموریل سوسائٹی، کراچی﴾

۷۳۔ ''گلدستۂ حسان'' (انتخابِ نعت) طلعت محمود بٹ ﴿دی بک ٹریڈرز، بریڈفورڈ﴾

۷۴۔ ''اردو کا نعتیہ ادب'' (مجموعۂ مضامین) ڈاکٹر سیّد شمیم گوہر ﴿سیّد حیات احمد الٰہ آباد، بھارت﴾

۷۵۔ ''سرکار کے قدموں میں'' (انتخابِ نعت) محمد محبوب ﴿بزمِ غوثیہ نعت انٹرنیشنل، کراچی﴾

۷۶۔ مجلہ ''حلیۃ النعت'' ۲۰۰۲ء، عقیل احمد عباسی ﴿مرکزی گل بہار نعت کونسل پاکستان، کراچی﴾

۷۷۔ ''صاحبِ معراج''، پرویز اختر ﴿جہانِ حمد پبلی کیشنز، کراچی﴾

۷۸۔ ''کلامِ رضوی''، سیّد خالد حسن رضوی ﴿ادبستانِ انصار، کراچی﴾

خط و کتابت کا پتا

E-201, Saima Avenue Sector 14-B, Shadman Town No.2,
North Karachi, Karachi-75850, Pakistan. Ph: 92-21-6901212
Email: iqleemnaat@cyber.net.pk

امام احمد رضا بریلویؒ کے افکار کی ترویج کا علمی علم بردار

سہ ماہی **افکارِ رضا** ممبئی

مدیر: محمد زبیر قادری

رابطہ: تحریکِ فکرِ رضا۔ ۱۶۷، ڈم ٹمکر روڈ، ناگپاڑہ، ممبئی۔ ۴۰۰۰۰۸ (انڈیا)

e-mail: editor@fikreraza.net

website: www.fikreraza.net

دین، تصوف اور اخلاقیات کا ترجمان

ماہ نامہ **جہانِ چشت** کراچی

نعت نمبر (زیرِ طبع)

مدیر: صاحب زادہ محمد سلیم فاروقی

رابطہ: آر۔ ۸۵۹، سیکٹر ۱۔ اے/ ۱۵، بفرزون شمالی کراچی۔ ۷۵۶۵۰

خواتین شاعرات کی عقیدتوں کا اشاریہ

خواتین کی نعتیہ شاعری

ترتیب و تقدیم: غوث میاں

ناشر: حضرت حسانؓ حمد و نعت بک بینک پاکستان

۳/۱۴۸۴، شاہ فیصل کالونی نمبر ۳، کراچی۔ ۷۵۲۳۰

خواتین شاعرات کے جذباتِ عبودیت کا اشاریہ

خواتین کی حمدیہ شاعری

ترتیب و تقدیم: غوث میاں

ناشر: حضرت حسانؓ حمد و نعت بک بینک پاکستان

۳/۱۴۸۴، شاہ فیصل کالونی نمبر ۳، کراچی۔ ۷۵۲۳۰

معروف نعت گو حافظ عبدالغفار حافظ کا مجموعۂ نعت

ارمغانِ حافظ

شائع ہوگیا ہے

ناشر: اقلیمِ نعت: ۲۰۱۔ ای، صائمہ ایونیو، سیکٹر ۱۴۔بی، شادمان ٹاؤن، نمبر۲، شمالی کراچی۔ ۷۵۸۵۰

بزرگ نعت گو شاعر سیّد حمید الدین احمد حمید کا نعتیہ مجموعہ

گل ہائے عقیدت

شائع ہوگیا ہے

ناشر: اقلیمِ نعت: ۲۰۱۔ ای، صائمہ ایونیو، سیکٹر ۱۴۔بی، شادمان ٹاؤن، نمبر۲، شمالی کراچی۔ ۷۵۸۵۰

صبیح رحمانی کی نعتوں کا انتخاب

سرکار کے قدموں میں (پاکٹ سائز)

مرتب: محمد محبوب

شائع ہوگیا ہے

ناشر: بزمِ غوثیہ نعت انٹرنیشنل۔ مسجد غوثیہ، اے ایریا، ملیر، کراچی

انگریزی زبان میں اسلامی علمی، فکری اور روحانی مقالات پر مشتمل

ماہ نامہ منارٹ انٹرنیشنل (انگریزی)

بہ یادگار: مبلغِ اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی القادریؒ

جاری کردہ: ڈاکٹر علامہ شاہ محمد فضل الرحمٰن انصاری القادریؒ

مدیر: فرید الدین احمد

رابطہ: المرکز الاسلامی، بی بلاک نارتھ ناظم آباد، شارع عبدالعلیم صدیقی و اسلامک سینٹر روڈ، کراچی

نعت ریسرچ سینٹر (رجسٹرڈ)

نعت کے ادبی فروغ اور تحقیقی ضرورتوں کے پیش نظر کراچی میں "نعت ریسرچ سینٹر" کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔اس ادارے کے ذریعے ہم نعت شناسی اور نعت فہمی کا جذبہ بیدار کرنے اور فروغ نعت کے لیے درج ذیل منصوبوں پر کام کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں:

۱۔ حمد و نعت پر اب تک تمام زبانوں میں شائع ہونے والے تخلیقی، تحقیقی، تالیفی اور تدوینی نوعیت کے کاموں کو یک جا کیا جائے گا جس میں غیر مطبوعہ دواوین، مقالے اور کتابیں بھی شامل ہوں گی۔

۲۔ حمد و نعت کے مختلف تربیتی کورسز، سیمینار، مقابلے، مباحثے، مشاعرے اور محافل منعقد کی جائیں گی۔

۳۔ کتب حمد و نعت بالخصوص تحقیقی مقالوں کی اشاعت کی حوصلہ افزائی کی جائے گی ان کی اشاعت کا اہتمام کیا جائے گا اور انھیں اشاعت کے بعد دنیا کے اہم تعلیمی اداروں اور لائبریریوں میں بھیجا جائے گا۔

۴۔ حمد و نعت کے حوالے سے نمایاں تحقیقی اور تنقیدی کتابوں پر ایوارڈ پیش کیے جائیں گے، علاوہ ازیں سال کے بہترین حمدیہ نعتیہ مجموعوں پر ایوارڈ دیے جائیں گے۔

۵۔ حمد و نعت کی آڈیو ڈیو لائبریری قائم کی جائے گی۔

۶۔ نعت گو شعرا اور نعت خوانوں کے تذکروں کی اشاعت کا اہتمام کیا جائے گا تاکہ نعت گوئی اور نعت خوانی کے سفر کا عہد بہ عہد جائزہ لیا جا سکے۔

۷۔ اہم اور ممتاز نعت گو شعرا پر مقالے اور کتابیں لکھوائے جائیں گے تاکہ تاریخِ ادب میں ان کے کارناموں کی دستاویز مرتب ہو سکے۔

ہمیں اس عظیم کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے آپ کے تعاون کی ضرورت ہے۔

﴿مزید معلومات کے لیے رابطہ کیجیے﴾

ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی	(کراچی)	(201) 6948979
ڈاکٹر سید یحییٰ نشیط	(کل گاؤں، بھارت)	(07234) 32624
ڈاکٹر عبدالرحمٰن عبد	(نیویارک، امریکا)	(718) 492-5500
ڈاکٹر تقی عابدی	(ٹورانٹو، کینیڈا)	(905) 8689578
پروفیسر حفیظ تائب	(لاہور)	(042) 7283060
اطہر عباسی	(جدہ سعودی عرب)	6671156
سید صبیح الدین رحمانی	(کراچی)	(021) 6901212

خط و کتابت کے لیے

E-201, Saima Avenue, Sector 14-B, Shadman Town No.2,
North Karachi, Pakistan. Ph.92-21-6901212,
E-mail:iqleemnaat@cyber.net.pk

اردو نعت اور جدید اسالیب

مصنف : عزیز احسن

ضخامت : 184 صفحات قیمت : 120 روپے

☆☆☆

اردو میں حمد و مناجات

مصنف : ڈاکٹر سید یحییٰ نشیط

ضخامت : 280 صفحات قیمت : 160 روپے

☆ ناشر ☆

فضلی سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ : اردو بازار، کراچی

فون : 2629720-5 فیکس : 2633887

E-mail : fazlee@cyber.net.pk